1237

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،28۔جون2006

1۔ تلاوت قرآن پاک وترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ تعلیم)

(i) نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(ii) غیرنشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

حصہ اول

3۔ مسودہ قانون (جو پیش کیا جاچکا ہے)

مسودہ قانون (ترمیم) بارانی زرعی یونیورسٹی راولپنڈی مصدرہ2004

حصہ دوم

4۔ مسودات قانون (جو زیرالتواء رکھے گئے تھے)

(i) مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف سنٹرل پنجاب لاہور مصدرہ2006

(ii) مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب پرائیویٹ ایجوکیشنل انسٹیٹیوشنز (ترقی وانضباط) مصدرہ2006

(iii) مسودہ قانون (ترمیم) لاہور سکول آف اکنامکس مصدرہ2006

(iv) مسودہ قانون (ترمیم) جنگلی حیات (تحفظ، محافظت نگہداشت و انتظام)

پنجاب مصدرہ2006

(v) مسودہ قانون (ترمیم) ہجویری یونیورسٹی لاہور مصدرہ2006

حصہ سوئم

قرار دادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

1239

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا پچیسواں اجلاس

بدھ، 28۔ جون 2006

(یوم الاربعاء، یکم جمادی الثانی 1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 34 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ
وَكَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعْجِزَهُ مِنْ شَيْءٍ
فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَلِيمًا قَدِيرًا (44) وَلَوْ
يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلَىٰ ظَهْرِهَا مِنْ دَابَّةٍ
وَلَٰكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى ۖ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ
فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِعِبَادِهِ بَصِيرًا (45)

سُوْرَۃُ فَاطِر آیات 44 تا 45

اور کیا انہوں نے زمین میں سفر نہ کیا کہ دیکھتے ان سے اگلوں کا کیسا انجام ہوا اور وہ ان سے روز میں سخت تھے اور اللہ وہ نہیں جس کے قابو سے نکل سکے کوئی شے آسمانوں اور نہ زمین میں بے شک وہ علم و قدرت والا ہے (44) اور اگر اللہ لوگوں کو ان کے کئے پر پکڑتا تو زمین کی پیٹھ پر کوئی چلنے والا نہ چھوڑتا لیکن ایک مقرر میعاد تک اُنہیں ڈھیل دیتا ہے پھر جب ان کا وعدہ آئے گا تو بے شک اللہ کے سب بندے اس کی نگاہ میں ہیں (45)

وما علینا الا البلاغ o

سوالات

(محکمہ تعلیم)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ تعلیم سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔سب سے پہلے سید احسان اللہ وقاص صاحب کا سوال ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! سوال نمبر 1737۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب یونیورسٹی اور شعبہ UCIT مالی معاملات و دیگر انتظامی مسائل

*1737 سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ UCIT میں سنڈیکیٹ کی تحقیقات کے مطابق کم از کم 48 لاکھ روپے سے زائد کا غبن ہوا اور اس پر بانی پرنسپل کو معطل کیا گیا، کیا اس سارے معاملہ کی تحقیقات کر دی گئی، غبن کرنے کے الزام میں کون کون ملوث پایا گیا ان کے خلاف کیا قانونی کارروائی ہوئی اور غبن کی گئی رقم کی واپسی کے لئے کیا کیا گیا، کون کون گرفتار ہوا، کیا اس معاملہ میں وائس چانسلر کے بھی ملوث ہونے کا الزام UCIT کے بانی پرنسپل نے لگایا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب یونیورسٹی میں وائس چانسلر کے براہ راست حکم کے تحت مقرر کئے گئے ڈائریکٹر کوآرڈینیشن کرنل (ر) سعید کو کرپشن، غبن اور لاکھوں روپے خُورد بُرد کرنے پر برطرف کیا گیا ہے، اس معاملہ پر کیا قانونی کارروائی ہوئی، کیا یہ بھی درست ہے کہ سپورٹس کمپلیکس، پٹرول پمپ، ورکشاپ کی تعمیر اور یونیورسٹی کے گرد جنگلے لگانے میں بھی کرپشن کی گئی ہے، کیا ان تمام پراجیکٹس کا سپیشل آڈٹ کروانے کے لئے یونیورسٹی انتظامیہ تیار ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ وائس چانسلر کو یونیورسٹی ایکٹ کے تحت کسی بھی اسامی پر سنڈیکیٹ کی منظوری کے بغیر صرف چھ ماہ کے لئے تقرری کا اختیار ہے جبکہ اس وقت یونیورسٹی میں وائس چانسلر صاحب کے پسندیدہ افراد مختلف اہم پوسٹوں پر ڈیڑھ سے تین سال مسلسل کام کر رہے ہیں اور انہیں ہر چھ ماہ کے بعد جناب وائس چانسلر توسیع دے دیتے ہیں اور سنڈیکیٹ سے منظوری حاصل کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے، کیا یہ اختیارات کا غلط استعمال نہیں ہے؟

(د) وائس چانسلر نے یونیورسٹی سینیٹ کے گزشتہ تین سال میں کتنے اجلاس طلب کئے، یونیورسٹی ایکٹ کے تحت یونیورسٹی سینیٹ کے سال میں کتنے اجلاس بلانا ضروری ہیں اور گزشتہ تین سال میں عملاً کتنے اجلاس منعقد ہوئے؟

(ہ) پنجاب یونیورسٹی میں گزشتہ تین سال میں کتنی کاریں کس ماڈل کی، کس کمپنی کی کن افراد کے لئے خریدی گئیں اور ان پر کل کتنا بجٹ خرچ ہوا اور اس کی منظوری کیا سنڈیکیٹ سے لی گئی؟

وزیر تعلیم:

(الف) اس سلسلے میں تحقیقات کے لئے پنجاب یونیورسٹی ایمپلائز Efficiency & Discipline Statutes کے تحت افسر مجاز مقرر کیا گیا۔ انکوائری رپورٹ موصول ہو چکی ہے جسے سنڈیکیٹ کے اجلاس منعقدہ 10-02-2003 میں پیش کیا گیا نیز ملزم کو سنڈیکیٹ کے اجلاس منعقدہ 17-05-2003 میں ذاتی شنوائی کا موقع دیا گیا۔ ملزم (ڈاکٹر ماجد نعیم) نے اپنا تحریری جواب بھی سنڈیکیٹ میں پیش کر دیا ہے۔ وائس چانسلر پر اس معاملہ میں ملوث ہونے کا کوئی الزام نہیں لگایا گیا۔

(ب) یہ درست نہیں۔ ڈائریکٹر کوآرڈینیشن کرنل (ر) سعید احمد خان نے اپنی ذاتی وجوہ کی بناء پر استعفیٰ دیا ہے ان پر کسی قسم کی کرپشن کا کوئی الزام نہیں تھا۔ ان کی تقرری پنجاب یونیورسٹی ایکٹ 1973 کی شق 15(3) کے تحت ہوئی تھی۔ یہ درست نہیں کہ سپورٹس کمپلیکس، پٹرول پمپ، ورکشاپ کی تعمیر اور یونیورسٹی کے گرد جنگلے لگانے میں بھی کرپشن کی گئی البتہ یونیورسٹی انتظامیہ ان پراجیکٹس کا سپیشل آڈٹ کروانے کے لئے تیار ہے۔

(ج) یونیورسٹی ایکٹ 1973 کی شق (3)15 اور (4)15 کے تحت وائس چانسلر صاحب کو باامید منظوری سنڈیکیٹ کسی اسامی کی تخلیق اور تقرری کا اختیار حاصل ہے۔ اس سلسلے میں تمام احکامات باامید منظوری سنڈیکیٹ کئے جاتے ہیں جن کی بعد میں سنڈیکیٹ سے توثیق کرائی جاتی ہے البتہ سنڈیکیٹ کی میٹنگ منعقدہ 2003-08-23 کو اس معاملہ پر تفصیلاً بحث ہو چکی ہے۔ سید احسان اللہ وقاص بحیثیت رکن سنڈیکیٹ اس میٹنگ میں موجود تھے۔

(د) پنجاب یونیورسٹی ایکٹ 1973 کے مطابق یونیورسٹی سینیٹ کے کم از کم دو اجلاس ایک سال میں منعقد ہونا چاہئیں۔ سینیٹ کے اجلاس کے لئے تاریخ اور وقت کا تعین جناب چانسلر (گورنر) کی منظوری سے کیا جاتا ہے۔

(ہ) پچھلے تین سالوں میں صرف ایک کار نمبر LRB-1882 برائے وائس چانسلر مورخہ 15-10-2001 کو خرید کی گئی جس کی قیمت -/1099000 روپے ہے۔ اس کی منظوری سنڈیکیٹ سے لی گئی تھی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال پوچھنے سے پہلے ایک گزارش کرنی چاہتا ہوں۔ وزیر تعلیم یہاں تشریف رکھتے ہیں۔ آئین کے تحت تعلیم ایک صوبائی معاملہ ہے۔ میں اس پر بڑے دکھ کا اظہار کرتا ہوں کہ یونیورسٹیوں کا انتظام وفاقی حکومت نے ہائر ایجوکیشن کمیشن کے ذریعے اپنے قبضہ میں لے لیا ہوا ہے۔ یہ پبلک یونیورسٹیاں ہیں اور ان کے اندر پنجاب حکومت کا کوئی عمل دخل نہیں رہا ہے۔ میں وزیر قانون صاحب سے یہ درخواست بھی کروں گا کہ ہائر ایجوکیشن کمیشن جو کردار ادا کر رہا ہے اس بابت اس اسمبلی کے اندر باقاعدہ بریفنگ دی جائے اور اس پر بحث کروائی جائے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! یہ تو آپ کی تجویز ہے، ضمنی سوال کیا ہے؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! پنجاب یونیورسٹی میں PUCIT ایک بڑا اہم شعبہ establish کیا گیا ہے۔ اس کا بانی پرنسپل ڈاکٹر ماجد نعیم کو مقرر کیا گیا۔ وہ 48 لاکھ روپے لے کر بھاگ گیا۔ اس کے بعد جن نئے صاحب کو پرنسپل مقرر کیا گیا وہ بھی پیسے لے کر بھاگ گئے اب انھوں نے کسی تیسرے صاحب کو پرنسپل تعینات کیا ہے۔ وہاں پر سسٹم ہی ایسا بنایا گیا ہے کہ ہر آدمی

وہاں پر بے ایمانی کرتا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو48لاکھ روپے پنجاب یونیورسٹی نے غریب طلباء سے اینٹھے تھے ان کی واپسی کا کیا انتظام کیا گیا ہے؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! ڈاکٹر ماجد ندیم کے خلاف رقم خورد برد کرنے کا الزام ثابت ہونے پر انھیں نوکری سے نکال دیا گیا ہے۔ اگر محرک چاہیں تو میں تھوڑا سا اسے elaborate بھی کر سکتا ہوں تاکہ ان کی تسلی ہو جائے اور مزید ضمنی سوالات کرنے کی شاید نوبت نہ آ سکے۔ انکوائری رپورٹ کو سنڈیکیٹ کے اجلاس منعقدہ 20-02-2003 میں پیش کیا گیا تھا۔ ہر یونیورسٹی کی سنڈیکیٹ میں اس معزز ایوان کے ممبران بطور ممبر نامزد ہیں اور پنجاب یونیورسٹی کی سنڈیکیٹ میں سید احسان اللہ وقاص صاحب کو آپ ہی نے وہاں پر ممبر nominate کیا تھا۔ ان معزز ممبران کے ذریعے سنڈیکیٹ میں عوام کی نمائندگی ہو جاتی ہے۔ انکوائری رپورٹ کو سنڈیکیٹ میں پیش کیا گیا اور سنڈیکیٹ کی تحقیقات کے مطابق 42 لاکھ 6 ہزار 354 روپے کی رقم غبن کی گئی۔ ملزم ڈاکٹر ماجد نعیم نے چانسلر (گورنر صاحب) کو اپیل کی جسے انھوں نے reject کر دیا۔ ملزم کے خلاف ایف آئی آر درج کروائی گئی۔ چونکہ اب recovery کا معاملہ ہے we have to go to the relevant section اب کیس سینئر سپیشل جج اینٹی کرپشن کی عدالت میں زیر کارروائی ہے۔ اس معاملے میں وائس چانسلر کے ملوث ہونے کا کوئی الزام نہیں لگایا گیا۔ پبلک سیکٹر کالجز میں PUCIT ایک بڑا زبردست کالج ہے۔ ہم نے وہاں پر اب جو نیا آدمی لگایا ہے وہ بڑے اچھے انداز میں کام کر رہا ہے۔ اگر کوئی شخص کرپشن کرتا ہے، خواہ وہ وائس چانسلر ہو یا اور کوئی بڑا افسر ہو اگر اس کی کرپشن ثابت ہو جائے تو رولز کے مطابق اس کے خلاف ایکشن لیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب کا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو رقم خورد برد ہوئی تھی اس کی recovery کا کیا بندوبست کیا گیا ہے؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! ابھی یہ معاملہ عدالت میں زیر کارروائی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں نے یہ سوال تین سال پہلے کیا تھا۔ 17-03-2003 کا یہ سوال دیا ہوا ہے۔ تین سال کا عرصہ گزر چکا ہے لیکن ابھی تک کارروائی ہو رہی ہے۔ میں نے سنڈیکیٹ کے اندر بھی اس بات پر بہت شور مچایا۔ نہ صرف یہ کہ اس نے اتنی بڑی رقم کا غبن کیا بلکہ اپنی برطرفی کے بعد بھی وہ یونیورسٹی کے ایک گھر کے اندر رہائش پذیر رہا۔ ایڈیشنل سیکرٹری چودھری اکرم صاحب نے اس معاملے کی انکوائری کر کے رپورٹ پیش کی اور بڑی مشکل سے ایک

سال بعد اس سے گھر خالی کرایہ گیا۔ وہاں گھر کا کرایہ تقریباً ایک لاکھ روپے ماہانہ بنتا ہے۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ 42 لاکھ روپے جو کہ آپ نے طلباء سے لئے ہوئے تھے وہ سب لے کر چلتا بنا ہے اور آپ نے اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی، اس سے کوئی وصولی نہیں ہوئی ہے۔ میں اس پر افسوس اور شدید دکھ کا اظہار کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں نے جز (ج) میں یہ سوال کیا ہے کہ وائس چانسلر صاحب کو (4)15 کے تحت اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی کی چھ ماہ کے لئے عارضی تقرری کر سکتے ہیں۔ وہاں پر یہ روٹین بنی ہوئی ہے کہ تمام اہم عہدوں پر، رجسٹرار، ایڈیشنل رجسٹرار اور پراجیکٹ ڈائریکٹر کی تقرری چھ ماہ کے لئے کی گئی تھی لیکن وہ پچھلے تین تین، چار چار سال سے کام کر رہے ہیں۔ یعنی جب چھ ماہ گزر جاتے ہیں تو پھر ان کی مزید چھ ماہ کے لئے extension کر دی جاتی ہے۔ اس اختیار کا بالکل ناجائز استعمال کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان اسامیوں کو مشتہر کر کے سلیکشن بورڈ کے ذریعے ان پر مستقل تقرریاں کیوں نہیں کی جاتیں؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! یہ سوال تو شاہ صاحب سے ہی کرنا چاہئے، کیونکہ یہ خود سنڈیکیٹ کے ممبر ہیں۔ وائس چانسلر کو Act کے ذریعے (3)15 کے تحت کوئی اسامی create کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ (4)15 کے تحت وہ چھ ماہ کے لئے interim arrangement پر کسی آدمی کو تعینات کر سکتے ہیں۔ اس چھ مہینے کے عرصے کو vetting or validate سنڈیکیٹ کرتی ہے۔ اس سنڈیکیٹ کے سید احسان اللہ وقاص صاحب بھی ممبر ہیں۔ یہ وہاں پر اس بارے میں بھرپور احتجاج کر سکتے ہیں۔

جناب والا! ہم یونیورسٹیوں کو قانون کے تحت جب چارٹر دیتے ہیں تو وہ کالجز کی طرح act نہیں کرتیں بلکہ وہ autonomous bodies ہیں، ان کا اپنا ایک نظام ہے، ان کا اپنا بجٹ ہے، اپنا نصاب ہے اور اپنا سلیکشن بورڈ ہے۔ وائس چانسلر کو اختیارات دیئے جاتے ہیں۔ لہذا ان اختیارات کے تحت وہ کسی آدمی کو چھ مہینے کے لئے رکھ سکتے ہیں۔ کوئی ایمرجنسی آ گئی، نیا ڈیپارٹمنٹ کھل گیا اور ٹیچر کو لگانے کی ضرورت پڑ گئی تو انھوں نے چھ مہینے کے لئے لگا دیا۔ ایک لحاظ سے شاہ صاحب ٹھیک کہتے ہیں کہ اس اختیار کو بعض اوقات misuse کیا جاتا ہے لیکن ہم اس کی

بڑی strict monitoring کرتے ہیں۔ ہمارے آفیسرز سنڈیکیٹ کی میٹنگ میں جاتے ہیں اور اس شق (3)15,(4)15 کو ہم بڑا focus کرتے ہیں کہ کہیں وائس چانسلر اس کو misuse تو نہیں کر رہا۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال جز (الف) اور (ب) دونوں کے حوالے سے ہے۔ جز (الف) میں کرپشن کا الزام ڈاکٹر ماجد نعیم پر لگایا گیا ہے جبکہ جز (ب) میں کرپشن کا الزام کرنل (ریٹائرڈ) سعید احمد خان پر لگایا گیا ہے۔ جواب میں بتایا گیا ہے کہ ڈاکٹر ماجد نعیم کے حوالے سے تحقیقات ہو رہی ہیں اور ان کے خلاف کارروائی بھی ہو رہی ہے جبکہ کرنل (ریٹائرڈ) سعید احمد خان کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ انھوں نے ذاتی وجوہ کی بناء پر استعفیٰ دیا ہے۔ یعنی ان کے بارے میں کوئی تحقیق کی گئی ہے اور نہ ہی کوئی کارروائی کی گئی ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ جو آدمی کرنل لیول کا، آرمی سے تعلق رکھتا ہے اس پر یونیورسٹی کے قوانین لاگو نہیں ہوتے؟ یعنی سویلین تو فوراً اس شکنجے میں آ جاتا ہے جبکہ ریٹائرڈ کرنل سے استعفیٰ لیا جاتا ہے بجائے اس کے کہ ان کے بارے میں بھی انکوائری کی جاتی۔ اگر کوئی آدمی آرمی سے آئے تو کیا اس پر یونیورسٹی کے قوانین لاگو ہوتے ہیں یا نہیں؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! یہ آرمی کے ریٹائرڈ کرنل ہیں اگر آرمی کا کوئی حاضر سروس آدمی بھی deputation پر ہمارے محکمہ میں آ جائے تو اس پر بھی prevailing laws applicable ہوں گے۔

جناب سپیکر! جز (ب) میں اس کے بارے میں اظہار کیا گیا کہ شاید وہ کرپشن میں involve تھے ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ ڈائریکٹر کوآرڈینیشن کرنل (ر) سعید احمد کرپشن میں ملوث نہیں تھے بلکہ انھوں نے خود resign کیا لیکن میں یہاں پر ایک بات ضرور کہوں گا کہ ہمارے سیکٹر میں اگر کوئی شخص کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو no body is above the law ہم سب کی cognizance ضرور کریں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ حاجی محمد اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: شکریہ۔ جناب سپیکر! اسی سوال کے جز (د) میں یہ بات کہی گئی ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کے ایکٹ 1973 کے مطابق سینیٹ کے دو اجلاس بلانے ضروری ہیں۔ کیا پچھلے تین سالوں میں ان کے اجلاس ہوئے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میں نے اس کی information حاصل کی ہے موجودہ وائس چانسلر نے اپنے دور میں اب تک سینیٹ کے دو اجلاس منعقد کئے ہیں اور اس کی سب سے بڑی مثال یہ ہے کہ شاہ صاحب نے کبھی یہ اجلاس miss نہیں کئے۔ وہ اسمبلی تو miss کر دیتے ہیں لیکن سنڈیکیٹ کا اجلاس miss نہیں کرتے۔ آپ شاہ صاحب سے پوچھ لیں۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! صرف ایک اجلاس ہوا ہے۔ دوسرا اجلاس مجھ سے پہلے ہوا تو اس کا مجھے پتا نہیں ہے لیکن چھ اجلاس ہونے چاہئیں۔ فاضل وزیر تعلیم سے میری یہ درخواست ہے کہ انھوں نے جس یونیورسٹی ایکٹ کا حوالہ دیا ہے یہ اس ایکٹ کے تحت اس یونیورسٹی کے پرو چانسلر ہیں۔ اب یہ بتائیں کہ انھوں نے اس یونیورسٹی میں کتنی دفعہ جا کر مختلف معاملات میں رہنمائی بخشی ہے جو ان کو دینی چاہئے اور ان کا فرض بنتا ہے لیکن ان سے تو سب کچھ ہائر ایجوکیشن کمیشن نے چھین لیا ہوا ہے۔ ان کے پلے تو انھوں نے چھوڑا کچھ نہیں تو یہ بیچارے وہاں جا کر کیا کریں گے۔

جناب والا! جس کی چھ ماہ کی تقرری کی جاتی ہے اسے سنڈیکیٹ میں پیش نہیں کیا جاتا اس لئے اس کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں کہ چھ چھ ماہ کے لئے تقرری کرتے رہتے ہیں۔ میں وزیر تعلیم سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ مجھے اس چیز کی یقین دہانی کرائیں کہ آئندہ یونیورسٹی کے اندر رولز کے مطابق تقرریاں کی جائیں گی۔ چھ چھ ماہ کی بنیاد بنا کر چار چار سال کے لئے لوگوں کی تقرری کر دینا یونیورسٹی ایکٹ کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔ یہ اسے ختم کروائیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! یونیورسٹی چارٹر کے تحت یونیورسٹی کے چانسلر گورنر ہوتے ہیں۔ گورنر پنجاب یونیورسٹی کے چانسلر ہیں۔ گورنر صاحب ہائر ایجوکیشن میں بڑے active ہیں۔ وہ ہر سنڈیکیٹ کی میٹنگ اور ہر فنکشن میں جاتے ہیں تو ان کی موجودگی میں میرا وہاں جانا مناسب نہیں کیونکہ یہاں پر بھی میرا بڑا بزنس ہے لیکن میں معزز محرک کو اس بات کا ضرور یقین دلانا چاہتا ہوں کہ کسی بھی سیکٹر میں چاہے یونیورسٹی ہو کالج ہو یا سکول ہو ہم کسی کو powers misuse کرنے کی بالکل اجازت نہیں دیں گے۔ اگر کوئی irregularities ہوئی ہیں تو آپ لوگ یہاں point out

کرتے ہیں تو ہم اس کی cognizance لیتے ہیں اور اسے کیفر کردار تک پہنچاتے ہیں۔ یونیورسٹی سیکٹر میں احسان اللہ وقاص صاحب کی بڑی اچھی participation رہی ہے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ چونکہ اب وہ سنڈیکیٹ کے ممبر نہیں رہے اس لئے انھیں دوبارہ ممبر بنانے کے بارے میں بھی سوچیں۔

جناب سپیکر: شکریہ

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میری ممبر شپ یہ کیسے ختم کر سکتے ہیں؟ مجھے تو جناب سپیکر نے ممبر بنایا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں کہ شاہ صاحب نے سوال کے جز (ب) میں ڈائریکٹر کوآرڈینیشن کرنل (ر) سعید کی کرپشن کے بارے میں سوال کیا تھا۔ انھوں نے جواب میں یہ کہا ہے کہ یہ درست نہیں ہے کہ سپورٹس کمپلیکس پٹرول پمپ، ورکشاپ کی تعمیر اور یونیورسٹی کے گرد جنگلے لگانے میں بھی کرپشن کی گئی البتہ یونیورسٹی انتظامیہ ان پراجیکٹس کا سپیشل آڈٹ کروانے کے لئے تیار ہے۔" میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو یہ تعمیرات ہوئی ہیں کیا ان میں انکوائری کروانے کے لئے تیار ہیں؟

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! اگر کہیں کرپشن ہوئی ہے تو ہم اس کی انکوائری کروانے کے لئے تیار ہیں۔ میں معذرت خواہ ہوں کہ میں ان کا سوال سن نہیں سکا۔ یہ مجھے specifically بتا دیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! کرنل سعید جو کوآرڈینیشن ڈائریکٹر تھا اسے کرپشن کی بناء پر نکالا گیا تھا لیکن انھوں نے جواب میں اسے تسلیم نہیں کیا۔ یہ بالکل ریکارڈ کی بات ہے کہ کرنل صاحب کو کرپشن کی وجہ سے وہاں سے نکالا گیا تھا۔ میرا ان سے سوال ہے کہ انھوں نے جو کام کروائے تھے جن میں سپورٹس کمپلیکس، پٹرول پمپ، ورکشاپ اور یونیورسٹی کے گرد جنگلہ لگا یہ on the floor of the House بتائیں کہ کیا اس پر انکوائری کروانے کے لئے تیار ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یونیورسٹی statutes میں ڈائریکٹر کوآرڈینیشن کا کوئی عہدہ موجود نہیں ہے۔ یہ وائس چانسلر صاحب نے خود تخلیق کیا اور اپنی مرضی کا آدمی لے کر آئے لیکن اس پر کرپشن کے اتنے چارجز لگے کہ خاموشی سے اس سے استعفیٰ لے کر اسے چلتا کر دیا گیا۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر تعلیم!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! سپیشل سیکرٹری اکیڈمک اکرم چودھری صاحب نے پہلے بھی پنجاب یونیورسٹی کی انکوائریاں کی ہیں لہذا میری گزارش ہے کہ اس معاملے میں بھی ان کی ڈیوٹی لگائیں کہ وہ انکوائری کریں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! ہر ایسا ادارہ جہاں پر financial transactions ہوتی ہیں وہاں ہم ہمیشہ آڈٹ کرواتے ہیں۔ یہ ایک regular procedure ہے اور پنجاب یونیورسٹی کا بھی آڈٹ ہوتا ہے لیکن بگو صاحب اور احسان اللہ وقاص صاحب نے جس معاملے کی نشاندہی کی ہے۔ وہ ان کی assumption ہے کہ شاید وہاں پر کرپشن ہوئی ہے حالانکہ محکمہ نے جواب میں یہ لکھا ہے کہ انھوں نے اپنی ذاتی وجہ سے استعفیٰ دے دیا ہے لیکن پھر ان کی تسلی کے لئے میں ایڈیشنل سیکرٹری اکیڈمک سے کہوں گا کہ وہ جا کر اس پورے معاملے کی چھان بین کریں اور مجھے بتائیں کہ اصل حقائق کیا ہیں؟ شکریہ

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: سارے سوال ہی ان کے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: یہ جنوبی پنجاب کے چند لوگوں کی نااہلی ہے کہ وہ بزنس نہیں دیتے بلکہ اسمبلی میں صرف تقریروں کے موڈ میں رہتے ہیں۔ جنوبی پنجاب کی بڑی محرومی ہے کہ وہاں سے اس طرح کے لوگ منتخب ہو کر آ گئے ہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اپنا سوال نمبر پڑھیں۔

سید احسان اللہ وقاص: وہ کوئی بزنس دینے کی بجائے صرف تقریروں کے زور پر اپنا کام چلانا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! پلیز اپنے سوال کا نمبر پکاریں۔

سید احسان اللہ وقاص: سوال نمبر 1777۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گورنمنٹ ہائی سکول والٹن میں بنیادی سہولیات کی فراہمی

*1777 سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول والٹن میں طلباء کے لئے پورے کمرے ہیں اور نہ ہی لیبارٹری؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سکول 1968 میں قائم کیا گیا اور اس میں 1500 سے زائد طلباء زیر تعلیم ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول ہذا میں لائبریری اور بیت الخلاء نہیں نیز اساتذہ صحن میں بیٹھ کر میٹنگ کرتے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ عرصہ زائد از 3 سال کوئی حکومتی نمائندہ سکول کے دورے پر نہیں آیا؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول کے طلباء نے اس صورتحال پر پرزور احتجاج کرنے کا نوٹس ہیڈ ماسٹر کو دیا ہے اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول میں اوپر بیان کردہ سہولیات مہیا کرنے کو تیار ہے تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) درست ہے۔اگرچہ سکول میں لیبارٹری موجود نہ ہے تاہم لیبارٹری کا سامان موجود ہے اور تجربات کلاس رومز میں کروائے جاتے ہیں۔

(ب) مذکورہ سکول 1968 میں پرائمری کی سطح پر قائم ہوا۔اسے 1971 میں مڈل اور 1989 میں ہائی کا درجہ دیا گیا اس وقت اس میں 1260 طلباء زیر تعلیم ہیں۔

(ج) سکول ہذا میں لائبریری نہ ہے جبکہ بیت الخلاء موجود ہیں۔تاہم یہ درست ہے کہ اساتذہ کی ماہانہ میٹنگ کھلی جگہ میں ہوتی ہے۔

(د) درست نہ ہے۔ عرصہ تین سال میں متعدد افسران نے سکول ہذا کے دورے کئے جن میں سپیشل سیکرٹری تعلیم (سکولز)ڈی پی آئی اور ڈی ای او بھی شامل ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

گورنمنٹ ہائی سکول والٹن لاہور کینٹ (فار بوائز)

عرصہ تین سال میں افسران بالا کے سکول وزٹ کرنے کی تفصیل

نمبر شمار	نام	عہدہ	وزٹ کی تاریخ	وزٹ کا مقصد
1۔	بلال قمر	ڈی ای او	17-01-2000	جنرل
2۔	بلال قمر	۔ایضاً۔	31-05-2000	۔ایضاً۔
3۔	بلال قمر	۔ایضاً۔	15-12-2000	۔ایضاً۔
4۔	اسد اللہ خالد	ڈی ای او(S.E)	19-10-2001	۔ایضاً۔
5۔	رائے اعجاز علی	سپیشل سیکرٹری تعلیم	21-03-2002	برائے سکول عمارت
6۔	اسد اللہ خالد	ڈی ای او(S.E)	27-08-2002	سرپرائز وزٹ
7۔	راؤ شمیم احمد	ڈی پی آئی	01-11-2002	سرپرائز وزٹ
8۔	اسسٹنٹ ڈائریکٹر	ڈی پی آئی دفتر	10-02-2003	برائے سکول عمارت (پلاننگ)

(اعتراضات کے جوابات)

(ہ) ایسا کوئی واقعہ محکمہ کے علم میں نہ ہے۔ مذکورہ سکول کو باب پاکستان پراجیکٹ نے اپنی تحویل میں لے لیا ہے اور نئی عمارت کی تعمیر پر درکار سہولتیں فراہم کر دی جائیں گی۔ پہلے مرحلے میں جو عمارات تعمیر کی جائیں گی ان میں اس سکول کی تعمیر شامل ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! گورنمنٹ ہائی سکول والٹن اس جگہ پر واقع ہے جہاں قیام پاکستان کے بعد مہاجرین آ کر ٹھہرے تھے۔ اب حکومت وہاں پر مہاجرین کے آنے اور تحریک پاکستان کی یاد میں ایک بڑا ادارہ بنانا چاہتی ہے۔ یہاں پر جو سکول موجود ہے وہ 1989 میں قائم ہوا۔ میں نے یہ سوال 2003 میں کیا تھا۔ انھوں نے خود تسلیم کیا ہے کہ تیرہ چودہ سال گزر جانے کے باوجود ہائی سکول کے اندر لیبارٹری موجود نہیں تھی۔ یہ کتنی بڑی زیادتی ہے؟ وہاں بچے کیا سائنس پڑھیں گے اور اساتذہ ان کو کیا پڑھائیں گے تو میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ حکومت اس سکول والی جگہ پر یادگار بنانا چاہتی ہے کیا اس میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اس سکول کو upgrade کر کے ایک معیاری سکول بنایا جائے؟ اور کیا حکومت اس بات پر تیار ہے کہ محض ایک

پارک بنا دینے کی بجائے ان شہداء کو اور ان لوگوں کو جنھوں نے تحریک پاکستان میں بڑی قربانیاں دیں ان کی یاد میں وہاں پر ایک اچھی یونیورسٹی قائم کی جائے؟

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! معزز رکن نے جس سکول کا ذکر کیا ہے میں نے آج سے ایک سال پہلے اس سکول کا visit کیا وہاں پر سٹوڈنٹس کی بہت زیادہ تعداد ہے اور وہ بے چارے درختوں کے نیچے اور کھلے میدان میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ دراصل یہاں ہمارے دو سکول ہیں ایک گرلز ایک بوائز اور یہ باب پاکستان کی جگہ پر located ہے۔

جناب والا! یہاں پر حکومت پاکستان نے ایک بہت بڑا پروگرام بنایا جس میں جنرل پرویز مشرف بھی آئے، وزیر اعلیٰ پنجاب بھی وہاں پر موجود تھے۔ یہاں پر 6۔ارب روپے سے ایک یادگار بنائی جا رہی ہے۔ حکومت پنجاب نے یہ کہا کہ اس premises میں دو سکول ہیں ان کو وہاں سے ختم نہ کیا جائے۔ موجودہ صورت یہ ہے کہ ہمارے سکولوں کے دو تین کمرے تھے جنھیں demolish کر دیا گیا تھا تو ہم نے کہا کہ اب ہمارے سکولوں کو ختم نہ کیجئے بلکہ انھیں خالی جگہ پر شفٹ کر دیں تو شاہ صاحب نے جس سکول کی نشاندہی کی ہے ہم ابھی اسے آرمی کی بیرکس میں چلا رہے ہیں۔ میں تھوڑا سا پڑھ دیتا ہوں کہ اپریل 2006 سے سکول ہذا آرمی بیرکس میں منتقل ہو گیا ہے جو فوجیوں کی رہائش کے طور پر استعمال کی جا رہی تھیں۔ اس میں تیس کمرے ہیں۔ یہ جگہ دو ایکڑ پر مشتمل ہے۔ طلباء کی تعداد 1550 اور اساتذہ کی تعداد 48 ہے۔ باب پاکستان کے منتظمین نے کہا ہے کہ اس سکول کے لئے سولہ کنال اراضی باب پاکستان کے مغرب میں سکول کے لئے مختص کی گئی ہے۔ دو سکولوں کے لئے سولہ سولہ کنال یعنی کل 32 کنال اراضی کے لئے انہوں نے ہم سے وعدہ کیا ہے۔ اب اس میں فیصلہ یہ کیا گیا اور صدر پاکستان نے بھی کہا ہے کہ اس کی construction corp. کرے گی لیکن ہمارے under جو بوائے سکاؤٹس کا وہاں پر ایک آفس تھا اس کو ہماری حکومت یعنی حکومت پنجاب بنائے گی جس کا ہم نے تخمینہ بھی لگا لیا ہے۔ کم از کم تین کروڑ روپیہ ایک سکول پر لگے گا اور تین کروڑ روپیہ ہی دوسرے سکول پر بھی لگے گا۔ میں یہاں پر یقین دہانی کروانا چاہتا ہوں کہ یہ دونوں سکول انشاء اللہ تعالیٰ بڑے زبردست انداز میں بنائے جائیں گے اور باب پاکستان جس کی اپنی ایک اہمیت ہے وہاں پر ایک پرانا ہوسٹل تھا جس کو retain کیا جائے گا اور as a heritage اس کو یہاں پر رکھا جائے گا تاکہ آنے والی نسلیں اس باب پاکستان کو دیکھ سکیں۔

جناب سپیکر: شکریہ

جناب جوزف حاکم دین: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ایجوکیشن کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال ہے یا پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب جوزف حاکم دین: جناب والا! اسی تعلیم کے حوالے سے بات ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب جوزف حاکم دین: 1972 میں اس وقت کے جابر حکمران نے ہمارے ادارے قومی تحویل میں لے لئے تھے۔اس کے بعد موجودہ حکومت کے ہم شکر گزار ہیں کہ اس نے ہمیں یہ ادارے واپس کئے لیکن کچھ ادارے ابھی تک واپس نہیں ہوئے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

جناب جوزف حاکم دین: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کرسچئینز کے وہ ادارے جو ابھی تک واپس نہیں ہوئے کیا حکومت ان کو واپس کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور اگر رکھتی ہے تو کب تک واپس کر دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! اس سلسلے میں ہمارا ایک process ہے۔ جو ادارے 1972 میں قومی ملکیت میں لے لئے گئے تھے اب ان کو ڈی نیشنلائز کرنے کے لئے ہم نے ایک کمیٹی بنائی ہوئی ہے۔ وہ کمیٹی اس کو process کرتی ہے ابھی حال ہی میں آپ کو یاد ہو گا کہ ہم نے تقریباً پندرہ سولہ سکول بھی ان کو واپس کئے ہیں اور ایف سی کالج کا ادارہ جو ایک بہت بڑا ادارہ تھا ہم نے ان کو یہ کالج واپس کیا اس کو degree awarding status بھی دیا اور پھر ہم نے ان کو یونیورسٹی کا charter بھی دیا۔ فاضل رکن نے جو یہاں پر سوال کیا ہے تو میں عرض کروں گا کہ ہم نے ان کو کافی سکول دیئے ہیں اور ابھی ان کو process کر رہے ہیں۔ ایسے سکول جو کرسچئینز کے یا باقی اقلیتوں کے تھے یا پرائیویٹ ادارے جو چل رہے تھے ان کی ہم پہلے capacity check کرتے ہیں ان کی فیکلٹی کو بھی چیک کرتے ہیں۔ یہ بھی دیکھتے ہیں کہ اگر سکول ان کو ہم handover کریں تو کیا یہ چلا سکیں گے بھی یا نہیں یا ان میں اتنی قابلیت ہے یا نہیں؟ یہ بے فکر رہیں ہم ان کو process کر رہے ہیں اور جو

سکول ہمارے اس criterion میں فٹ آئے گا اس کو ہم واپس کر دیں گے۔

جناب سپیکر: سید احسان اللہ وقاص!

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ والٹن سکول کو نئے سرے سے جو تعمیر کیا جا رہا ہے یہ ایک خوش آئند بات ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا حکومت کے زیر غور کوئی ایسی سکیم ہے کہ لاہور اور دیگر شہروں کے اندر جو ہائی سکولز ہیں ان کے اندر سیکنڈ شفٹ شروع کی جائے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! ہم یہ سوچ رہے ہیں کہ ایسے ہائی سکول یا ہائر سیکنڈری سکول جہاں پر بچوں بچیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور داخلوں کی بہت زیادہ demand ہے اگر ہم وہاں پر سیکنڈ شفٹ شروع کر دیں ہمیں تو کوئی problem نہیں ہو گی لیکن اس کو ہم ابھی process کر رہے ہیں کہ آیا وہ feasible ہے یا نہیں لیکن ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب والا! ایجوکیشن سے متعلقہ ایک بہت ضروری بات ہے ملتان میں جو سب سے بڑا ڈگری گرلز کالج ہے جس میں تقریباً 12 ہزار کے قریب بچیاں پڑھتی ہیں۔ اس کی پرنسپل جو اس عہدے کے لئے مستحق نہیں تھیں جس کو بطور پرنسپل تجربہ بھی نہیں تھا ان کو اچانک پرنسپل لگا دیا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اس سوال سے متعلقہ آپ ضمنی سوال کر رہے ہیں؟

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب والا! بڑا اہم مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: وہ تو پھر fresh question ہو گا۔ پلیز تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب والا! آپ نے خود ہی اجازت دی ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زبان میری۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! on her behalf سوال نمبر 2901

ضلع شیخوپورہ کے گرلز اور بوائز ہائی سکولوں اور سائنس ٹیچرز کی تفاصیل

*2901 محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع شیخوپورہ میں گرلز اور بوائز ہائی سکولوں کی تعداد الگ الگ بتائی جائے نیز ان سکولوں کی تعداد بتائی جائے جہاں سائنس ٹیچر کی اسامی خالی ہے؟

(ب) مذکورہ ضلع میں ان سکولوں کی تعداد بھی بتائیں جہاں نویں اور دسویں جماعت میں ابھی تک سائنس نہیں پڑھائی جاتی؟

(ج) کیا حکومت سکولوں میں سائنس ٹیچر کی خالی اسامیوں کو پر کرنے اور سکولوں میں سائنس مضامین پڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) ضلع شیخوپورہ میں 116 بوائز اور 46 گرلز ہائی سکول کام کر رہے ہیں۔ ان کے علاوہ لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے بالترتیب 8 اور 13 ہائر سیکنڈری سکول بھی موجود ہیں۔
درج ذیل 38 سکولوں میں سائنس ٹیچر کی اسامی خالی ہے۔

	ہائی	ہائر سیکنڈری
بوائز	22	4
گرلز	7	5

(ب) 15 بوائز اور 9 گرلز ہائی سکولوں میں سائنس کے مضامین نہیں پڑھائے جاتے۔

(ج) حکومت ان سکولوں میں سائنس مضامین پڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ بھرتی پر عائد پابندی کے خاتمہ پر سائنس ٹیچرز کی خالی اسامیاں پر کی جا سکیں گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! "پڑھا لکھا پنجاب" جس کی دُہائی پنجاب گورنمنٹ دیتی ہے اور لاہور میں جو والٹن میں سکول ہے اس کی حالت آپ نے دیکھی۔ یہاں پر اب سوال یہ تھا کہ کتنے سکولوں میں سائنس کے مضامین نہیں پڑھائے جاتے۔ جز (ب) میں لکھا ہوا ہے کہ 15 بوائز اور 9 گرلز ہائی سکول ہیں جن میں سائنس کے مضامین نہیں پڑھائے جاتے اور یہ جواب 2004 کا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ شیخوپورہ ڈسٹرکٹ جو لاہور کا بالکل neighbouring district ہے اگر وہاں پر یہ حال ہے کہ وہاں پر بوائز اور گرلز سکولوں میں سائنس مضامین نہیں پڑھائے جاتے اور 2004 تک ان کا یہ ارادہ تھا کہ ان میں سائنس مضامین پڑھانے شروع کر دیئے جائیں گے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ اب اس کی recent situation کیا ہے اور وہاں پر سائنس مضامین کب پڑھانے شروع کر دیئے جائیں گے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! محترمہ نے صحیح فرمایا ہے کیونکہ یہ تین سال پرانا سوال ہے لیکن ان تین سالوں میں ہمارے محکمے میں کافی بہتری آ گئی ہے اس معزز ہاؤس کو میں نے کل بھی بتایا تھا کہ پچاس ہزار ایجوکیٹرز ہم نے تین سال میں بھرتی کئے ہیں۔ یہ ٹیچرز گریجویٹ ہیں ان کی ایک سالہ professional education ہے ایم اے، ایم ایڈ یا بی اے، بی ایڈ ہیں ہم نے یہ ایک bench mark بنایا ہے۔ اس specific سوال کے حوالے سے میں محترمہ کو شیخوپورہ کے حوالے سے تھوڑی سی information دینا چاہوں گا۔ ابھی ہم نے ضلع شیخوپورہ سے current situation حاصل کی ہے۔ اس سلسلے میں تین چار پوائنٹ میں بتانا چاہوں گا۔

جناب والا! ضلع ننکانہ بننے کی وجہ سے شیخوپورہ کے بوائز سکولوں کی تعداد 124 سے کم ہو کر 67 اور گرلز سکولوں کی تعداد 59 سے کم ہو کر 31 رہ گئی ہے۔ ضلع ننکانہ بننے کی وجہ سے اب بوائز سکولز میں 26 کی بجائے 10 اور گرلز ہائی سکولز میں 12 کی بجائے 6 سائنس ٹیچرز کی اسامیاں خالی ہیں۔ خالی اسامیاں جلد پُر کی جائیں گی کیونکہ ابھی 30۔ جون کے بعد ہم 11 ہزار ایجوکیٹرز کو تقرری کے لیٹرز دینے والے ہیں۔ اس میں انشاء اللہ تعالیٰ یہ بھی fill up کر دی جائیں گی۔ ضلع میں سائنس ٹیچرز کی کل 123 مردانہ اور 61 زنانہ اسامیاں ہیں۔ سائنس ٹیچرز کی کم از کم قابلیت بی ایس سی، ایم ایس سی مع بی ایڈ، ایم ایڈ ہے اور وہ اس وقت گریڈ سولہ میں کام کر رہے ہیں جبکہ contract پر رکھے گئے اساتذہ کی تعلیمی قابلیت ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی اور تنخواہ 5500 ہے۔

جناب سپیکر! ٹیچرز کی بہت زیادہ کمی ہے اور ٹیچرز ہمیں بہت زیادہ درکار ہیں۔ فنانس ڈیپارٹمنٹ سے اکثر ہمارا لڑائی جھگڑا بھی ہوتا ہے اور ہمیں اجازت بھی مل جاتی ہے لیکن چیف منسٹر پنجاب نے ہمیں اس سیکٹر میں بے تحاشا فنڈز بھی دیئے ہیں اور ہم نے پچاس ہزار ایجوکیٹرز ان تین سالوں میں بھرتی کئے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ضلع شیخوپورہ میں 30۔ جون کے بعد مزید اساتذہ تعینات کر دیئے جائیں گے اور ان کی vacancies position بہتر ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! وزیر تعلیم نے ایجوکیشن کے متعلق کل ایک بہت لمبی چوڑی تقریر کی تھی کہ ہم یہ کر رہے ہیں وہ کر رہے ہیں۔ کل بھی میں نے ان سے کہا تھا اور اس سے پہلے بھی کہا تھا کہ missing facilities میں یہ کروڑوں، اربوں روپے خرچ کر رہے ہیں اور یہ بات بالکل درست ہے لیکن اس میں سے کروڑوں روپے کھائے جا رہے ہیں نیچے سے اوپر تک سب کھا رہے ہیں اور مزے لے لے کر لوٹ رہے ہیں، بیوروکریسی لوٹ رہی ہے لیکن جو اصلی organ ہے وہ ٹیچر ہوتا ہے جس نے ساری قوم کو تیار کرنا ہے۔ اب اس سوال کے جواب میں یہ فرما رہے ہیں کہ 38 سکولوں میں ٹیچرز ہی نہیں ہیں یعنی ان 38 سکولوں میں سائنس ٹیچرز موجود ہی نہیں ہیں۔ دو سال ہو گئے ہیں یہ 14-04-2004 کا سوال ہے۔ میرا ان سے پھر ضمنی سوال یہ ہے کہ ان 38 سکولوں میں کتنے سائنس ٹیچرز انہوں نے لگائے ہیں اور کس کس سکول میں لگائے ہیں صرف یہ بتادیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! بھرتی پر پابندی رہی ہے بھرتی کو ہم نے phase wise کھولا ہے۔ اب جن 38 سکولوں کا اس میں ذکر ہے ان کے علاوہ بھی بے شمار ایسے سکول ہیں جہاں پر محکمہ تعلیم یا ای ڈی او اپنی requirement بتاتے ہیں۔ نیا سکول کھلتا ہے وہاں پر بھی تعیناتی کروانا ضروری ہوتی ہے۔ اسی طرح up gradation ہوئی وہاں پر ٹیچرز کو بھیج دیا گیا لیکن میں ارشد بگو صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ ہماری کوشش یہ ہے کہ پنجاب میں جتنی بھی پوسٹیں خالی ہیں ان کو ہم fill up کریں۔ جناب! 11ہزار لوگ جو ہم 30۔ جون کے بعد بھرتی کریں گے اس کے بعد بھی 40ہزار بندوں کی ضرورت ہوگی۔ کلاس چہارم کی بھرتی کے لئے بھی ہم اجازت دینے والے ہیں جس میں مالی، چپڑاسی اور نائب قاصد وغیرہ شامل ہیں تو میں ان سے کوئی argument نہیں کر

رہا میں بلکہ ان کو بتا رہا ہوں کہ ہماری problems کیا ہیں، ہمارے محکمے کے constraints کیا ہیں اور ہمیں کن چیزوں کی ضرورت ہے؟ انشاء اللہ تعالیٰ آج کے اس ضمنی سوال کے حوالے سے میں ensure کروں گا کہ ان سکولوں میں کم از کم سائنس ٹیچرز ضرور provide کئے جائیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ محترم عمران مسعود صاحب بڑے ذہین آدمی ہیں اس لئے یہ میرے سوال کا جواب slip کر کے دے رہے ہیں۔ میرا سوال بڑا specific ہے یہ 14-04-2004 کا question ہے اس میں انہوں نے خود تسلیم کیا ہے کہ لڑکیوں اور لڑکوں کے 38 سکولوں میں ایک بھی سائنس ٹیچر نہیں ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ بھرتی پر پابندی رہی ہے اب ہم نے اس پر ٹیچرز کو لگایا ہے۔ میرا ان سے specific question یہ ہے کہ انہوں نے ضلع شیخوپورہ کے ان 38 سکولوں میں کیا کوئی سائنس ٹیچر لگایا ہے اگر لگائے ہیں تو کس کس سکول میں لگائے ہیں صرف یہ بتا دیں؟

جناب سپیکر: انہوں نے assurance دے دی ہے کہ اگر ٹیچر نہیں بھی لگے تو وہ لگوا دیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اس حکومت کا ابھی ڈیڑھ سال رہ گیا ہے میں آپ کی وساطت سے بڑے وثوق سے کہتا ہوں کہ انہوں نے جو اربوں روپے missing facilities پر لٹائے ہیں یہ سب بیوروکریسی کھا گئی ہے۔ نیچے ای ڈی اوز کھا گئے ہیں اوپر کوئی اور کھا گیا ہے۔ میں سب پر blame تو نہیں کرتا لیکن میں یقین سے کہتا ہوں سیالکوٹ میں 10 کروڑ کا ہیر پھیر ہوا ہے انہوں نے جعلی فرنیچر خریدا ہے یا شاید خریدا ہی نہیں ہے جس کی انکوائری ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر! یہ بی اے پاس ٹیچر کو -/4200 روپے اور ایم اے پاس ٹیچر کو -/4500 روپے دے رہے ہیں پھر انہوں نے 3/4 سال میں ان ٹیچر کی ایک پیسا بھی تنخواہ نہیں بڑھائی جنہوں نے قوم بنانی ہے اور یہ یوٹیلٹی سٹورز بنا رہے ہیں وہاں پر یہ ریٹائرڈ صوبیدار لگا رہے ہیں جنہیں 8 ہزار روپے تنخواہ دے رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ جن اساتذہ نے ہمیں بنایا ہے، اس قوم اور اس قوم کے مستقبل کو بنانا ہے ان کا حال یہ ہے کہ ان کی تنخواہ ایک پیسا نہیں بڑھائی۔ ان سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ specifically بتا دیں کہ وہاں پر سائنس ٹیچرز provide کر دیں گے؟

جناب سپیکر: جی، ایجوکیشن منسٹر!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! اب ان سکولوں میں 6 سیٹیں خالی ہیں باقی پُر کر دی گئی ہیں۔ یہ 6 سیٹیں بھی انشاء اللہ تعالیٰ 30۔ جون کے بعد ہونے والی بھرتی میں پُر کر دیں گے۔

جناب سپیکر! میں ارشد بگو صاحب کے سوال کا جواب دیتے ہوئے تھوڑا سا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کل چوبارہ کی بات ہوئی اور میں نے چودھری اصغر علی گجر صاحب کے حلقے کی پوری ایک شیٹ تیار کی ہے۔ یہ لکھا ہوا ہے چودھری اصغر علی گجر ایم پی اے پی پی۔264، یہ اس علاقے کی نمائندگی کر رہے تھے جو بڑا پسماندہ ہے، جو desert area اور غربت بہت زیادہ ہے۔ میں یہاں پر یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ ہم نے پیسے کی equal distribution کی ہے اور کسی کو victimize نہیں کیا۔ میرے سامنے ان کے حلقے کی پوری شیٹ ہے کہ 04-2003 میں 19 ملین روپیہ ٹوٹل 113 سکولوں میں لگایا گیا، 05-2004 میں پھر 25 ملین روپیہ لگایا گیا، پھر 06-2005 میں 7 ملین روپیہ لگایا گیا تو یہ ٹوٹل 29 ملین روپیہ بن گیا۔ ہم نے کسی کو victimize نہیں کیا اور missing facilities programme علیحدہ چیز ہے اور بھرتی ایک علیحدہ چیز ہے۔ missing facilities کے تحت ہم نے ہر ضلع کو 15/15 کروڑ روپیہ دیا۔ اب میں نے معزز ممبران کی ایک شیٹ نکال لی ہے کہ ان کے علاقوں میں کتنا پیسا دیا گیا ہے کیونکہ یہاں پر ممبرز نے کہا ہے کہ ہمیں لیٹرز پہنچے اور جب ہم نے سکیمیں دیں تو اس پر کوئی ایکشن نہیں لیا گیا۔ ہم خود یہ چاہ رہے ہیں کہ جتنے سکول ان کے حلقوں میں fall کرتے ہیں وہ بھی ہماری ذمہ داری ہے۔ ان بچوں کا کیا کام سیاست سے، ہم سیاست سے بالاتر ہو کر ہر غریب آدمی کو تعلیم دینا چاہتے ہیں۔ تعلیم حاصل کرنا ہر غریب کا حق ہے اور ہم ہر بچے کو یہ constitutional right دینا چاہتے ہیں میں ان کو پھر سے ایک دفعہ یقین دہانی کراتا ہوں کہ یہ reform programme سیاست سے بالاتر ہے کیونکہ یہ ہمارا vision ہے، vision یہ ہے کہ پنجاب کے ایک ایک بچے اور بچی کو quality education ملے اور یہ اس طرح ہوگا کہ آپ وہاں پر چار دیواری بنائیں، کرسیاں دیں، میز دیں اور وہاں کی پسماندگی کو ٹھیک کریں تب جا کر ہم quality education دے سکیں گے۔

جناب سپیکر: رانا ثناء اللہ خان!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں یہ بات آپ کے نوٹس میں لانا چاہوں گا کہ وزیر تعلیم غلط بیانی کی انتہا کر رہے ہیں اور یہ ایسی انتہا کر رہے ہیں کہ اس ہاؤس کے ہر ممبر کے وقار اور استحقاق کو مجروح کر رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ سیاست سے بالاتر اور سیاست سے ہٹ کر ہم یہ چاہتے ہیں،

ہم وہ چاہتے ہیں، میں مختصراً الفاظ میں آپ کے نوٹس میں لاتا ہوں کہ منسٹر صاحب سے میں نے دسمبر میں بات کی تھی کہ یہ جو آپ missing facilities کی بات کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ سیاست سے بالاتر ہے ہم ہر جگہ پر کریں گے تو میں نے انہیں بتایا کہ میرے حلقے میں ایک ہائر سیکنڈری سکول ہے اور اس میں یہ یہ مسائل ہیں تو انہوں نے مجھے کہا کہ لکھ کر دیں۔ میں نے ان کو یہ ایک لیٹر لکھ کر دیا۔ یہ لیٹر 2005-12-27 کا ہے۔ اب اس پر رپورٹ کی 3 لائنیں میں پڑھ دیتا ہوں آپ ملاحظہ فرمالیں۔ کہ عرض ہے کہ گورنمنٹ ایم سی گرلز ہائر سیکنڈری سکول سمن آباد فیصل آباد، یہ شہر کا ایریا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ میرے حلقے میں یہ سکول باقی تمام سے بہتر ہے۔ اس میں تقریباً طالبات 3600 ہیں جبکہ سکول میں صرف 20 کمرے ہیں، تقریباً 1200 طالبات کھلے صحن میں زمین پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کر رہی ہیں، گرمیوں میں گرمی کی وجہ سے اور سردیوں میں سردی کی وجہ سے ان طالبات کو تعلیم حاصل کرنے میں سخت دشواری پیش آتی ہے۔ مہربانی فرما کر درج ذیل اشیاء سکول کو مہیا کی جائیں۔ انہوں نے 12 کلاس رومز اور فرنیچر کا تقریباً 74 لاکھ روپیہ estimate لگایا۔ انہوں نے missing facilities میں جو پیسے رکھے ہیں اس سکول کے لئے -/74 روپے بھی نہیں رکھے تو on ground یہ صورتحال ہے اور یہاں پر آکر اتنے بلند بانگ دعوے اور اتنی غلط بیانی کہ جناب! ہم یہ بھی کر رہے ہیں، یہ بھی کر رہے ہیں، on ground وہی صورتحال ہے جس کا بگو صاحب نے اشارہ کیا ہے کہ کسی سکول میں کوئی facility نہیں ہے کہیں چار دیواری نہیں ہے، کہیں کلاس رومز نہیں ہیں، کہیں فرنیچر نہیں ہے، کہیں اساتذہ نہیں ہیں تو on ground reality یہ ہے۔ یہ پیسے صرف کھانے پینے کا پروگرام ہے اور کسی نہ کسی لیول پر مختلف طریقوں سے کھایا پیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب کرنل سرخرو صاحب!

کرنل (ر) سلطان سرخرو اعوان: شکریہ۔ جناب سپیکر! تعلیم کے حوالے سے ای ایس آر پر کافی کام ہو رہا ہے لیکن ایک بڑا serious مسئلہ ہے بہت سارے ہائی سکولوں میں ہیڈ ماسٹر اور سائنس ٹیچر نہیں ہیں۔ جب میں نے چیک کیا تو پتا چلا کہ یہ گریڈ کا معاملہ ہے اور صوبائی حکومت جب تک promotion نہیں دے گی باقاعدہ ہیڈ ماسٹر پوسٹ نہیں ہوگا۔ اب کیا ہوتا ہے کہ کوئی ایک ٹیچر ہیڈ ماسٹر کی ڈیوٹی کر رہا ہے بڑی بدانتظامی ہوتی ہے، کوئی اس کا کنٹرول نہیں ہے اور میں یہ 2/3 دفعہ point out کر چکا ہوں اور میں نے اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے دوست منسٹر صاحب سے request

کی تو انہوں نے کہا کہ ہم بہت جلدی کر رہے ہیں تو ان سے میری درخواست ہے کہ یہ ان سکولوں میں ہیڈ ماسٹر لگائیں تاکہ سکولوں میں جو کام ہو رہے ہیں ان کو کوئی کنٹرول کرے۔ ہیڈ ماسٹر نے سرٹیفکیٹ دینا ہوتا ہے کہ اس سکول پر اتنا پیسا لگا ہے اور لکھنا ہوتا ہے کہ کام ٹھیک ہوا ہے یا نہیں۔ بلڈنگ جس طرح کی بھی بن رہی ہوتی ہے وہاں کوئی بھی ٹیچر sign کر دیتا ہے یہ بڑا serious مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، ایجوکیشن منسٹر! (قطع کلامیاں)

وزیر تعلیم: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں specifically رانا ثناء اللہ صاحب کے point of view کو address کرنا چاہتا ہوں۔ شاید یہاں پر تھوڑی سی غلط فہمی آ رہی ہے کہ میں نے ہائر سیکنڈری سکول کے لئے وعدہ کیا اور ہم نے پیسے نہیں دیئے۔ ہائر سیکنڈری سکول اس سکیم میں شامل ہی نہیں تھا۔ ہمارا یہ reform programme پہلی سے پانچویں کلاس تک تھا۔ آپ کو بھی یاد ہو گا آپ کا بھی حلقہ ہے تو اس میں اپ گریڈیشن شامل تھی نہ ہی ہم نے ہائی سکول پر پیسا لگانے کی اجازت دی۔

جناب سپیکر! پورے پنجاب میں 63855 سکول ہیں جن میں ٹوٹل پرائمری سکول 44310 ہیں تو پہلے ہمارا focus primary sector تھا۔ یہ ایسے سکول ہیں جہاں چار دیواری نہیں ہے، ٹائلٹ نہیں ہیں، پانی نہیں ہے، بجلی نہیں ہے تو دوستوں نے کہا کہ ہمارا سکول اپ گریڈ کروا دیں۔ اب ہم نے اس بجٹ میں ایجوکیشن پر پیسا رکھا ہے اور آپ کو پتا ہو گا کہ چیف منسٹر پنجاب نے اعلانات بھی کئے کہ تمام سکول مڈل سے ہائی اور ہائی سے ہائر سیکنڈری کر دیئے جائیں گے۔ لہذا اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے سب کی باری آ جائے گی۔ میرے اپنے حلقہ میں اور وزیر اعلیٰ کے اپنے حلقے میں ابھی سکول مکمل نہیں ہوئے، چار دیواری نہیں ہے، بجلی نہیں ہے لیکن یہ phase wise پنجاب کے تمام سکول بہتر ہو جائیں گے۔ یہ کوئی احسان نہیں ہے۔ یہ بچے ہماری قوم کے بچے ہیں اور اعلیٰ سہولیات ان کا حق ہے جو ہم نے ان کو ضرور دینا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ الحمد للہ تعلیم پر جس طرح وزیر صاحب نے کہا ہے کہ گورنمنٹ بھرپور توجہ دے رہی ہے۔ میں اس حوالے سے ان کی خدمت میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ بہاولپور شہر ڈویژنل ہیڈکوارٹر ہے۔ پچھلے پندرہ سال میں اس کی آبادی تین گنا ہو گئی ہے لیکن پچھلے پندرہ سال میں وہاں پر کوئی ایک بھی پرائمری، مڈل یا ہائی سکول نیا نہیں

بنایا گیا۔اس کا نتیجہ یہ ہے کہ کلاس رومز مکمل بھرے ہوتے ہیں اور ایک ایک کلاس روم میں سو سو بچے بیٹھتے ہیں۔اب بچے برآمدے میں بیٹھتے ہیں۔ میری وزیر تعلیم صاحب سے صرف یہ التماس ہے کہ اس سال کم از کم مہربانی کر کے کچھ نئے سکول دیئے جائیں یا پرانے سکولوں کو upgrade کیا جائے کہ مڈل کو ہائی اور ہائی کو ہائر سیکنڈری کیا جائے۔اس بارے میں یہ تھوڑی سی یقین دہانی کروا دیں تو ہماری تسلی ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! 2003 میں ہم نے 178، 2004 میں 159 اور 2005 میں 12 نئے سکول قائم کئے۔اگر آپ نے مڈل سکول بنانا ہے تو کمیونٹی زمین دے گی۔اب ہوتا یہ ہے کہ فنڈز تو ہمارے پاس ہوتے ہیں لیکن زمین علاقے والے نہیں دیتے لہذا upgradation نہیں ہو پاتی۔ ہمارا criterion دو، چار، آٹھ اور سولہ کنال ہے۔آپ کو پتا ہے کہ سولہ کنال پر ہمارا ہائی سکول بنتا ہے، آٹھ کنال پر ہمارا مڈل سکول بنتا ہے اس لئے کچھ ایسے cases ہیں جو زمین کی وجہ سے رہ جاتے ہیں لیکن ہم کوشش یہ کر رہے ہیں کہ ہم ایک balance رکھیں اور جہاں پر سکولوں کی بہت زیادہ ضرورت ہے ہم وہاں پر انشاء اللہ بنائیں گے۔معزز ممبر صاحب کا علاقہ میرے ذہن میں ہے۔ان کا پورا ضلع بہاولپور ہمارے لئے بہت اہم ہے۔جہاں پر کوئی گنجائش ہوئی اور ہم نے مناسب سمجھا تو وہاں پر ہم نئے سکول ضرور کھولیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔اگلا سوال محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ کا ہے۔

محترمہ طاہرہ منیر: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 2907۔

مڈل سکول چورستہ میاں خاں تحصیل دیپالپور کی اپ گریڈیشن

*2907 محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چورستہ میاں خاں تحصیل دیپال پور جو کہ ایک بہت بڑا قصبہ ہے میں بوائز ہائی سکول نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ قصبہ میں ہائی سکول نہ ہونے کی وجہ سے طلباء کی بہت بڑی تعداد کو بسوں، ویگنوں کے ذریعے تعلیم حاصل کرنے کے لئے دیپالپور اور بصیر پور جانا پڑتا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ قصبہ میں موجود مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ دینے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر تعلیم:

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے۔

(ج) گورنمنٹ ایلیمنٹری سکول چورستہ میاں خاں تحصیل دیپالپور ناکافی زمین ہونے کی وجہ سے ہائی سکول کا درجہ دینے کے لئے مروجہ پیمانہ پر پورا نہیں اترتا لہذا اسے ہائی سکول کا درجہ نہیں دیا جا سکتا۔

محترمہ طاہرہ منیر: میرا یہ سوال ہے کہ جو چورستہ میاں خاں تحصیل دیپالپور میں یہ خود تسلیم کر رہے ہیں کہ بوائز ہائی سکول نہیں ہے اور یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ وہاں پر طلباء کو ویگنوں کے ذریعے تعلیم حاصل کرنے کے لئے دیپالپور اور بصیر پور جانا پڑتا ہے لیکن اس کے باوجود جب یہ پوچھا جا رہا ہے کہ وہاں پر مڈل سکول کو upgrade کر کے ہائی سکول بنایا جائے گا تو یہ کہہ رہے ہیں کیونکہ مروجہ معیار پر پورا نہیں اترتا لہذا اسے ہائی سکول کا درجہ نہیں دیا جا سکتا۔ جب اتنے لوگوں کو تنگی ہے تو پھر اگر کوئی سکول پیمانے پر پورا نہیں بھی اترتا تو ایسی جگہ پر ہائی سکول کا درجہ نہیں دینا چاہئے، میں یہ پوچھتی ہوں کہ کب تک اس مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ دیا جائے گا اور لوگوں کو یہ سہولت کب ملے گی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! بصیر پور مذکورہ سکول سے نو کلومیٹر کے فاصلے پر دو سکول ہیں۔ مڈل میں طلباء کی تعداد 566 ہے۔ میں نے پہلے بھی یہ بات عرض کی ہے کہ ہمارا طریق کار بڑا سخت ہے۔ شہروں میں بہت مشکل ہے، جہاں پر زمین بڑی مہنگی ہے اور سکولوں میں تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ ہم نے اس ساری مشکل کو ذہن میں رکھتے ہوئے ایک سمری بنائی ہے۔ ہم نے وزیر اعلیٰ پنجاب سے یہ درخواست کی ہے کہ آپ criterion کو relax کریں تاکہ خاص طور پر شہروں میں اور پھر دور دراز کے علاقوں میں سکولوں کی upgradation ہو سکے۔

جناب سپیکر: جناب بریگیڈیر (ر) محمد حسن صاحب!

بریگیڈیر(ر) محمد حسن: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ سکولوں کی جو کمیاں ہیں وہ تو ہیں۔ یہ زمینی حقائق ہیں۔ میں نے کل بھی یہ گزارش کی تھی کہ 29 ہائی سکولوں میں سے صرف چھ سکولوں میں ہیڈ ماسٹر ہیں اور باقی سارے ایڈہاک پر ہیں۔ یہ تو ایک کمی ہے لیکن اس پر جو دوسری کمی ہے وہ یہ ہے کہ سکول کے اساتذہ کو non-educational duties دی جاتی ہیں۔ انھوں نے اب یہ کیا ہے کہ ووٹرز کی جو نئی لسٹیں بننے لگی ہیں تو سارے سکولوں کے عملے کی اگلے سال کے لئے ڈیوٹیاں لگ گئی ہیں کہ وہ گھر گھر جا کر ووٹ بنائیں گے۔ اس طرح اساتذہ کی کمی تو ہے ہی لیکن جو اساتذہ ہیں وہ بھی اس کام میں مصروف رہیں گے۔ میری یہ گزارش تھی کہ non educational duties پر سالہا سال یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ اگر ہم یہاں بیٹھ کر کوئی ایسا رول بنا دیں کہ ہمارے جو استاد ریٹائر ہوتے ہیں، ان کی liability پانچ سال کی رہنی چاہئے۔ جب کوئی ایسی ڈیوٹی ہو تو ہم ان لوگوں کو واپس بلا لیں اور TA/DA دیں اور وہ یہ کام کر لیں اور teaching staff صرف teaching کے لئے ہی رہے۔ اس کے علاوہ جو کمیاں ہیں، اس کے لئے پورے پاکستان کا بجٹ لے آئیں تو کمیاں دور نہیں ہو سکتیں۔ آپ بڑے کے درخت کے نیچے بچوں کو پڑھانا شروع کر دیں لیکن یہ claim نہ کریں کہ سب کچھ مل گیا، honestly کچھ نہیں ملا۔ میرے انٹر گرلز کالج دولتالہ میں گیارہ میں سے چار لیکچرار ہیں، پرنسپل نہیں ہے۔ انھوں نے ہی لسٹ دی ہے جغرافیہ، فزکس اور میتھ کی لیکچرارز نہیں ہیں۔ اگر عمران مسعود صاحب میتھ نہیں پڑھے ہوئے، آپ نہیں پڑھے ہوئے، میں نہیں پڑھا ہوا تو بتائیں کہ ہم کیسے پڑھائیں گے، فزکس کیسے پڑھائیں گے۔ ایک لیکچرار اردو کی ہے، ایک ایجوکیشن، ایک اکنامکس اور ایک سوکس کی ہے۔ آپ بتائیں کہ 250 بچیاں کیسے پڑھیں گی۔ ہر ایم پی اے کے علاقے میں یہی صورتحال ہے اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم کوئی ایسا طریق کار اختیار کریں کہ ہماری تعلیم چلنی شروع ہو جائے۔ ہم دعوے نہ کریں اور نہ اتنے بڑے ایجوکیشن ریفارم پروگرام لے کر آئیں۔ آپ کہیں کہ درختوں کے نیچے پڑھائیں لیکن پڑھائیں تو صحیح۔ میں وزیر تعلیم سے دوسری گزارش کروں گا کہ خدارا! پرائیویٹ سیکٹر کو آگے لائیے۔ اس وقت تک آپ عوام کو پڑھا لکھا نہیں بنا سکتے جب تک آپ پرائیویٹ سیکٹر کو آگے نہیں لاتے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ یہ اچھی تجویز ہے۔ ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ چورستہ میاں خاں تحصیل دیپالپور کے ایک قصبے کی بات ہوئی ہے اور منسٹر صاحب نے لکھا ہوا جواب پڑھ دیا ہے کہ وہاں پر زمین available نہیں ہے۔ میں اس سے اتفاق نہیں کرتا یہ دیہاتی علاقہ ہے وہاں پر زمین ضرور موجود ہو گی۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس پر توجہ کریں۔ میں ان سے یہ بھی پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ پندرہ ہزار کی آبادی کا قصبہ ہے یہاں پر گرلز پرائمری سکول بھی نہیں ہے تو چھوٹی بچیاں کہاں پر پڑھنے کے لئے جائیں گی، یہاں پر گرلز پرائمری سکول کب تک قائم کیا جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! زمین تو کمیونٹی دیتی ہے۔ ان میں کچھ ایسے گاؤں ہیں جہاں پر ہمیں زیادہ زمین مل جاتی ہے۔ بصیر پور میں بے تحاشا زمین ہو گی لیکن ابھی تک کوئی شخص آگے نہیں آیا کہ وہ ہمیں زمین دے دے۔ بصیر پور کے ایم این اے اور ایم پی اے سے رابطہ کریں گے یا پھر کسی یونین کونسل کے ناظم سے رابطہ کریں گے۔ اگر ہمیں زمین مل جائے گی تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ سکول بنانے کا فیصلہ کر سکتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: گرلز پرائمری سکول کا بتا دیں۔

وزیر تعلیم: ہم گرلز پرائمری سکول بھی انشاء اللہ دے دیں گے۔ آپ بے فکر رہیں۔

جناب سپیکر: جی، کھوکھر صاحب!

ملک نذر فرید کھوکھر: جناب سپیکر! میرا اس پر ضمنی سوال یہ ہے کہ جیسے ابھی وزیر تعلیم صاحب نے وضاحت کی ہے کہ وہاں پر زمین ناکافی ہونے کی وجہ سے وہ نہیں بنایا جا رہا تو اس میں گورنمنٹ زمین acquire کر سکتی ہے۔ جیسا کہ ابھی دیپالپور میں ڈگری کالج برائے خواتین ہے جو شہر کے درمیان ہے اور جس پر پہلے آٹھ کروڑ روپیہ لگ چکا ہے تو اب اسے شہر سے باہر نکالا جا رہا تھا اور زمین زبردستی acquire کی جا رہی تھی تو یہ جو دیہات ہیں، وہاں پر زمین acquire کرنا بہت آسان ہے تو کیا وجہ ہے کہ وہاں پر زمین acquire کرنے کی کوشش نہیں کی گئی بلکہ یہ جواب دیا گیا ہے کہ زمین ناکافی ہے اس لئے یہ criterion پر پورا نہیں اترتا اور دوسری بات یہ کہ کم از کم جو پندرہ ہزار آبادی کے دیہات ہیں وہاں پر پرائمری گرلز سکول کا ہونا بہت ضروری ہے۔ چھوٹی آبادیوں میں اگر اس کو miss کر دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن پندرہ ہزار کی آبادی

میں ضرور ہونا چاہئے۔ میں یہاں یہ بھی بتاتا چلوں کہ ہمارے سید رضا علی شاہ گیلانی صاحب کا حلقہ ہے اگر ان سے کہا جائے تو وہ زمین acquire کرنے میں مدد دے سکتے ہیں، میں اس سلسلے میں مدد دے سکتا ہوں، ہم وہاں زمین دلوا سکتے ہیں اور وہاں پر ہائی سکول کا بنایا جانا بڑا مناسب ہوگا۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر ایجوکیشن !

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! جس طرح کھوکھر صاحب نے یہاں پر نشاندہی کی ہے تو میں آپ کی وساطت سے یہ چاہتا ہوں کہ آپ منسٹر ہاؤسنگ کو حکم دیں کہ یہ ہمیں وہاں پر زمین provide کریں یہ وہاں کے بہت بڑے زمیندار ہیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر ہاؤسنگ! آپ کچھ کہنا چاہیں گے ؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میں اس بات پر acknowledge کرتا ہوں کہ یہ میرا ہی حلقہ ہے اور یقینی طور پر وہاں پر زمین کی کمی اس لئے ہے کیونکہ وہاں پر چھوٹے زمیندار ہیں اور ان کے پاس اتنا زیادہ رقبہ نہیں ہے۔ نہ وہ بیچنا چاہتے ہیں کیونکہ ان کی روزی اس رقبے سے چلتی ہے۔ ہم نے دو جگہ کی نشاندہی کی ہے اور ای ڈی او ایجوکیشن اوکاڑہ نے اپنی گزارشات پیش کر دی ہیں جو بہت جلد approval کے لئے منسٹر ایجوکیشن کے پاس آئیں گی۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ! تشریف نہیں رکھتیں۔ سوال dispose of ہوا۔ اگلا سوال حاجی محمد اعجاز صاحب کا ہے۔

حاجی محمد اعجاز: سوال نمبر 3164۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

تعلیمی اداروں کی بھرتی پالیسی میں امتیازی رویہ

*3164 حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ تعلیم میں ہائی سکولز میں اساتذہ کی بھرتی کے لئے اشتہارات آ رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ آج تک پرائمری سکولز اور کارپوریشن کے پرائمری سکولوں میں اساتذہ اور دیگر سٹاف کی بھرتی کے لئے کوئی اخباری اشتہار نہیں دیا گیا اور پسند ناپسند کو ترجیح دی جاتی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مستقبل میں بھرتی کے اشتہارات کے بارے میں کوئی واضح پالیسی اختیار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کیونکہ پرائمری سکولوں میں موجود اساتذہ کی خالی اسامیوں پر بھرتی کے لئے بھی اشتہار دیا گیا اور بھرتی 30-10-2002 تک مکمل کر لی گئی۔ جہاں تک دیگر سٹاف اور کارپوریشن کے پرائمری سکولوں میں اساتذہ کی بھرتی کا تعلق ہے اس سلسلہ میں وضاحت پیش کی جاتی ہے کہ سر دست صرف اساتذہ کی بھرتی کو ترجیح دی جا رہی ہے۔ اسی طرح چونکہ کارپوریشن کے سکولوں کو ضلعی حکومتوں نے اپنی تحویل میں لیا ہے اور ان کے ملازمین / اساتذہ کے سروس رولز ابھی واضح نہ ہیں۔ لہذا چند ضروری امور کی تکمیل کے بعد ان سکولوں میں موجود خالی اسامیوں کے لئے بھی بھرتی کی جا سکے گی۔

(ج) جز (ب) کے جواب میں وضاحت پیش کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سٹی گورنمنٹ کا یا گورنمنٹ سکولوں کا جو عملہ ہے کیا منسٹر موصوف کو دونوں پر مکمل اختیار حاصل ہے؟ یہ بتائیں پھر میں سوال کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر ایجوکیشن!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! مجھے ان کے سوال کی کوئی سمجھ نہیں آئی لیکن جو ہمارے ایم سی سکول ہیں جو کمیٹی کے ماتحت ہوتے تھے وہ ابھی تک ہمیں convert نہیں ہوئے۔ اس کی ذمہ داری ڈسٹرکٹ گورنمنٹ پر ہوتی ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! ایک بات تو واضح ہوئی کہ جو سٹی گورنمنٹ کے پرائمری سکولز ہیں ان پر ان کا ابھی اختیار نہیں ہے۔ انہوں نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ کارپوریشن کے ملازمین یا

اساتذہ کے سروس رولز ابھی تک واضح نہیں ہیں تو یہ کب تک واضح ہو جائیں گے ؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر ایجوکیشن!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! کوشش کریں گے کہ جلدی واضح ہو جائیں۔

جناب محمد وقاص: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، وقاص صاحب!

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! اس سوال میں ایجوکیشن منسٹر نے خود یہ بات تسلیم کی ہے کہ سٹی گورنمنٹ کے سکول ہمارے دائرہ اختیار میں نہیں ہیں۔ ہم یہ مان لیتے ہیں کہ پنجاب گورنمنٹ کے یا ایجوکیشن منسٹر کے دائرہ اختیار میں نہیں ہیں لیکن جو پنجاب اسمبلی ہے یہ تو پورے صوبے کے معاملات کی نگرانی کرنے والی ہے تو ہمیں پنجاب اسمبلی کے ذریعے، ایجوکیشن منسٹر کے ذریعے ایسے معاملات کے اختیارات تو ہونے چاہئیں مثلاً اگر یہاں بھرتیاں ہو رہی ہیں تو ان کی نگرانی یہ ایوان کرے اور یہ ایجوکیشن منسٹر کریں اور وہ ایوان میں اسے پیش کریں۔ بے شک وہ ان کے دائرہ اختیار میں نہ ہو لیکن اس کی نگرانی ان کے پاس ہونی چاہئے۔ کیا ایسا ممکن ہے ؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر ایجوکیشن!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! یہ superior ادارہ ہے اور پنجاب اسمبلی سے پورے پنجاب میں کوئی بڑا ادارہ نہیں ہے۔ آپ لوگ ہی پالیسیاں بناتے ہیں، قانون سازی کرتے ہیں اور عملدرآمد اضلاع کراتے ہیں۔ دراصل ہمارا ایجوکیشن کا یہ devolved سیکٹر ہے اور سکولوں کی ذمہ داری ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی ہے، کالجز ہم نے retrieve کئے ہیں، پالیسیاں ہم بناتے ہیں اور نیچے implementation ہوتی ہے۔ جہاں تک وقاص صاحب نے ٹیچرز کی بات کی ہے تو ٹیچرز میں چار رکنی کمیٹی ہے جس میں ناظم ہوتا ہے، ڈی سی او صاحب ہوتے ہیں، ای ڈی او صاحب ہوتے ہیں اور ایک صوبائی گورنمنٹ کا nominally جاتا ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ ہم نے پچاس ہزار ایجوکیٹرز بھرتی کئے اور یہ totally میرٹ کی بنیاد پر بھرتی تھی جو area specific, school specific تھی لیکن جو میونسپل سکول ہیں مثلاً اگر کوئی لاہور میں سکول ہے تو اس کی بھرتی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے کی ہے اور ان کی تنخواہ بھی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ دیتی ہے ہم لوگ نہیں دیتے۔ آپ بالکل مطمئن رہئے۔ ہمارا صوبائی اسمبلی کا کنٹرول ہے اور پنجاب گورنمنٹ پالیسی بناتی ہے اور ہم انشاء اللہ

تعالیٰ ensure کریں گے کہ پالیسی پر عملدرآمد grass root level تک بھی ہو۔

سید احسان اللہ وقاص: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! ویسے کافی ضمنی سوال ہو گئے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: صرف ایک منٹ کی بات ہے۔

جناب سپیکر: جی، سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! فاضل وزیر تعلیم نے یہ فرمایا ہے کہ وہ پوری طرح involve ہیں اور میں بالکل دیانتداری سے سمجھتا ہوں کہ ہائر ایجوکیشن کمیشن اور جناب گورنر پنجاب نے وزیر تعلیم کو یونیورسٹی سے مکمل بے دخل کر کے اس پورے ایوان کا استحقاق بری طرح مجروح کیا ہے اور مجروح ہو رہا ہے اور یہ اس معاملے میں بالکل دخل نہیں دیتے ہیں کہ یونیورسٹیوں کی کیا حالت ہے؟ یہ ایجوکیشن یونیورسٹی جو پنجاب کا ایک اہم ادارہ ہے، ٹیچرز کی ٹریننگ کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ ایک ماہ سے وہاں پر ہڑتال ہو رہی ہے۔ سارے اخبارات نے وہاں کے حالات کے بارے میں بہت تفصیل سے لکھا ہے لیکن یہ دخل ہی نہیں دیتے اب ہم اس معاملے میں کیا کریں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر ایجوکیشن!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! پبلک یونیورسٹیوں کی تعداد کے بارے میں، میں نے کئی دفعہ احسان اللہ وقاص صاحب کو بتایا ہے۔ دراصل یہ ہم provincial charters دیتے ہیں اور یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ان charters کو یہاں پر پیش کریں، approve کروائیں کیونکہ ہمارا اپنا بجٹ ہوتا ہے، ہماری اپنی انسپکشن ہوتی ہے لیکن اس یونیورسٹی سیکٹر میں charters دینے کے لئے ہائر ایجوکیشن کمیشن نے اب یہ focus کیا ہے اور ہماری کمیٹیوں کے criteria انہوں نے بنائے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ یونیورسٹیوں کا معیار بہتر ہو۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا کہ اگر کسی دن ہم یہاں ہاؤس میں ہائر ایجوکیشن کمیشن کی پالیسی پر کوئی بحث رکھ لیں یا آپ ہمیں اجازت دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بالکل اجازت ہے۔

وزیر تعلیم:اور دو یونیورسٹیوں کا انہوں نے ذکر کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Out of the way اجازت ہے۔

وزیر تعلیم: شکریہ۔جناب سپیکر!انہوں نے یونیورسٹی آف ایجوکیشن کی بات کی،اس کی ہم نے ابھی انکوائری رپورٹ منگوائی ہے۔پنجاب یونیورسٹی کی انہوں نے بات کی ہے تو یہ مجھے خود یہاں سے اٹھا کر نیچے گرمی میں لے گئے اور میں ان کے ساتھ گیا اور میں نے ان کی بات سنی ہے اس کی بھی رپورٹ جب آئے گی تو ہم ان کی خدمت میں پیش کریں گے۔شکریہ

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی:پوائنٹ آف آرڈر۔

سید احسان اللہ وقاص:جناب سپیکر!یہ کوئی تاریخ مقرر کر دیں۔انہوں نے جو ہائر ایجوکیشن کمیشن پر بحث کے حوالے سے فرمایا ہے۔صدیقی صاحب پانچ منٹ کے لئے واک آؤٹ کر گئے تھے اور یہ دو منٹ بعد ہی واپس آ گئے ہیں انہیں کہیں کہ یہ تین منٹ اور باہر گزار کر آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،عمران مسعود صاحب!آپ کوئی تاریخ بتا دیں۔

وزیر تعلیم:جناب سپیکر!میرا خیال ہے کہ جب اگلا سیشن ہو اور بزنس ایڈوائزری کمیٹی جب بیٹھے تو اس میں unanimously اگر کوئی تحریک التوائے کار کے ذریعے ہو جائے۔

سید احسان اللہ وقاص:جناب سپیکر!یہ ایسی بات نہ کریں۔عرض یہ ہے کہ یہ کوئی تاریخ مقرر کر لیں بے شک اگلے سیشن میں ہو جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:اگلے سیشن میں کر لیں۔

سید احسان اللہ وقاص:ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ آپس میں جو بھی تاریخ طے کر لیں۔

وزیر تعلیم:جناب سپیکر!یہ وعدہ کر کے آتے تو ہیں نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:شاہ صاحب بڑے punctual ہیں اور آتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،صدیقی صاحب!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! میں ابھی پانچ منٹ کے لئے واک آؤٹ کر کے گیا تھا۔
شاید مجھے نکال کے پچھتا رہے ہوں آپ
محفل میں اس خیال سے پھر آ گیا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ از خود آ گئے ہیں یا آپ کو بلا لائے ہیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! میں پانچ منٹ کے بعد از خود ہی آ گیا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پھر اس کا مطلب ہے کہ آپ نے واک آؤٹ نہیں کیا۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! اب وزیر صاحب سے ایک ضروری بات ہے۔ میں پوائنٹ آف آرڈر پر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح حکومت پنجاب میرٹ پر سختی سے عمل کر رہی ہے، جس طرح ان کا دعویٰ ہے وہ خوش آئند بات ہے۔ اب میں ان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ ملتان کے سب سے بڑے ڈگری گرلز کالج کچہری چوک جس میں تقریباً 12 ہزار طالبات پڑھتی ہیں، اس میں ایک ناتجربہ کار جو پروفیسر تھیں ان کو وہاں پر پرنسپل لگا دیا ہے۔ عام طور پر روایت یہ ہے کہ اتنے بڑے اداروں کا جب پرنسپل لگانا ہوتا ہے تو جو تین چار سینئر اساتذہ ہوتے ہیں ان کا ایک پینل بن جاتا ہے، ان کے انٹرویوز ہوتے ہیں اور جو میرٹ پر ہوتا ہے اس کو فائنل کر دیتے ہیں۔ اس میں جب میں نے تحقیق کی کہ یہ کیسے ہو گیا ہے تو مجھے کسی نے بتایا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کے ڈائریکٹو پر سیکرٹری ایجوکیشن نے آرڈر جاری کر دیئے ہیں معصوم وزیر تعلیم کو اس بارے میں خبر نہیں ہے۔ میری ان سے عرض یہ ہے کہ جس طرح یہ میرٹ کی بات کرتے ہیں، یہاں پر میرٹ کی دھجیاں اڑائی گئی ہیں ان کی نیک نامی ہو گی اگر اس معاملے کو دیکھ لیں اور اس کی رپورٹ منگوا لیں اور وہاں پر جو سینئر اساتذہ ہیں ان کا ایک پینل بنا لیں۔ انٹرویو کر کے جو بھی میرٹ پر آئے اس کو بنا دیں میں یہ نہیں کہتا کہ اس کو نہ بنائیں اور اس کو بنائیں لیکن جو میرٹ پر آتا ہے اس کو بنا لیں۔ میری یہ وزیر صاحب سے گزارش ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! یہ کہتے ہیں کہ فلاں سے سنا، فلاں سے سنا۔ ملتان میرے بھی بڑے رشتہ دار رہتے ہیں۔ ان سے کہیں کہ پرنسل کا نام تو بتا دیں۔ آپ وہاں گئے تو ہوں گے۔ آپ ان کی کوالیفکیشن بتائیں ورنہ میں بتا دیتی ہوں کیونکہ سوال کرنے سے پہلے آپ کو پرنسپل کا نام تو آنا چاہئے، اس کی کوالیفکیشن بتائیں۔ یہ بھی سلیکشن پوسٹ ہے۔ آپ کو کچھ پتا

نہیں ہوتا آپ نے ادھر ادھر سے سوال اکٹھے کرنے ہوتے ہیں اور آکر نمبر زبنانے کے لئے سوال کر دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: صدیقی صاحب! ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ بھی ڈاکٹر ہیں اور آپ بھی ڈاکٹر ہیں آپ کو انہوں نے صحیح جواب دیئے ہیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحبہ میرے لئے قابل احترام ہیں کیونکہ وہ مجھ سے دس سال سینئر ہیں اور ہم سینئر کا بہت احترام کرتے ہیں اور ان کے سامنے بولتے نہیں ہیں۔ وزیر تعلیم کا جواب لے لیں کیونکہ یہ انکوائری بڑی ضروری ہے۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! صدیقی صاحب مجھے اس پرنسپل کا نام جب تک نہیں بتائیں گے تب تک میں جواب نہیں دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بات تو ٹھیک ہے۔ آپ کو اگر اعتراض ہے تو نام تو آنا چاہئے۔ ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ کا پوائنٹ valid ہے اور صدیقی صاحب کا invalid ہے۔

ڈاکٹر مظفر علی شیخ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر مظفر علی شیخ: جناب سپیکر! شکریہ میں آپ کے توسط سے ڈاکٹر جاوید صدیقی صاحب کے ریمارکس پر اعتراض کرنے کا حق رکھتا ہوں انہوں نے فرمایا ہے کہ ڈاکٹر فرزانہ مجھ سے دس سال سینئر ہیں مجھے اس پر اعتراض ہے۔ ڈاکٹر صدیقی صاحب ڈاکٹر صاحبہ سے کم از کم سات سال سینئر ہیں۔ بے شک ڈاکٹر صاحبہ سینئر لگتی ہوں لیکن صدیقی صاحب ہی سینئر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا بھی یہ پوائنٹ valid ہے۔ (قہقہے)

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! میں صدیقی صاحب سے تجربے کے لحاظ سے سینئر ہوں کیونکہ میری کوالیفکیشن بھی زیادہ ہے انہوں نے ایک کلاس میں دس سال لگائے ہیں۔ اس لحاظ سے مجھے ان سے زیادہ آتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! آپ کو ڈاکٹر صاحب نے compliment دی ہے۔ آپ سمجھتی کیوں نہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے سکولوں میں گرمیوں کی چھٹیاں ہو چکی ہیں اس کے باوجود بعض سکول ایسے ہیں کہ جنہوں نے چھٹیاں نہیں کیں۔ اس ہاؤس میں پرائیویٹ سکولوں کے حوالے سے ایک کمیٹی بنی تھی وہ کمیٹی بڑی اہم تھی لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وہ کمیٹی بنے ہوئے بھی ایک سال ہو گیا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر تعلیم سے یہ درخواست کروں گا کہ اس کمیٹی کی کارکردگی کیا ہے۔ اتنی اہم کمیٹی تھی اس وقت جو پرائیویٹ سکولز ہیں اتنے منہ زور ہو چکے ہیں کہ وہ حکومت کو اپنے آڑے آنے ہی نہیں دیتے تو میری آپ سے اور وزیر تعلیم سے درخواست ہے کہ اس کمیٹی کی کارکردگی اور اس کمیٹی نے اب تک کیا کیا ہے اس بارے میں وضاحت فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! معزز ممبر نے صحیح نشاندہی کی ہے اور بڑا اہم پوائنٹ بتایا ہے۔ دراصل چیئر کے حکم کے مطابق ہی ہم نے ہاؤس کمیٹی بنائی تھی اور اس میں ہر پارٹی اور ہر جماعت سے معزز ممبران کو نمائندگی دی تھی۔ یہ بات بھی درست ہے کہ حکومت نے چھٹیاں کی ہیں لیکن پرائیویٹ سیکٹر میں ابھی تک چھٹیاں نہیں ہوئیں۔ پرائیویٹ سیکٹر کو کنٹرول اور regulate کرنے کے لئے جو کمیٹی بنائی تھی اس کی کارکردگی کی رپورٹ میں اس کمیٹی سے پوچھ لوں گا اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بگو صاحب نے جو پوائنٹ اٹھایا ہے کہ پرائیویٹ سکولوں کو چھٹیاں نہیں دی جا رہیں۔ آپ اس کو implement کروانے کی کوشش کریں۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین فورٹ عباس کی نئی بلڈنگ میں کلاسز کا اجراء

*3156 محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین فورٹ عباس (ضلع بہاولنگر) کی نئی عمارت مکمل ہو چکی ہے مگر ابھی تک کلاسوں کا اجراء نہیں کیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ کالج کی کلاسیں ابھی تک پرانی بلڈنگ (انٹر کالج) میں ہی جاری ہیں؟

(ج) اگر درج بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ کالج کی نئی بلڈنگ میں کلاسیں جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں نیز متذکرہ کالج کی بلڈنگ کب مکمل ہو گی اور اس کے تخمینہ لاگت سے بھی ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر تعلیم:

(الف) درست ہے بلڈنگ مکمل ہو چکی ہے اور کلاسز کا اجراء مورخہ 28۔اکتوبر 2003 سے ہو چکا ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ نئی عمارت میں کلاسز کا اجراء مورخہ 28-10-2003 سے ہو چکا ہے۔

(ج) اس کا جواب جز (الف) اور (ب) میں دیا جا چکا ہے اور نئی عمارت 19.364 ملین کی لاگت سے مکمل ہو چکی ہے۔

ایم۔سی ہائی سکول گجر کالونی لاہور میں فیس، جبری ٹیوشن اور دیگر معلومات کی تفصیل

*3170 محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایم۔سی ہائی سکول گجر کالونی جوڑے پل لاہور میں ڈبل شفٹ چل رہی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ سکول کے طلباء سے فیس وصول کی جا رہی ہے اور سکول ہذا کے اندر ہی طلباء کو زبردستی ٹیوشن پڑھائی جاتی ہے؟

(ج) اگر جز (الف، ب) کا جواب اثبات میں ہے تو سیکنڈ شفٹ کب شروع کی گئی، سیکنڈ شفٹ میں طلباء کی تعداد، سیکنڈ شفٹ کے انچارج کا نام، عہدہ، سکیل، تعلیمی قابلیت اور عرصہ تعیناتی سے ایوان کو آگاہ کیا جائے نیز کیا حکومت طلباء سے فیس وصول کرنے والے عملہ کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہ کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ یکم اپریل 2003 کے بعد طلباء سے فیس وصول نہیں کی جا رہی جبکہ محکمہ کے وضع کردہ شیڈول کے مطابق مندرجہ ذیل شرح سے فروغ تعلیم فنڈ وصول کیا جا رہا ہے۔

اول تا سوئم کوئی فنڈ نہ ہے۔
چہارم تا پنجم ایک روپیہ
ششم تا ہشتم چھ روپے
نہم تا دہم سات روپے
سکول میں قطعاً کوئی ٹیوشن نہیں پڑھائی جاتی۔

(ج) جز (الف) کا جواب مثبت ہے جز (ب) کا جواب نفی میں ہے۔ سیکنڈ شفٹ کا اجراء 1984 میں ہوا۔

سیکنڈ شفٹ میں طلباء کی تعداد 290 ہے، سیکنڈ شفٹ کے انچارج کا نام شیر محمد خان ولد تاجدین سکیل نمبر 7 تعلیمی قابلیت میٹرک پی ٹی سی اور 1999 سے سیکنڈ شفٹ کے انچارج چلے آ رہے ہیں۔ سیکنڈ شفٹ میں جماعت سوئم چہارم پنجم کے طلباء زیر تعلیم ہیں۔

شاہدرہ میں پرائیویٹ سکولز کی رجسٹریشن
اور انسپکشن ٹیم میں مقامی ماہرین اور افسران کی تعیناتی

*3235 ڈاکٹر اسد اشرف: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شاہدرہ اور اس سے ملحقہ دیگر علاقوں میں واقع پرائیویٹ سکولوں کی رجسٹریشن اور inspection کے لئے محکمہ تعلیم نے جو کمیٹی بنائی تھی وہ اسی علاقہ کے گورنمنٹ سکولوں کے ہیڈ ماسٹرز اور ماہرین تعلیم پر مشتمل تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ کمیٹی توڑ کر از سر نو جو کمیٹی تشکیل دی گئی ہے اس میں شاہدرہ اور اس سے ملحقہ علاقوں کے سکولوں اور ماہرین تعلیم کو نظر انداز کر کے وحدت روڈ اور کاہنہ وغیرہ کے علاقوں کے سکولوں کے ہیڈ ماسٹرز اور ماہرین تعلیم کو شامل کیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پرائیویٹ سکولوں کی رجسٹریشن اور inspection کے لئے پرائیویٹ سکولوں کے مالکان اس کمیٹی میں شامل افراد کو ان کے گھر سے اپنی گاڑی پر لاتے اور لے جاتے ہیں جس کی وجہ سے پرائیویٹ سکولوں کے مالکان شدید پریشان ہیں؟

(د) کیا حکومت شاہدرہ اور اس سے ملحقہ علاقوں کے پرائیویٹ سکولوں کی رجسٹریشن اور inspection کے لئے موجودہ کمیٹی توڑ کر از سر نو بنانے اور اس میں اسی علاقوں کے ماہرین تعلیم اور اعلیٰ افسران شامل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) محکمہ تعلیم کی طرف سے کبھی کوئی کمیٹی کسی مخصوص علاقے کے لئے نہیں بنائی گئی تاہم کمیٹی بناتے وقت اس بات کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے کہ کمیٹی میں ان ماہرین تعلیم کو شامل کیا جائے جو ان علاقوں / قریبی علاقوں سے تعلق رکھتے ہوں۔

(ب) یہ درست نہ ہے پرائیویٹ سکولوں کی انسپکشن کے لئے ایک منظور شدہ لسٹ ہوتی ہے جس میں سے سکول کے قریب ترین ممبران کو نامزد کیا جاتا ہے۔ لسٹ میں سے اکثر ممبران یا تو فوت ہو چکے تھے یا مر یٹائر ہو چکے تھے یا ان کا کسی اور ضلع میں تبادلہ ہو چکا تھا جس کی وجہ سے نئی لسٹ افسران مجاز سے منظور کرائی گئی ہے جس میں شاہدرہ اور اس

سے ملحقہ علاقہ کے ممبران کو بھی لسٹ میں شامل کیا گیا ہے۔(فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ج) محکمے کی طرف سے ایسی کوئی پالیسی نہ ہے نیز ایسی بات محکمہ کے علم میں نہ ہے۔

(د) شاہدرہ یا کسی اور علاقے کے لئے کوئی خاص کمیٹی نہ تو تشکیل دی گئی ہے اس لئے اس کو توڑنے اور ازسر نو بنانے کا جواز نہ ہے۔

لاہور میں رجسٹرڈ پرائیویٹ پرائمری تا ہائر سیکنڈری سکولز کی تعداد اور دیگر تفاصیل

*3236 ڈاکٹر اسد اشرف: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اس وقت ضلع لاہور میں کتنے رجسٹرڈ پرائیویٹ پرائمری، مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکول کام کر رہے ہیں پی پی وار تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا ان سکولوں کی رجسٹریشن کے وقت قواعد و ضوابط پر عمل کیا گیا تھا اگر نہیں تو اس کی وجوہات نیز ان سکولوں کے نام اور حلقہ کی تفصیل الگ الگ دی جائے؟

(ج) یکم جنوری 1998 سے آج تک لاہور میں رجسٹرڈ ہونے والے مڈل اور ہائی سکولوں کے نام، پتا جات نیز ان کے مالکان کے نام مع ولدیت، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر تعلیم:

(الف) ضلع لاہور میں 31-مارچ 2006 تک 352 پرائمری، 2310 مڈل اور 2080 ہائی / ہائر سیکنڈری سکولز رجسٹرڈ ہیں جن کی پی پی وار لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) رجسٹریشن کرتے وقت محکمانہ قواعد و ضوابط کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے اور اس پر سختی سے عملدرآمد کیا جاتا ہے اور کسی بھی ادارہ کی رجسٹریشن و قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی کر کے نہیں کی گئی۔

(ج) یکم جنوری 1998 سے لے کر آج تک رجسٹرڈ ہونے والے مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولوں کی فہرست مع پتا جات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چوبرجی گارڈن لاہور کی لیڈی ٹیچر مرحومہ کے بقایاجات کی ادائیگی

*3258 حاجی محمد اعجاز: کیاوزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ شگفتہ پروین زوجہ محمد سلیم گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چوبرجی گارڈن لاہور میں بطورای ایس ٹی ٹیچر کام کررہی تھی جس کا02-05-1999کوانتقال ہوگیاتھا؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ مرحومہ کی تنخواہ اپریل1999تا02-05-1999مذکورہ سکول کی ہیڈمسٹریس نے مرحومہ کے قانونی وارثان کوادا کرنے کی بجائے خود خورد برد کرلی ہے۔

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ مرحومہ کے جی۔پی فنڈ فائنل کی رقم مبلغ-/10956روپے ہیڈ مسٹریس مسرت پروین شاہ نے بذریعہ چیکC-672952مورخہ12-04-2000 اسٹیٹ بنک آف پاکستان لاہور سے اپنے دستخطوں سے خود کیش کروایااور یہ رقم قانونی وارثان کوادا کرنے کی بجائے خود غبن کرلی؟

(د) کیایہ بھی درست ہے کہ ہیڈمسٹریس نے ٹیچر مرحومہ کے ورثاء کوآج تک ایک روپیہ بھی ادانہیں کیا؟

(ہ) کیایہ بھی درست ہے کہ اس ضمن میں انکوائری رپورٹEDO(EDU)لاہور کے پاس ہےاوراس پرابھی تک ہیڈمسٹریس مذکورہ کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی ہے۔ اس بابت حکومت کب تک ایکشن لینے کاارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم:

(الف) درست ہے۔ڈیتھ سرٹیفکیٹ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مرحومہ ٹیچر کی غیر حاضری کی وجہ سے19۔اپریل سے30۔اپریل1999(12دن) کی تنخواہ اور ماہ مئی کی پوری تنخواہ سرکاری خزانہ میں جمع کرادی گئی۔(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔)

(ج) سکول ریکارڈ کے مطابق جی پی فنڈ کی رقم مبلغ-/10956روپے مرحومہ کے شوہر محمد سلیم نے وصول کی اور واس کے دستخط قابض الوصول پر موجود ہیں۔(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔)

(د) درست نہ ہے۔ جی پی فنڈ مبلغ -/10956 روپے اور Leave Encashment مبلغ -/5716 روپے محمد سلیم (شوہر شگفتہ پروین) کو ادا کئے گئے ہیں، باقی کسی قسم کی کوئی ادائیگی نہیں کی گئی کیونکہ وارثان نے کوئی سروس ریکارڈ مانگنے کے باوجود اب تک فراہم نہیں کیا ہے۔

(ہ) جناب وزیر اعلیٰ پنجاب / مجاز اتھارٹی کے حکم مورخہ 07-06-2004 کے تحت مسماۃ مسرت پروین شاہ، سینئر ہیڈ مسٹریس گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چوبرجی گارڈن لاہور کے خلاف Denovo Inquiry کا حکم صادر فرمایا اور درج ذیل آفیسرز پر مشتمل تحقیقات کے لئے کمیٹی قواعد کے مطابق تشکیل دی گئی۔

1۔ ڈاکٹر نرگس رفیق (BS-20) پرنسپل گورنمنٹ کالج (خواتین) بلال گنج، لاہور
2۔ ڈاکٹر ذکریا طارق (BS-20) پرنسپل گورنمنٹ کالج (خواتین) ٹمبر مارکیٹ لاہور
3۔ ڈاکٹر زمرہ سلیمان (BS-20) پرنسپل گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن (خواتین) لاہور

انکوائری کمیٹی تحقیقات کے بعد رپورٹ ارسال کر دی۔ PAC کے لئے تیار کردہ ورکنگ پیپرز میں مذکورہ لیڈی آفیسر کے خلاف انہی الزامات پر مشتمل Advance Para پر غور ہونا تھا، PAC کی میٹنگ مورخہ 30-11-2004 کو منعقد ہوئی جس میں محکمہ کو ہدایت کی گئی کہ ایڈوانس پیرا نمبر 23 کے مدنظر مذکورہ لیڈی آفیسر کے خلاف محکمانہ کارروائی کی جائے اور مبلغ -/135156 روپے اس سے وصول کئے جائیں۔

PAC کے ان ریمارکس کے تحت متذکرہ انکوائری کمیٹی کو دوبارہ انکوائری واپس بھیجی گئی مگر اس کمیٹی نے اس کارروائی سے معذوری کا اظہار کیا۔

ان حالات کے تحت جناب وزیر اعلیٰ پنجاب / مجاز اتھارٹی نے نئی انکوائری کمیٹی مقرر کی جو تمام ریکارڈ کا از سر نو جائزہ لیکر رپورٹ ارسال کرے گی۔ کمیٹی نے چارج شیٹ مذکورہ لیڈی آفیسر صاحبہ کو جاری کر رکھی ہے، کمیٹی درج ذیل آفیسران پر مشتمل ہے۔

1۔ مسماۃ جمیلہ اختر (BS-20) ڈائریکٹر (اے اینڈ جی) ڈی پی آئی آفس لاہور
2۔ مسٹر مقصود حسن نقوی صاحب، زیر معتمد (جی-II) محکمہ تعلیم پنجاب لاہور

کمیٹی کو یاد دہانی کرائی گئی ہے کہ جلد تحقیقات کر کے رپورٹ ارسال کریں۔

پی پی 4 گوجر خان میں کالجز میں لیکچرارز کی خالی اسامیوں اور طالبعلموں کی تعداد

*3402 بریگیڈیر(ر) محمد حسن: کیاوزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔4 گوجر خان میں واقع بوائزاور گرلز انٹر کالجز میں لیکچرارز کی خالی اسامیوں کی تفصیلات بتائیں نیز کیا حکومت ان اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) ان کالجوں میں زیر تعلیم بچوں اور بچیوں کی تعداد کالج وار بتائیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) حلقہ پی پی۔4 میں واقع بوائز و گرلز انٹر کالجز دولتالہ میں اساتذہ کی خالی اسامیوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ان اسامیوں کو نئی بھرتی سے پر کرنے کی تجویز زیر غور ہے۔

(ب)

کالج کا نام	طلباء کی تعداد سال اول	سال دوئم	کل تعداد
گورنمنٹ انٹر کالج برائے طلباء دولتالہ	198	70	268
گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات دولتالہ	168	82	250

پی پی۔4 گوجر خان میں سکولوں میں اساتذہ کی خالی اسامیوں کی تفصیلات اور حکومتی اقدامات

*3403 بریگیڈیر(ر) محمد حسن: کیاوزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

حلقہ پی پی۔4 گوجر خان میں واقع پرائمری، مڈل اور ہائی سکولوں میں اساتذہ کی خالی اسامیوں کی تفصیلات سکول وار بتائیں نیز کیا حکومت ان اسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

حلقہ پی پی۔4 گوجر خان میں واقع مردانہ/زنانہ سکولوں میں مئی 2006 تک خالی اسامیوں کی تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں تاہم خالی اسامیوں پر بھرتی کا عمل

جاری ہے۔

پی پی۔167 شیخوپورہ میں اساتذہ کی منظور شدہ خالی اسامیوں اور معائنہ جات کی تفصیلات

*3475 میاں خالد محمود: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی پی۔167 شیخوپورہ میں واقع بوائز اور گرلز سکولوں کے اساتذہ کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں۔ان میں کتنی اسامیاں کتنے عرصہ سے خالی ہیں اور کیوں؟

(ب) سال2000 سے2003 کے دوران ان سکولوں کا معائنہ کن کن افسران نے کیا ان کا عہدہ اور نام کی تفصیل فراہم کی جائے نیز معائنہ کے دوران کتنے ملازمین /اساتذہ کن کن سکولوں کے ڈیوٹی سے غیر حاضر پائے گئے ان کے نام، عہدہ جات اور ان کے خلاف جو قانونی کارروائی کی گئی اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر تعلیم:

(الف) حلقہ پی پی۔167 شیخوپورہ میں واقع بوائز اور گرلز سکولوں میں اساتذہ کی منظور شدہ598 اسامیوں میں سے چھ خالی ہیں۔ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نوعیت سکول	تعداد سکول	منظور شدہ اسامیاں	خالی اسامیاں
بوائز پرائمری سکول	23	76	--
گرلز پرائمری سکول	27	139	--
بوائز مڈل سکول	2	20	2
گرلز مڈل سکول	2	22	--
بوائز ہائی سکول	5	186	4
گرلز ہائی سکول	3	155	--
ٹوٹل	62	598	6

مڈل سکولوں کی اسامیاں1995 اور1996 سے خالی ہیں جبکہ ہائی سکولوں کی اسامیاں اگست1998، دسمبر2001، جنوری2004 اور مارچ2004 سے خالی ہیں۔مڈل سکولوں کی دو خالی اسامیاں ایم سی مڈل سکول علامہ اقبال پارک شیخوپورہ کی ہیں جسے2002 میں محکمہ تعلیم کے حوالے کیا گیا۔کارپوریشن کے محکمہ تعلیم کو منتقل ہونے والے

سکولز/اساتذہ کے تقرر و تبادلہ کے بارے میں پالیسی واضح ہونے پر اس سکول میں اساتذہ فراہم کر دیئے جائیں گے جبکہ بوائز ہائی سکولوں کی چار خالی اسامیاں گورنمنٹ ہائی سکول شیخوپورہ کی ہیں جو کہ بھرتی پر عائد پابندی کے خاتمہ پر ٹیکنیکل اساتذہ کی بھرتی سے پر کی جائیں گی۔

(ب) سال2000سے2003کے دوران جن سکولوں کا معائنہ کیا گیا ان کے نام، معائنہ کرنے والے افسران کے نام اور عملہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے، جو ملازمین / اساتذہ وغیرہ غیر حاضر پائے گئے ان کے خلاف کی گئی کارروائی کی تفصیل بھی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پی پی۔167 شیخوپورہ میں سکولز کی عمارات، سٹاف کی صورتحال اور حکومتی قدامات

*3480 میاں خالد محمود: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی پی۔167 شیخوپورہ میں پرائمری، مڈل اور ہائی سکولز کی کتنی عمارتیں بہتر کی گئی ہیں اور کتنی نامکمل پڑی ہیں؟

(ب) مذکورہ حلقہ کے سکولوں میں سٹاف کی کمی دور کرنے کے لئے حکومت کیا کیا اقدامات کر رہی ہے؟

(ج) مذکورہ حلقہ میں کتنے ایسے گرلز / بوائز پرائمری، مڈل اور ہائی سکول ہیں جن کی چار دیواری نہ ہے، کیا حکومت ان سکولوں کی چار دیواری بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجہ بیان کی جائے؟

وزیر تعلیم

(الف) حلقہ پی پی۔167 شیخوپورہ میں صرف گرلز پرائمری سکول شفیق نگر کی عمارت بہتر کی گئی ہے اور کسی سکول کی عمارت نامکمل نہ ہے۔

(ب) مذکورہ حلقہ کے سکولوں میں سٹاف کی کمی نہ ہے۔

(ج) مذکورہ حلقہ کا کوئی گرلز بوائز پرائمری، مڈل یا ہائی سکول چار دیواری کے بغیر نہ ہے۔

پی۔پی112گجرات میں اساتذہ کی منظور شدہ وخالی اسامیوں اور سکولوں کے معائنہ کی تفصیلات

*3508جناب تنویر اشرف کائرہ: کیاوزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔112 گجرات میں واقع بوائز اور گرلز سکولوں کے اساتذہ کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں اوران میں کتنی اسامیاں کتنے عرصے سے کیوں خالی ہیں،ان خالی اسامیوں کوکب تک پُر کرلیاجائے گا؟

(ب) سال1999 سے آج تک ان سکولوں کا کن کن افسران نے معائنہ کیاان کے عہدہ اور نام کی تفصیل بیان کی جائے نیز معائنہ کے دوران کتنے ملازمین کن کن سکولوں کے ڈیوٹی سے غیر حاضر پائے گئے۔ان کے نام، عہدہ، گریڈ اوران کے خلاف جو قانونی کارروائی سرانجام دی گئی اس کی تفصیل سے آگاہ کیاجائے؟

وزیر تعلیم:

(الف)

کل منظور شدہ اسامیوں کی تعداد	بوائز	گرلز	ورکنگ	خالی اسامیاں	گرلز	بوائز	کل
1109	559	550	917	192	85	107	

تبادلہ جات اور وقتاً فوقتاً ریٹائرمنٹ سے اسامیاں خالی ہوتی رہتی ہیں تاہم نئے تعلیمی سیشن کے شروع ہونے تک ان سکولوں میں بتدریج سٹاف کی کمی کو دور کردیاجائے گا۔

(ب) مندرجہ ذیل افسران نے1999 سے آج تک متعدد بار حلقہ112 میں موجود سکولوں کا معائنہ کیا،افسران کے نام اور عہدہ درج ذیل ہیں:۔

1۔ چودھری حبیب اللہ صفدر، DEO (SE) گجرات
2۔ محمدارشد جاوید العزیز DEO (SE) گجرات
3۔ محمداقبال طاہر DEO(SE/EE) گجرات
4۔ سید مشتاق حسین شاہ DEO(SE) گجرات
5۔ مسماۃ نجم النساء DY .DEO(W) تحصیل گجرات
6۔ مسماۃ شہناز اختر بخاری DY. DEO(W) تحصیل گجرات
7۔ محمداکرام طاہر DY. DEO تحصیل گجرات

8۔ مسماۃ مسرت سیدہ قریشی DY. DEO(W) کھاریاں
9۔ مسماۃ گلزار خواجہ DY. DEO(W) کھاریاں
10۔ مسماۃ نسیم کوثر DY. DEO(W) کھاریاں
11۔ مسماۃ علویہ کوثر DY. DEO(W) کھاریاں
12۔ زاہد حسین خاں DY. DEO گجرات
13۔ چودھری اللہ دتہ DY. DEO (EE-M) گجرات
اور DY. DEO(M) تحصیل گجرات
14۔ چودھری پرویز اختر DEO (EE-M) گجرات
اور DY. DEO(M) تحصیل گجرات
15۔ محمد سلیم جورا DY. DEO(M) تحصیل کھاریاں
16۔ ریاض شمریض اختر DY DEO (M) تحصیل کھاریاں

دوران چیکنگ کوئی ملازم ڈیوٹی سے غیر حاضر نہ پایا گیا۔

پی پی۔112 گجرات میں سکولوں کی عمارات کی تعمیر اور سٹاف کی صورتحال

*3509 جناب تنویر اشرف کائرہ: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔112 گجرات میں اب تک پرائمری، مڈل اور ہائی سکولز کی کتنی عمارتیں تعمیر کی گئی ہیں اور کتنی نامکمل پڑی ہیں؟

(ب) جو عمارتیں مکمل ہو چکی ہیں کیا ان میں سٹاف مہیا کر دیا گیا ہے۔ اگر نہیں تو وجوہ بیان کی جائیں؟

(ج) حلقہ پی پی۔112 میں سکولوں میں سٹاف کی کمی دور کرنے کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے۔ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر تعلیم:

(الف) حلقہ پی پی۔112 گجرات میں 23 سکولوں کی عمارتیں تعمیر کی گئی ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

بوائز پرائمری سکول	15
بوائز ایلیمنٹری سکول	3
بوائز ہائی سکول	1
گرلز پرائمری سکول	1

گرلز ایلیمنٹری سکول	1
گرلز کمیونٹی ماڈل سکول	2
میزان	23

کسی سکول کی عمارت نامکمل نہ ہے۔

(ب) جو عمارتیں مکمل ہو چکی ہیں ان میں سٹاف مہیا کر دیا گیا ہے۔

(ج) درج بالا جواب کی روشنی میں جز(ج) غیر متعلقہ ہے تاہم اس بات کو ترجیح دی جا رہی ہے کہ نئے تعلیمی سیشن میں سٹاف کی کمی واقع نہ ہو اور بتدریج تمام سکولوں کو سٹاف مہیا کر دیا جائے۔

جہلم گورنمنٹ اسلامیہ ہائر سیکنڈری سکول برائے طالبات میں اساتذہ، دیگر سٹاف، کلاس رومز کی کمی

*3534 **محترمہ نگہت پروین میر**: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ اسلامیہ ہائر سیکنڈری سکول برائے طالبات جہلم کو اگست 2002 میں ہائر سیکنڈری کا درجہ دیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تاحال متذکرہ سکول میں sanctioned پوسٹوں کا نوٹیفکیشن جاری نہ ہوا ہے۔ نیز سکول میں چوکیدار، کلرک و دیگر ملازمین کے علاوہ اساتذہ کی متعدد اسامیاں خالی پڑی ہیں جس کی وجہ سے سکول گوں ناگوں مشکلات کا شکار ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کلاس اول تا سیکنڈ ایئر تک طالبات کی کل تعداد 1500 کے قریب ہے مگر سکول میں کمرے کم ہونے کی وجہ سے طالبات کو گرمی / سردی میں باہر بیٹھنا پڑتا ہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گورنمنٹ اسلامیہ ہائر سیکنڈری سکول برائے طالبات جہلم کے مذکورہ مسائل حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے۔

وزیر تعلیم:

(الف) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ اسلامیہ گرلز ہائی سکول نمبر 3 جہلم کو 28۔اگست 2002 کو ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دیا گیا۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ متذکرہ سکول کے لئے اسامیوں کی منظوری کا نوٹیفکیشن تاحال جاری نہیں ہوا ہے۔

منظور شدہ اسامیوں کا نوٹیفکیشن مورخہ 24-03-2004 کو جاری ہو گیا ہے، تاہم یہ درست ہے کہ اس وقت سکول میں درج ذیل اسامیاں خالی ہیں، جس کی وجہ سے درس وتدریس میں مشکلات کا سامنا ہے:۔

ماہرین مضامین (15)، ڈی پی ای (1)، لائبریرین (1)، لیبارٹری اسسٹنٹ (3)،
لیکچر اسسٹنٹ (3)، لائبریری کلرک (1)، کلرک (1)، لیبارٹری اٹینڈنٹ (1)،
ملازمین درجہ چہارم (3)، نائب قاصد (1)

(ج) کسی حد تک درست ہے تاہم اس وقت 1,438 طالبات کے لئے 17 کلاس رومز اور 3 لیبارٹریاں موجود ہیں۔

(د) اس وقت بھرتی پر پابندی عائد ہے، پابندی کے خاتمہ پر خالی اسامیوں پر بھرتی کی جائے گی جبکہ ضلعی حکومت نے سکول کے دیگر مسائل کو حل کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔

تحصیل بورے والا میں کیڈٹ سکول کا قیام

*3570 ڈاکٹر نذیر احمد مٹھو ڈوگر: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت تحصیل بورے والا میں کیڈٹ سکول کے قیام کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) اگر جز بالا درست ہے تو اس کیڈٹ سکول کی تعمیر کے لئے موجودہ مالی سال کے بجٹ میں فنڈز مختص کئے گئے ہیں تو کتنے اور اس سکول کی تعمیر کب تک شروع کر دی جائے گی؟

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں نہ ہے تو کیا حکومت جلد از جلد بورے والا شہر میں کیڈٹ سکول کے قیام کے لئے تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) بورے والا میں کیڈٹ سکول قائم کرنے کی کوئی تجویز زیر غور ہے اور نہ ہی اس سے بیشتر کہیں کیڈٹ سکول قائم کیا گیا ہے۔ البتہ وفاقی حکومت کی طرف سے فنڈز کی فراہمی اور علاقہ / آبادی کی نشاندہی پر کیڈٹ کالجز قائم کئے جاتے ہیں۔ اس وقت چار کیڈٹ کالجز اوکاڑہ، میانوالی، پسرور اور چکوال کے اضلاع میں قائم کئے جا رہے ہیں۔

(ب) جز(الف) کے جواب کی روشنی میں غیر متعلقہ ہے۔

(ج) جز(الف) کے جواب کی روشنی میں غیر متعلقہ ہے۔

ضلع راولپنڈی کے لئے مختص Missing Facilities in Schools، فنڈز کی تقسیم اور طریق کار کی تفصیل

*3588 راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع راولپنڈی کے لئے مختص کردہ 15 کروڑ روپیہ بابت missing facilities in schools ہر صوبائی حلقہ یا تحصیل وار جتنی رقم مختص کی گئی اس کی تفصیل بیان فرمائی جائے۔ مذکورہ رقم کو ضلع کی تحصیلوں کے سکولوں میں تقسیم کرنے کے طریق کار، معیار کی کس نے منظوری دی؟

(ب) کیا مذکورہ رقم تمام تحصیلوں کو برابر تقسیم کی گئی۔ اگر ایسا نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں، تحصیل مری، کوٹلی ستیاں، کہوٹہ کے لئے کتنی رقم کے منصوبے منظور کئے گئے نیز Educational Reform Programme کے تحت ممبران اسمبلی سے 50 لاکھ کی سکیمیں بابت تعلیمی اصلاحات فنڈز کب جاری ہوئے۔ اگر یہ سکیمیں شروع نہ ہوئیں تو کب ان پر عملدرآمد کیا جائے گا۔ ان سکیموں کی منظوری کا معیار، طریق کار کیا رکھا گیا ہے۔ ضلعی حکومت کا اس میں کیا کردار ہے؟

وزیر تعلیم:

(الف) ضلع راولپنڈی کے لئے مختص کردہ 14 کروڑ، 76 لاکھ، 48 ہزار کی رقم جو تحصیل وار مختص کی گئی، اس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

(2003-04)

راولپنڈی 47.653 ملین، گوجر خان 44.907 ملین، ٹیکسلا 12.689 ملین، کہوٹہ 15.556 ملین، کوٹلی ستیاں 11.01 ملین، مری 8.575 ملین کل رقم کیپٹیل 140.39

ریونیو 6.508

مذکورہ رقم کو ضلع کی تحصیلوں کے سکولوں میں تقسیم کرنے کے طریق کار/معیار کی منظوری ڈسٹرکٹ steering کمیٹی بصدارت ایم پی اے چودھری کامران اسلم صاحب نے دی۔

(2004-05)

راولپنڈی56.752 ملین، گوجر خان24.412 ملین، ٹیکسلا14.717 ملین، کہوٹہ 1.835 ملین، کوٹلی ستیاں17.267 ملین، مری4.64ملین

کل رقم کیپیٹل	119.623
ریونیو	11.120

مذکورہ رقم کو ضلع کی تحصیلوں کے سکولوں میں تقسیم کرنے کے طریق کار / معیار کی منظوری ڈسٹرکٹ steering کمیٹی بصدارت ایم پی اے راجہ راشد حفیظ صاحب نے دی۔

(ب) مذکورہ رقم کی تقسیم ضلع بھر میں تقریباً آبادی کی تقسیم کی بنیاد پر کی گئی جس کی رو سے تحصیل مری، کوٹلی ستیاں اور کہوٹہ کے لئے بالترتیب10.200، 10.000، 10.080 ملین کی رقم کے منصوبے منظور کئے گئے Education reform programme کے تحت ممبران اسمبلی سے50,00,000 کی سکیمیں بابت تعلیمی اصطلاحات فنڈز ابھی جاری نہیں ہوئے۔ تاہم ان سکیموں کو چیئرمین سٹیرنگ کمیٹی چودھری کامران اسلم ایم پی اے کے دستخطوں کے ساتھ پراجیکٹ ڈائریکٹر، E.S.R کو مورخہ 24-12-03 کو بھجوا دیا گیا ہے۔ ان سکیموں کی منظوری معیار اور طریق کار کے لئے ڈسٹرکٹ steering کمیٹی بنائی گئی جس کے چیئرمین چودھری کامران اسلم ایم پی اے تھے اور ضلعی حکومت کے D.C.O اس کے Coordinator ہیں جبکہ A.D(L.G) اس کمیٹی کے سیکرٹری ہیں۔ 2004-05 کے لئے چیئرمین کمیٹی راجہ راشد حفیظ ایم پی اے ہیں۔

ضلع راولپنڈی میں اساتذہ کی بھرتی، طریق کار اور میرٹ کی تفصیلات

*3589 راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع راولپنڈی میں سال2000 سے اب تک کل کتنے اساتذہ کرام (زنانہ و مردانہ) بھرتی کئے گئے۔ اس بابت کتنے افراد نے درخواستیں دیں تھیں؟

(ب) ان بھرتیوں کا طریق کار، میرٹ لسٹ کا معیار، کیا میرٹ لسٹ آویزاں کی گئی، درخواست دہندہ کی سال وار لسٹ اگر بنائی گئی تو پیش کی جائے؟

(ج) ضلع راولپنڈی سے باہر کے کتنے افراد بھرتی کئے گئے ان کا نام، ڈومیسائل، قابلیت اور حاصل کردہ نمبروں کی تفصیل بیان فرمائی جائے۔

(د) اس وقت تحصیل مری، کوٹلی ستیاں میں ہر کیڈر کی کتنی (مردانہ وزنانہ) اسامیاں خالی ہیں یہ اسامیاں کب مکمل کی جائیں گی؟

وزیر تعلیم:

(الف) ضلع راولپنڈی میں سال 2000 تا 2003 بھرتی ہونے والے ٹیچرز کی تعداد 2212 ہے جبکہ 27926 درخواستیں موصول ہوئیں۔

(ب) ان بھرتیوں کا طریق کار یہ تھا کہ ایک امیدوار اشتہار میں دیئے گئے سکولوں کے لئے اپنی قابلیت کے مطابق درخواست دے سکتا تھا۔ محکمہ تعلیم کی جانب سے مہیا کردہ فارمولا کے مطابق سکولز وار میرٹ لسٹ مرتب کی گئی اور باقاعدہ تیار کر کے آویزاں کی گئی، تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع راولپنڈی سے باہر کے ڈومیسائل کے ساتھ صرف دو امیدوار مردانہ اوپن میرٹ پر بھرتی کئے گئے جو کہ درج ذیل ہیں۔

1۔ تنظیم حیدر رضا ولد ملازم حسین جس کی تعلیمی قابلیت M.A (eng) ہے اور ڈومیسائل ضلع سرگودھا کا ہے، میرٹ میں حاصل کردہ نمبر 52 ہیں۔

2۔ احسان گل طاہر ولد بشیر احمد جس کی تعلیمی قابلیت MSc (Phy) ہے اور ڈومیسائل ضلع خوشاب کا ہے۔ میرٹ لسٹ میں حاصل کردہ نمبر 43 ہیں۔

(د) اس وقت تحصیل مری میں 398 کوٹلی ستیاں میں 680 (مردانہ وزنانہ) اساتذہ کی خالی اسامیاں ہیں، تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے تاہم بھرتی کا عمل جاری ہے۔

بلدیاتی اداروں سے محکمہ تعلیم کو منتقل سکولوں کے اساتذہ کے مسائل

*3595 چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) جو تعلیمی ادارے ضلع پاکپتن میں بلدیاتی اداروں سے محکمہ تعلیم کی تحویل میں لئے گئے ہیں، ان کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) مذکورہ تعلیمی اداروں میں کل ملازمین و اساتذہ کے نام و عہدہ، تاریخ تقرری و تاریخ ریٹائرمنٹ کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) مذکورہ تعلیمی اداروں سے ریٹائرڈ ہونے والے ملازمین کے واجبات گریجویٹی وپنشن کا کیاطریق کار اپنایا گیا ہے، تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ ان اساتذہ کی گریجویٹی وپنشن کا طریق کار یہ طے کیا گیا ہے کہ جتنا عرصہ ملازمت بلدیاتی نظام کے تحت کی گئی اتنے عرصہ کی مراعات وواجبات بلدیاتی ادارے ہی ادا کریں گے اور بقیہ سرکاری تحویل میں آنے کے بعد عرصہ حکومت پنجاب ادا کرے گی؟

(ہ) اگر یہ بھی درست ہے تو کیا یہ ظلم نہیں کہ بلدیاتی ادارے ختم ہونے کے بعد مذکورہ ملازمین کو واجبات نہ مل رہے ہیں؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان ریٹائرڈ ملازمین کے واجبات نہ ملنے سے کئی اموات و خودکشی کے واقعات ہو چکے ہیں اگر صحیح ہے تو ان کا ذمہ دار کون ہے؟

وزیر تعلیم:

(الف) ضلع پاکپتن میں بلدیاتی اداروں سے 3بوائز پرائمری، 2بوائز مڈل،6گرلز پرائمری اور 3گرلز مڈل (کل14) تعلیمی ادارے محکمہ تعلیم کی تحویل میں لئے گئے ہیں تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ تعلیمی اداروں میں تعینات ملازمین و اساتذہ کے نام وعہدہ، تاریخ تقرری، تاریخ ریٹائرمنٹ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ تعلیمی اداروں سے ریٹائرڈ ہونے والے ملازمین کے واجبات گریجویٹی وپنشن کا طریق کار گورنمنٹ پنجاب لوکل گورنمنٹ اینڈ رورل ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کے نمبر SO-IV(LG01-10/2002 مورخہ 15۔مارچ2003 کے مطابق اپنایا جاتا ہے، (نقل مراسلہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) ریٹائرڈ ملازمین کا پی پی او، ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (F&P)اور ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر جاری کریں گے، نقل پی پی او ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)اور واجبات کی ادائیگی بھی ای ڈی او(F& P)کریں گے۔

(د) یہ درست ہے۔ نقل نوٹیفکیشن جز(ج) کے ساتھ شامل ہے۔

(ہ) یہ درست نہ ہے بلکہ بلدیاتی ادارے ختم ہونے کے بعد ان کے ملازمین کے واجبات کا

حصہ تحصیل ناظم، تحصیل ایڈمنسٹریشن پاکپتن شریف سے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ حاصل کر کے متعلقہ ملازمین کو ادا کرتی L8 ہے۔اس سلسلہ میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا جاری کردہ مراسلہ نمبر 548/EDO(F&P)PK/ACCTT مورخہ 23-12-2003 کی نقل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) یہ درست نہ ہے۔ بلدیاتی ادارے محکمہ تعلیم کی تحویل میں آنے کے بعد یعنی مورخہ 01-07-2002 کے بعد کوئی ایسا ناخوشگوار واقعہ پیش نہ آیا ہے۔

پرائمری سکول بھنڈہ غلام حسین بستی میانی تحصیل بہاولپور میں اساتذہ کی تعیناتی

*3614 **ملک محمد اقبال چنڑ:** کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بھنڈہ غلام حسین بستی میانی تحصیل بہاولپور میں حکومت نے مڈل سکول قائم کیا، مگر اس میں اساتذہ تعینات نہ کئے جس کی وجہ سے اس کو پرائمری کا درجہ دے دیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس پرائمری سکول میں بھی حکومت نے ابھی تک اساتذہ تعینات نہ کئے ہیں؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ بستی کے سکول میں اساتذہ تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) بھنڈہ غلام حسین بستی میانی تحصیل و ضلع بہاولپور میں 1975 سے پرائمری سکول قائم ہے۔ یہ درست نہ ہے کہ مذکورہ سکول کو کبھی مڈل کا درجہ دیا گیا تھا۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ مذکورہ سکول کے 88 طلباء کے لئے تین اساتذہ تعینات تھے جن میں سے ایک اسامی بوجہ فوتیدگی استاد یکم مارچ 2003 سے خالی ہے۔

(ج) سر دست بھرتی اور تبادلوں پر پابندی ہے۔ تبادلوں اور بھرتی پر عائد پابندی ختم ہونے پر اور طلباء کی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے اس سکول میں خالی اسامی پر مدرس فراہم کیا جائے گا۔

کمیونٹی ماڈل سکولز کے ذمہ حکومتی واجبات اور ریکوری کے لئے اقدامات کی تفصیل

*3671 شیخ تنویر احمد: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرکاری سکولوں کی عمارات میں قائم کمیونٹی ماڈل سکول چلانے والی این جی اوز معاہدے کے مطابق متعلقہ سکولوں کے یوٹیلٹی بلز اور آمدن کا 10 فیصد حصہ حکومتی خزانے میں جمع کروانے سے گریزاں ہیں؟

(ب) مذکورہ بالا ڈیفالٹر این۔جی اوز اور ان کے سربراہان کے نام اور ان کے ذمہ یوٹیلٹی بلز کی رقم اور دیگر سرکاری واجبات اور اس کے دورانیے کی تفصیل ضلع وار فراہم کریں؟

(ج) کیا حکومت قومی سرمائے کے حصول کے لئے ان ڈیفالٹرز کے خلاف کوئی انتہائی اقدام اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ ایک اور مالیاتی سکینڈل سے بچا جا سکے، اس سلسلے میں اٹھائے جانے والے اقدامات کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) کسی حد تک یہ درست ہے کہ کچھ N.G.Os معاہدے کے مطابق کمیونٹی سکولز کے یوٹیلٹی بلز اور آمدن کا 10 فیصد حصہ صحیح کے اوقات کے متعلقہ سکولز کے فروغ تعلیم فنڈز میں جمع نہیں کراتے۔

(ب) مطلوبہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پالیسی کے مطابق ڈیفالٹر N.G.Os کا معاہدہ منسوخ کیا جا سکتا ہے اور اس سلسلہ میں متعلقہ ضلعی حکومتیں مانیٹر کر رہی ہیں۔

گوجرانوالہ کے E.S.T اساتذہ کی ترقی کے مسائل اور حکومتی اقدامات

*3683 جناب اکمل سیف چٹھہ: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب میں SSE اساتذہ کی کنٹریکٹ پر بھرتی کے کوٹا کا تناسب کیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ SSE کی بھرتی موجود خالی اسامیوں کا نصف تھی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بقیہ نصف خالی اسامیوں پر پورے پنجاب کے اضلاع (سوائے ضلع گوجرانوالہ) میں E.S.T اساتذہ کو ترقی دیکر S.S.T بنایا گیا؟

(د) اگر درج بالا جز کا جواب اثبات میں ہے تو گوجرانوالہ ضلع کے لئے E.D.O ایجوکیشن گوجرانوالہ نے باقی اضلاع سے ہٹ کر خود ساختہ فارمولہ کیوں بنایا اور ضلع گوجرانوالہ کے اساتذہ کی حق تلفی کیوں کی؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع گوجرانوالہ کی اسامیوں کی تعداد کی تصدیق کے سلسلہ میں S.OS(111)18-10-2003 مورخہ 31-07-2003 کو سیکرٹریٹ میں جمع ہونے والی ایڈیشنل ڈی۔پی۔آئی (سیکنڈری) کی رپورٹ پر تاحال عملدرآمد نہ ہوا۔ وجوہات بیان فرمائیں؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ باقی اضلاع میں ترقی پانے والے اساتذہ سے گوجرانوالہ ضلع کے اساتذہ کو جونیئر کر دیا گیا کیونکہ S.S.T سے ترقی بطور ہیڈ ماسٹر یا S.S تمام پنجاب کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو وجوہات بیان فرمائیں نیز حکومت گوجرانوالہ کے اساتذہ کے مذکورہ مسائل کے حل کے لئے کیا اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم:

(الف) قواعد کے مطابق ایس ایس ٹی کی 50 فیصد خالی اسامیاں E.S.T/S.V کی پروموشن کے ذریعے پر کی جاتی ہیں جبکہ بقیہ 50 فیصد اسامیوں پر S.S.E اساتذہ کنٹریکٹ پر بھرتی کئے جاتے ہیں۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ کیونکہ ضلع گوجرانوالہ کے مطلوبہ اہلیت کے حامل E.S.T/S.V اساتذہ کو بھی ایس ایس ٹی کے عہدہ پر ترقی دی گئی ہے۔

(د) یہ بھی درست نہ ہے کیونکہ مروجہ قواعد کے تحت موجود اسامیوں پر اہل اساتذہ کو ترقی دی گئی۔

(ہ) یہ بھی درست نہ ہے کیونکہ مذکورہ انکوائری رپورٹ کی روشنی میں ہی E.S.T/S.V اساتذہ کو ترقی دی گئی تھی۔

(و) ضلعی حکومتوں کے قیام کے بعد تمام اضلاع اپنی ترجیحات کے تحت پروموشن کرتے

ہیں۔ مزید برآں ضلع گوجرانوالہ میں بھی ترقیاں قواعد کے مطابق ہوئیں اور یہ کہنا درست نہ ہے کہ اس ضلع کے اساتذہ کو باقی اضلاع سے ترقی پانے والے اساتذہ سے جونیئر کر دیا گیا ہے۔

گورنمنٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین لاہور کینٹ ریٹائرڈ پرنسپل کی ملازمت میں بار بار توسیع سے پیدا ہونے والے مسائل

*3686 جناب نوید عامر جیوا: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین لاہور کینٹ کی پرنسپل کب اور کتنے سکیل میں ریٹائرڈ ہوئیں تفصیل مہیا کی جائے؟

(ب) مذکورہ کالج کی موجودہ پرنسپل کو آج تک ملازمت میں کتنی بار توسیع دی گئی، کیا توسیع ریگولر ملازمت میں دی گئی ہے یا کنٹریکٹ کی بنیاد پر ملازمت مہیا کی گئی ہے اگر کنٹریکٹ پر ملازمت مہیا کی گئی ہے تو کنٹریکٹ کی میعاد اور شرائط کیا ہیں؟

(ج) مذکورہ پرنسپل کی اسی کالج میں ملازمت میں بار بار توسیع کی وجوہات بیان فرمائیں نیز کیا اس سے دیگر سینئر پروفیسرز کی حق تلفی نہ ہو رہی ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت موجودہ پرنسپل کو ہٹانے اور اس کی جگہ سینئر سٹاف کو ترقی دینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات بتائی جائیں نیز کیا حکومت، پالیسی کے برعکس ملازمت میں بار بار توسیع دینے والوں افسروں/اہلکاران کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم:

(الف) مسز آصفہ خالد پرنسپل گورنمنٹ کالج برائے خواتین کینٹ 09-08-2001 کو سکیل 19 میں ریٹائر ہوئیں۔

(ب) ان کو 2 مرتبہ کنٹریکٹ پر ملازمت مہیا کی گئی ہے۔ کنٹریکٹ کی کل میعاد 4 سال ہو گی اور شرائط ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ج) ان کی سابق خدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے کنٹریکٹ پر ملازمت دی گئی ہے اور اب دوسری دفعہ کنٹریکٹ پر ملازمت Provincial Re-employment Board

کی سفارش پر وزیر اعلیٰ پنجاب / مجاز اتھارٹی کی منظوری سے ہوئی چونکہ ان کی تعیناتی direct recruitment کی پوسٹ پر کی گئی ہے اس لئے کسی سینئر پروفیسر کی promotion بلاک ہوئی اور نہ ہی کسی کی حق تلفی ہوئی۔

(د) پرنسپل کو کنٹریکٹ کی میعاد ختم ہونے تک 09-08-2005 ہٹانے کا کوئی پروگرام نہیں۔ مزید برآں محکمہ تعلیم میں ترقیوں کا عمل جاری ہے اور پرنسپل کو کنٹریکٹ پر ملازمت دینے سے اس پر کوئی اثر نہیں پڑا نیز کنٹریکٹ پر ملازمت اور اس میں توسیع کے حوالے سے حکومتی پالیسی کی خلاف ورزی نہیں ہوئی۔

گورنمنٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین لاہور کینٹ کا ٹھیکہ کنٹین کا مسئلہ

*3687 محترمہ نجمی سلیم: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اسلامیہ کالج برائے خواتین لاہور کینٹ کی کنٹین کا گزشتہ 5 سال سے ٹینڈر نہیں کروایا گیا جبکہ طالبات کی تعداد تقریباً 5 ہزار کے قریب ہے ٹینڈر نہ کروانے کی وجوہات کیا ہیں تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کالج کی انتظامیہ گزشتہ 5 سال سے کنٹین کو چلا رہی ہے اور اس کی آمدن خود ہڑپ کر جاتی ہے جس سے حکومت کی آمدنی میں لاکھوں کا نقصان ہو رہا ہے۔ گزشتہ 5 سالوں کے اخراجات اور آمدن کی تفصیل سال وار مہیا کی جائے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کالج کی کنٹین کا ٹینڈر شائع کروانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات بتائی جائیں نیز گزشتہ 5 سال سے ٹینڈر نہ کروانے پر پرنسپل / سٹاف کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے اس کی بھی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر تعلیم:

(الف) کالج کنٹین کے ٹھیکے کا اشتہار روزنامہ "جرات" مورخہ 31-07-1998 کو شائع ہوا۔ جس کی فوٹو کاپی لف ہے۔ یہ ٹھیکہ مورخہ 30-06-2001 تک دیا گیا تھا جبکہ کالج کونسل نے کنٹریکٹر کی بہتر کارکردگی کی بناء پر ٹھیکہ میں مزید تین سال کی توسیع کر دی۔ کا پی لف ہے۔ کالج میں طالبات کی تعداد تقریباً 3500 کے قریب ہے۔

(ب) کالج کی انتظامیہ خود کنٹین کو نہ چلا رہی ہے۔ کنٹین کے ٹھیکہ کی رقم کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس رقم کو ہر سال گورنمنٹ کے خزانہ میں جمع کروایا جاتا ہے۔ چالان فارم کی تفصیل اور فوٹو کاپیاں بھی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ج) کالج کی کنٹین کا ٹھیکہ مورخہ 30-06-2004 کو ختم ہونے کے بعد قواعد و ضوابط کے مطابق دیا جائے گا۔

تحصیل قصور میں قواعد و ضوابط کے بغیر برخاست شدہ پی۔ٹی۔سی ٹیچرز کی دادرسی

*3690 محترمہ حمیرا اویس شاہد: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مسٹر محمد رمضان ولد محمد یوسف، طاہر محمود ولد محمد علی، ثناءاللہ عابد ولد محمد حسین، ارشد علی ولد رحمت علی، محمد نواز ولد بشارت علی، محمد جمیل ولد عبدالخان، عبدالجبار ولد عبدالعزیز، محمد ادریس ولد جمال دین اور عباس علی ولد احمد علی، پی۔ٹی۔سی ٹیچرز تحصیل قصور میں 1996 میں میرٹ پر بھرتی ہوئے تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بعد ازاں ان ملازمین کو بغیر انکوائری اور شوکاز نوٹس ملازمت سے برخاست کر دیا گیا ہے کہ ان کے آرڈر جعلی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ملازمت سے نکالنے سے پہلے ضروری تھا کہ ان کو فرداً فرداً شوکاز نوٹس جاری کئے جاتے اور انکوائری کسی اعلیٰ افسر سے کروائی جاتی مگر محکمہ نے اس طریقہ سے ہٹ کر ان کو ملازمت سے برخاست کر دیا؟

(د) کیا حکومت ان ملازمین کو ملازمت پر بحال کر کے از سر نو تحقیقات کے لئے کمیٹی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) درست نہ ہے۔

(ب) یہ بھی درست نہ ہے کیونکہ آرمی سروے کی رپورٹ کے تحت مذکورہ افراد کے تقرری آرڈرز بوگس قرار دیئے گئے جس پر انہیں باقاعدہ شوکاز نوٹس جاری کئے گئے اور انہیں ذاتی شنوائی کا موقع بھی فراہم کیا گیا جس میں یہ اپنی تقرریاں درست ثابت کرنے میں

ناکام رہے۔ بعد ازاں ان افراد نے P.S.T میں ملازمت سے برخاستگی کے خلاف اپیلیں بھی دائر کیں جو کہ خارج کر دی گئیں۔

(ج) جز(ب) کے جواب میں وضاحت پیش کر دی گئی ہے۔

(د) چونکہ مذکورہ افراد کی اپیلیں P.S.T بھی خارج کر چکی ہے لہذا اس صورتحال میں ازسرنو تحقیقات کے لئے کسی قسم کے اقدامات نہیں کئے جا سکتے۔

گورنمنٹ کلیتہ البنات کالج برائے خواتین لیک روڈ لاہور کی اراضی پر ناجائز قبضہ

*3700 جناب محمد آجاسم شریف: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کلیتہ البنات کالج برائے خواتین لیک روڈ لاہور کی اراضی پر ناجائز قابضین نے ایک پرائیویٹ کالج بنایا ہوا ہے؟

(ب) ایک سرکاری کالج کی دیوار کے ساتھ (وہ بھی سرکاری زمین پر) ایک پرائیویٹ کالج چلانے کی اجازت کس قانون اور اتھارٹی نے دی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پرائیویٹ کالج کی انتظامیہ نے محکمہ تعلیم کے افسران / اہلکاران سے ساز باز کر کے گورنمنٹ کلیتہ البنات کالج برائے خواتین کے ہال اور ہوسٹل کی عمارات پر قبضہ کیا ہوا ہے جس سے ہاسٹل میں رہائش پزیر طالبات کو سخت پریشانیوں کا سامنا ہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ مسائل حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات بیان فرمائیں نیز ان افسران / اہلکاران کے خلاف ایکشن لینے کا بھی ارادہ رکھتی ہے جن کی نااہلی کی وجہ سے مذکورہ کالج کی طالبات / انتظامیہ کو سخت مشکلات کا سامنا ہے؟

وزیر تعلیم:

(الف) یہ درست نہ ہے کہ گورنمنٹ کلیتہ البنات کالج، لیک روڈ لاہور کی اراضی پر ایک پرائیویٹ کالج قائم ہے۔ البتہ اس احاطہ میں ایک جونیئر کیمبرج انگلش میڈیم پرائیویٹ سکول موجود ہے۔ یہ ادارہ مورخہ 1972-09-01 سے پہلے بھی موجود تھا، اس ادارے

کو احاطہ میں واقع باقی مندرجہ ذیل تین اداروں کے ساتھ قومی تحویل میں نہیں لیا گیا تھا:۔

1۔ گورنمنٹ کلیۃ البنات کالج، لیک روڈ لاہور
2۔ گورنمنٹ مدرستہ البنات ہائی سکول لاہور
3۔ گورنمنٹ جونیئر مدرستہ البنات سکول لاہور۔

(ب) یہ درست ہے کہ سرکاری کالج کی دیوار کے ساتھ ایک پرائیویٹ کالج بنایا گیا ہے تاہم گورنمنٹ کلیۃ البنات کالج، لیک روڈ، لاہور سے ملحقہ اراضی جو کہ محکمہ مال کے ریکارڈ کے مطابق ٹرسٹ رائے بہادر سوہن لال کی ملکیت ہے اس رقبہ پر پرائیویٹ انگلش میڈیم سکول کی انتظامیہ نے ایک کالج قائم کیا ہے اصل میں یہ رقبہ تعلیمی ادارے قومیائے جانے سے پہلے پرنسپل کلیۃ البنات کالج لاہور کی رہائش گاہ تھی۔
قومیائے جاتے وقت اس اراضی کا قبضہ محکمہ تعلیم کے سپرد نہیں کیا گیا مزید برآں محکمہ تعلیم نے اس پرائیویٹ کالج کو ابھی تک رجسٹرڈ نہیں کیا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے اصل صورتحال اس طرح ہے کہ 15 لیک روڈ لاہور کے کیمپس پر واقع تمام ادارے مورخہ 1972-9-1 سے پہلے جونیئر کیمبرج انگلش میڈیم پرائیویٹ سکول کی انتظامیہ کے زیر نگرانی کام کر رہے تھے۔اس کیمپس میں واقع ہال اور ہاسٹل مشترکہ طور پر تمام ادارے ضرورت کے مطابق استعمال کرتے تھے لیکن جب مورخہ 1972-9-1 کو تین ادارے حکومت پنجاب نے اپنی تحویل میں لے لئے تو پرائیویٹ سکول کی انتظامیہ نے ہال اور ہاسٹل کا قبضہ گورنمنٹ کلیۃ البنات کالج کی انتظامیہ کے حوالے نہ کیا چونکہ قومیائے جانے کے وقت سے لے کر اب تک ہاسٹل گورنمنٹ کی تحویل میں نہیں ہے اس لئے وہاں کوئی طالبہ رہائش پذیر نہ ہے۔

(د) اصل صورتحال یہ ہے کہ خسرہ نمبر 2589 جو کہ 15۔لیک روڈ لاہور پر واقع ہے اس خسرہ کا کل رقبہ 32 کنال 8 مرلہ 214 مربع فٹ ہے۔فرد ملکیت کے مطابق یہ ٹرسٹ سوہن لال کالج کی زمین ہے۔محکمہ تعلیم کی کوششوں سے اس زمین کو کلیۃ البنات کالج کے نام منتقل بھی کرا لیا تھا لیکن ہائیکورٹ نے 30-03-2000 سے محکمہ مال کے اس منتقلی کے آرڈر کو معطل کر رکھا ہے محکمہ تعلیم کی کوشش سے اس زمین کی نشاندہی کرائی گئی۔نشاندہی کے مطابق تمام اداروں کے قبضہ میں زمین کی تفصیل درج ذیل ہے۔

		مربع فٹ	مرلہ	کنال
1۔	گورنمنٹ کلیتہ البنات کالج	105	19	8
2۔	گورنمنٹ مدرستہ البنات ہائی سکول	46	1	6
3۔	جونیئر کیمبرج انگلش میڈیم پرائیویٹ سکول	51	2	12
4۔	گورنمنٹ جونیئر مدرستہ البنات سکول	74	4	5

محکمہ تعلیم ضلعی حکومت کی وساطت سے اس قطعہ زمین کو حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

لاہور میں ضم کردہ سکولوں کی تفصیل

*3746 محترمہ فرح اقبال خان: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جنوری 2000 سے آج تک ضلع لاہور میں کتنے سکولوں کو ضم کیا گیا ان سکولوں کے نام اور جن سکولوں میں ضم کیا ان کے نام مع طالب علموں کی تعداد سکول وار فراہم کی جائے؟

(ب) کیا مذکورہ سکولوں کو ضم کرنے سے قبل ان کا سروے کیا گیا تھا تو سروے کرنے والے افسران واہلکاران کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) ان سکولوں کو ضم کرنے میں کیا طریق کار اختیار کیا گیا تھا؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکولوں میں کافی سکول ایسے ہیں جن میں خواتین اساتذہ پڑھا رہی ہیں مگر مذکورہ سکولوں کو جن سکولوں میں ضم کیا گیا ہے ان میں مرد حضرات کام کرتے ہیں اور ان کے انچارج بھی مرد حضرات ہیں جس کی وجہ سے خواتین معلمات کو شدید مشکلات کا سامنا ہے؟

(ہ) کیا حکومت ایسے سکول جن میں خواتین معلمات پڑھا رہی ہیں ان کو سابق انتظامیہ کے حوالے کرنے یا پھر نزدیکی گرلز سکولوں میں ضم کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) یکم جنوری 2000 سے 31۔مئی 2006 تک ضلع لاہور میں 184 سکول ضم کئے گئے ہیں تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سکولوں کو ضم کرنے سے پہلے ان سکولوں کا سروے کیا گیا تھا، سروے کرنے والے آفیسرز واہلکاروں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) خطرناک و کرائے کی عمارات اور طلبہ کی بہت کم تعداد والے سکولوں کو دوسرے سکولوں میں ضم کیا گیا اس طرح ایک طرف طلباء کو بہتر ماحول مہیا کیا گیا تو دوسری طرف خزانے پر کرایہ کی شکل میں ناجائز بوجھ کو ختم کیا گیا۔

(د) گرلز سکولوں کو صرف گرلز سکولوں میں ہی ضم کیا گیا ہے، کسی گرلز سکول کو کسی بوائز سکول میں ضم نہیں کیا گیا۔

(ہ) جواب جز (د) کی روشنی میں غیر متعلقہ ہے۔

ضلع سیالکوٹ میں پی ٹی سی ٹیچرز کی بطور لرننگ کوآرڈینیٹر پروموشن کی تفصیلات

*3758 جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حال ہی میں سیالکوٹ میں چار پی۔ٹی۔سی مدرسین کی ترقی بطور لرننگ کوآرڈینیٹر کی گئی ہے۔ ترقی پانے والے افراد کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت نیز تاریخ تقرری بیان فرمائیں؟

(ب) کیا ان کی ترقی کے لئے امیدواران سے درخواستیں طلب کی گئی تھیں تو درخواست دینے والے امیدواران کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت بیان فرمائیں؟

(ج) کیا اس کے لئے کوئی میرٹ بنایا گیا تھا؟

(د) اگر میرٹ اور درخواستیں طلب کئے بغیر مذکورہ مدرسین کو ترقی دی گئی ہے تو کیا حکومت ان افراد کے خلاف کوئی ایکشن لینے کا ارادہ رکھتی ہے جنہوں نے میرٹ سے ہٹ کر مذکورہ بالا غلط طریقہ سے ترقیاں کی ہیں۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف)

1۔ درست ہے کہ پی ٹی سی مدرسین کی پروموشن بطور لرننگ کوآرڈینیٹر سکیل نمبر 11 میں کی گئی ہے ان کی تعداد چار کی بجائے تیرہ ہے، ترقی پانے والے پی ٹی سی اساتذہ کو بذریعہ آرڈر نمبر 3302/E-II مورخہ 14-11-2003، آرڈر نمبر 3311/E-II

مورخہ 2003-11-17،آرڈر نمبر 3379/E-II مورخہ 2003-11-20 اور آرڈر نمبر 3594/E-II مورخہ 2003-12-12 کے تحت بطور ایل سی ترقی دی گئی ہے۔

2۔ ترقی پانے والے اساتذہ کے کوائف مع عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور تاریخ تقرری فہرست (Annex (A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پی ٹی سی اساتذہ سے بذریعہ مراسلہ نمبر 2740/E-II تاریخ 2003-10-02 درخواستیں طلب کی گئی تھیں، قررہ تاریخ 2003-10-13 تک چوبیس درخواستیں موصول ہوئیں جن کا میرٹ تیار کیا گیا، (Annex (B ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) مقررہ تاریخ 2003-10-13 تک موصول ہونے والی درخواستوں سے میرٹ لسٹ تیار کی تھی، (Annex (C ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(د) پروموشن کے لئے درخواستیں بذریعہ مراسلہ نمبر 2740/E-II مورخہ 02-10-03 کے تحت طلب کی گئیں اور ایک میرٹ لسٹ بھی تیار کی گئی اور اسی میرٹ لسٹ میں سے پہلے بارہ ٹیچرز کی پروموشن کر دی گئی تھی اور ایک ٹیچر کو جس کا نمبر میرٹ لسٹ میں 18 تھا کو بھی disable کی بناء پر ترقی دی گئی تھی لیکن گورنمنٹ آف پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبری SOR-III-2,46/99 مورخہ 2003-05-26 کو نظر انداز کرتے ہوئے پروموشن کمیٹی سے منظوری لئے بغیر ان ٹیچرز کی پروموشن سیاسی دباؤ کے تحت کر دی گئی بعد ازاں ان ترقیوں کے خلاف بہت سی شکایات موصول ہوئیں جن کی بناء پر سابق ڈی ای او نے بذریعہ آرڈر نمبر 1276/E-II مورخہ 2004-06-05 کے تحت مذکورہ تیرہ مدرسین کے پروموشن آرڈرز منسوخ کر دیئے تھے، (Annex (D ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے نیز منسوخی آرڈر نمبری 1276/-E-II مورخہ 2004-06-05 کے خلاف مذکورہ تیرہ لرننگ کوآرڈینیٹرز نے Appellant Authority کے پاس بحالی کی اپیلیں کی تھیں جن کو منظور کرتے ہوئے سابق ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر تعلیمات سیالکوٹ نے بذریعہ آرڈر نمبر 5194/G-I مورخہ 2004-07-16 مذکورہ تیرہ لرننگ کوآرڈینیٹر کو بطور ایل سی بحال کر دیا تھا، (Annex (E ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

ضلع لاہور میں دوران پابندی تبادلے کرنے کا اختیار
اور کی گئی ٹرانسفرز کی تفصیلات

*3761 چودھری عبدالغفور خان: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے محکمہ میں ہر قسم کے تبادلہ جات پر پابندی لگا رکھی ہے مگر اس کے باوجود D.C.O لاہور تبادلہ جات کر رہے ہیں؟

(ب) کیا D.C.O لاہور کو تبادلہ جات کرنے کا اختیار ہے تو کس قاعدہ اور قانون کے تحت، اس کی نقل فراہم کی جائے نیز مذکورہ آفیسر کو کس گریڈ تک کے ملازمین کے تبادلے کرنے کا اختیار ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ D.C.O لاہور نے اپنے اختیار کے برعکس مورخہ 25 نومبر 2003 کو لاہور کے مختلف سکولوں کے ہیڈ ماسٹروں کے تبادلہ جات دوران بین کئے ہیں کیا حکومت اس غیر قانونی اور دوران بین تبادلے کرنے پر D.C.O لاہور کے خلاف کارروائی کرنے اور یہ تبادلہ جات منسوخ کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) اگرچہ یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے تمام محکموں میں تبادلوں پر پابندی لگا رکھی ہے لیکن ڈی سی او لاہور نے جو تبادلے کئے ہیں ان سے متعلق جناب وزیر اعلیٰ پنجاب سے منظوری حاصل کی گئی ہے۔

(ب) رولز آف بزنس 2001 کے ضابطہ 16 کے تحت ڈی سی او لاہور کو گریڈ 11 سے 18 کے ملازمین کے تبادلے کرنے کا اختیار ہے، مذکورہ ضابطہ درج ذیل ہے:۔

PART C SERVICE

16. Postings and Transfers

(1) The Authorities for postings and transfers of officers/ officials in the District shall be as follows:

THE PUNJAB GAZETTE (EXTRAORDINARY), AUGUST 21, 2001 1525

	Category of Officers/ Officials	Authority
(i)	BS-19 and above excluding EDOs & District Officers	Zila Nazim
(ii)	BS-11 to BS-18	DCO
(iii)	BS-1 to BS 10	EDO

(2) The normal tenure of these posts shall be two years.

(ج) ڈی سی او لاہور نے 25۔نومبر2003 کو لاہور کے مختلف سکولوں کے ہیڈ ماسٹروں کے تبادلے مجاز اتھارٹی سے banکی Relaxationحاصل کرنے کے بعد کئے ہیں لہذا یہ تبادلے منسوخ کرنے یا ڈی سی او، لاہور کے خلاف کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

کلیم شہید کالونی نمبر1، فیصل آباد میں مڈل سکول کی اپ گریڈیشن

*3782 محترمہ کنول نسیم: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کلیم شہید کالونی نمبر1 فیصل آباد میں لڑکیوں کے لئے صرف ایک مڈل سکول ہے جبکہ اس سکول کے ساتھ ملحقہ آبادیوں کی مجموعی آبادی تقریباً50ہزار نفوس پر مشتمل ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کلیم شہید کالونی میں واقع گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری مڈل سکول کی جگہ بھی کافی ہے اور بلڈنگ بھی جس میں نویں اور دسویں جماعت کی کلاسیں شروع ہو سکتیں ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کو ہائی سکول کا درجہ دینے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجہ بیان کی جائے؟

وزیر تعلیم:

(الف) درست ہے۔

(ب) اگرچہ یہ درست ہے کہ کلیم شہید کالونی میں واقع گورنمنٹ گرلز مڈل سکول کی زمین سکول کے موجودہ درجہ کے لحاظ سے تو کافی ہے لیکن یہ درست نہ ہے کہ اس سکول کی12کنال زمین اور اس پر تعمیر شدہ9کمرے ہائی سکول کی ضروریات کو پورا کر سکیں گے جس میں نہم اور دہم کی کلاسیں شروع کی جا سکیں کیونکہ مروجہ پیمانہ کے مطابق ہائی سکول کے لئے16کنال زمین درکار ہوتی ہے۔

(ج) چونکہ مذکورہ سکول کم زمین اور صرف ایک کلومیٹر پر پہلے سے موجود گورنمنٹ نیو ماڈل گرلز ہائی سکول صابری چوک کی بناء پر ہائی سکول کا درجہ دینے کے لئے مروجہ پیمانہ پر پورا نہیں اترتا لہذا اسے ہائی سکول کا درجہ نہیں دیا جا سکتا۔

نصابی کتب کی غیر معیاری پرنٹنگ و عدم دستیابی اور حکومتی اقدامات

*3783 محترمہ کنول نسیم: کیاوزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 2001 تا2003 پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کے رجسٹرڈ کئے ہوئے، پرنٹرز،پبلشرز نے غیر معیاری کاغذ استعمال کیا اور نصابی کتب کا معیار بھی اچھا نہیں تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی اکثر جماعتوں کی کتب بھی اردو بازار سے نہیں ملتیں اور طالب علموں کو کتب نہ ہونے کی وجہ سے پریشانی ہوتی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان پرنٹرز/پبلشرز کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) یہ درست نہیں ہے سال 2001 تا2003 میں اس امر کی کوئی شکایت نہ ملی ہے کہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کے رجسٹرڈ کئے ہوئے پرنٹرز،پبلشرز نے کوئی غیر معیاری کاغذ استعمال کیا۔ جہاں تک نصابی کتب کے معیار کا تعلق ہے یہ وفاقی حکومت کی منظوری حاصل کرنے کے بعد طبع کی گئی ہیں۔

(ب) یہ بھی درست نہ ہے کیونکہ مذکورہ عرصہ میں درسی کتب کی اردو بازار میں عدم دستیابی کی کوئی اطلاع نہ ملی ہے۔

(ج) چونکہ جزہائے بالا کے جواب اثبات میں نہ ہیں لہذا کسی پرنٹر/پبلشر کے خلاف کارروائی کا جواز پیدا نہ ہوتا ہے۔

ضلع لاہور میں پی۔ٹی۔سی ٹیچرز کی بطور لرننگ کوآرڈینیٹر ترقی کی تفصیل

*3795 محترمہ فرح اقبال خان: کیاوزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2001 سے آج تک ضلع لاہور میں کتنے پی۔ٹی۔سی ٹیچرز کو بطور لرننگ کوآرڈینیٹر ترقی دی گئی ہے۔ ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، تاریخ تقرری اور

موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا لرننگ کوآرڈینیٹر کی ترقی سے قبل ضلع بھر کے پی۔ٹی۔سی ٹیچروں سے ترقی کے لئے درخواستیں موصول کی گئی تھیں یہ درخواستیں کس تاریخ کو موصول کی گئیں اور درخواستیں جمع کروانے والے ٹیچروں کے نام، عہدہ، گریڈ، تاریخ تقرری اور تعلیمی قابلیت بیان فرمائیں؟

(ج) کیا ان لرننگ کوآرڈینیٹرز کی ترقی کے لئے کوئی محکمانہ کمیٹی تشکیل دی گئی تھی تو اس کمیٹی میں شامل افسران کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کیا ان لرننگ کوآرڈینیٹرز کی ترقی کے وقت میرٹ لسٹ بنائی گئی تھی تو میرٹ لسٹ فراہم کریں؟

(ہ) کتنے پی ٹی سی ٹیچرز کو بغیر میرٹ کے بطور لرننگ کوآرڈینیٹر پروموشن دی گئی۔ان کے نام، گریڈ، عہدہ، تعلیمی قابلیت اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(و) کیا حکومت بغیر میرٹ ترقی دینے والے افسران کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) یکم جنوری 2001 سے آج تک ضلع لاہور میں 16 پی ٹی سی ٹیچرز کو بطور لرننگ کوآرڈینیٹر ترقی دی گئی ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت کی فہرست مع موجودہ جگہ تعیناتی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع لاہور میں درخواستیں ڈی ای او (ایلیمنٹری مردانہ) لاہور سٹی نے مورخہ 25-05-2001 اور ڈی ای او (زنانہ) لاہور کینٹ نے مورخہ 27-05-2001 اور 25-12-2001 کو طلب کیں کیونکہ وہ پی ٹی سی کی Appointing Authority ہیں۔ درخواستیں جمع کروانے والے ٹیچروں کے نام، عہدہ، گریڈ، تاریخ تقرری اور تعلیمی قابلیت کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع لاہور میں لرننگ کوآرڈینیٹر کی ترقی کے لئے کمیٹیاں تشکیل دی گئیں، ان کمیٹیوں میں شامل افسران کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ

دی گئی ہے۔

(د) باقاعدہ میرٹ لسٹیں بنائی گئیں جن کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) بغیر میرٹ کوئی ترقی نہ کی گئی۔

(و) جز(ہ) کی روشنی میں غیر متعلقہ ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

دسمبر 2005 کے دوران اساتذہ کی ٹرانسفرز سے متعلقہ تفصیل

447 حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے محکمہ تعلیم میں ٹرانسفرز پر دسمبر 2005 میں پابندی اٹھائی تھی تو کس تاریخ سے کس تاریخ تک پابندی اٹھائی گئی تھی نیز یہ پابندی کس اتھارٹی نے لگائی تھی اور کس اتھارٹی نے ٹرانسفر سے پابندی اٹھائی آرڈرز کی نقل فراہم کی جائے؟

(ب) دسمبر 2005 کے دوران جن اساتذہ کے تبادلے کئے گئے ان کی تفصیل ضلع وار دی جائے؟

(ج) ضلع لاہور اور نارووال میں جن اساتذہ کے تبادلے کئے گئے ان کے نام، پتاجات، گریڈ، عہدہ، موجودہ اور سابقہ جگہ تعیناتی کی تفصیل دی جائے؟

(د) ان میں سے کتنے تبادلے وزیر اعلیٰ کے ڈائریکٹو پر اور کتنے وزیر تعلیم کے احکامات پر ہوئے؟

وزیر تعلیم:

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت نے محکمہ تعلیم میں ٹرانسفرز پر سے پابندی 16۔دسمبر 2005 سے 31۔دسمبر 2005 تک اٹھائی تھی، یہ پابندی وزیر اعلیٰ پنجاب نے لگائی تھی اور وزیر اعلیٰ پنجاب نے ہی ٹرانسفر پر سے پابندی اٹھائی تھی، آرڈرز کی نقل (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ڈائریکٹوریٹ آف پبلک انسٹرکشن سیکنڈری ایجوکیشن پنجاب نے 86 اساتذہ کی خدمات متعلقہ DCO کی disposal پر دی، تفصیل (Annex B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع نارووال میں ڈائریکٹوریٹ آف پبلک انسٹرکشن (سیکنڈری ایجوکیشن) پنجاب کی طرف سے کسی بھی استاد کی خدمات یا ٹرانسفر نہیں کی گئی، ضلع لاہور میں جن اساتذہ کی خدمات DCO کی disposal پر دی گئی تھیں، ان کی تفصیل (Annexure-C) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) وزیر اعلیٰ پنجاب کے ڈائریکٹو پر 77 اساتذہ کی خدمات متعلقہ DCO کی disposal پر دی گئی ہیں جبکہ وزیر تعلیم کی طرف سے اساتذہ کے ٹرانسفر کے سلسلہ میں کوئی بھی ڈائریکٹو وصول نہیں ہوا ہے۔

ای ڈی او ایجوکیشن کی پوسٹوں پر جونیئر آفیسرز کی تعیناتی

460 جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے نئے ضلعی نظام کے تحت تمام اضلاع میں ای ڈی او (ایجوکیشن) کی اسامیاں create کی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ تعلیم میں اضلاع کی سطح پر ای ڈی او (ایجوکیشن) کے ماتحت D.E.O کی اسامیاں بھی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبہ کے زیادہ تر اضلاع میں ای ڈی او (ایجوکیشن) کی اسامیوں پر کام کرنے والے افسران اپنے ماتحت D.E.O کی اسامیوں پر کام کرنے والے افسران سے سروس، عہدہ اور گریڈ کے لحاظ سے جونیئر ہونے کے باوجود سینئر اسامیوں پر کام کر رہے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ جونیئر آفیسرز کے ای۔ڈی۔او کی اسامیوں پر کام کرنے کی وجہ سے سینئر آفیسرز میں embarrassment پایا جاتا ہے؟

(ہ) کیا حکومت جونیئر آفیسرز کو ان اسامیوں سے ہٹانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ محکمہ تعلیم میں اضلاع کی سطح پر ای ڈی او (ایجوکیشن) کے ماتحت D.E.O کی اسامیاں بھی ہیں۔

(ج) تقریباً 90 فیصد اضلاع میں ای ڈی او (ایجوکیشن) کے طور پر کام کرنے والے افسران اپنے ماتحت DEOs سے سینئر ہیں، کہیں ایک آدھ جگہ پر اگر ایسا ہوا ہے تو وہ صرف کارکردگی کی بناء پر ہوا ہے اور ایسے جونیئر آفیسران کا کام سینئر کے مقابلے میں زیادہ تسلی بخش ہے۔

(د) افسران کی کارکردگی کو مدنظر رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ ایسا کوئی تاثر موجود نہ ہے۔

(ہ) حکومت کی پالیسی یہ ہے کہ تمام اضلاع میں سینارٹی کی بنا پر ہی EDO(Edu) تعینات کئے جائیں۔

پی پی-156 لاہور کے بوائز ہائی سکولوں سے متعلقہ تفصیلات

465 حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پی پی-156 لاہور میں کتنے بوائز ہائی سکول ہیں ان کے نام اور جگہ کی تفصیل دی جائے؟

(ب) ان سکولوں میں تعینات ہیڈ ماسٹرز، ڈپٹی ہیڈ ماسٹرز اور کلرکوں کے نام، عہدہ، گریڈ اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل دی جائے؟

(ج) ان سکولوں کو مالی سال 05-2004 اور 06-2005 کے دوران کتنے فنڈز فراہم کئے تھے، تفصیل سکول وار فراہم کی جائے؟

(د) ان سکولوں میں تعینات کتنے ہیڈ ماسٹرز، ڈپٹی ہیڈ ماسٹرز اور کلرکوں کے خلاف محکمہ تعلیم انکوائریاں کس کس بناء پر کر رہا ہے ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے؟

(ہ) کیا حکومت ان سکولوں میں عرصہ دراز سے تعینات ہیڈ ماسٹرز، ڈپٹی ہیڈ ماسٹرز اور کلرکوں کو دوسرے سکولوں میں ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) پی پی۔156 میں 5 بوائز سکولز ہیں جن کے نام اور جگہ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام سکول		کنال	مرلہ	ریمارکس
1۔	گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول لاہور کینٹ	7	8	--
2۔	گورنمنٹ طارق ہائی سکول لاہور کینٹ	2	۔	کرایہ کی عمارت
3۔	گورنمنٹ گلبرگ ہائی سکول لاہور کینٹ	21	۔	۔
4۔	گورنمنٹ ہائی سکول والٹن لاہور	1	۔	جگہ سکول کی ملکیت نہیں
5۔	گورنمنٹ مسلم ہائی سکول لاہور کینٹ	40	2	۔

(ب)

	نام سکول	نام	عہدہ گریڈ	عرصہ تعیناتی
1۔	گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول لاہور کینٹ	نور احمد راؤ	سینئر ہیڈ ماسٹر 19	18-06-05
		محمد اسلام	ڈپٹی ہیڈ ماسٹر 17	07-02-06
		محمد یاسین	کلرک 05	04-12-99
2۔	گورنمنٹ طارق ہائی سکول لاہور کینٹ	رانا عطاء محمد	سینئر ہیڈ ماسٹر 18	28-02-04
		محمد عبداللہ	کلرک 05	04-12-99
3۔	گورنمنٹ گلبرگ ہائی سکول لاہور کینٹ	سید شبیر حسین شاہ	سینئر ہیڈ ماسٹر 19	03-04-04
		محمد رفیق عتیق	ڈپٹی ہیڈ ماسٹر 17	04-04-01
		مغیس انجم	کلرک 05	01-06-86
4۔	گورنمنٹ ہائی سکول والٹن لاہور	حاجی فریاد خان	سینئر ہیڈ ماسٹر 19	25-01-05
		ریاض حسین	ڈپٹی ہیڈ ماسٹر 18	28-01-01
		محمد شبیر	کلرک 05	18-01-06
5۔	گورنمنٹ مسلم ہائی سکول لاہور کینٹ	اصغر علی شاہ	سینئر ہیڈ ماسٹر 18	09-12-03
		عبدالوحید	کلرک 05	24-11-98

(ج) مذکورہ سکولوں کو سال 05-2004 اور سال 06-2005 میں تعمیر و مرمت وغیرہ کے لئے فنڈز نہیں دیئے گئے۔

(د) مذکورہ سکولوں کے کسی ہیڈ ماسٹر، ڈپٹی ہیڈ ماسٹر اور کلرک کے خلاف کوئی محکمانہ انکوائری نہ ہے۔

(ہ) کیونکہ کسی ہیڈ ماسٹر، ڈپٹی ہیڈ ماسٹر اور کلرک کے خلاف کوئی شکایت نہ ہے۔

نئے امتحانی نظام و تعلیمی سال سے پیدا ہونے والے متوقع مسائل

472 محترمہ پروین مسعود بھٹی: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے نئے امتحانی نظام کے تحت اب مئی کے مہینے میں امتحان لینے اور ستمبر سے تعلیمی سال شروع کرنے کے لئے آرڈر جاری کئے ہیں؟
(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مئی کے امتحان کے بعد بچوں کو گرمیوں کی تین ماہ کی چھٹیاں ہو جائیں گی؟
(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ چھٹیوں کے دوران بچوں کو ہوم ورک بھی نہ دینے کا حکم جاری کیا گیا ہے؟
(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان چھٹیوں کے دوران بچوں کو ہوم ورک نہ دینے سے بچے برائیوں کی طرف مائل ہونگے؟
(ہ) کیا حکومت سابقہ امتحانی نظام بحال کرنے اور چھٹیوں کے دوران بچوں کو ہوم ورک دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) درست ہے۔
(ب) محکمہ تعلیم حکومت پنجاب نے موسم گرما کی سالانہ چھٹیوں کا 5۔جون2006تا 28۔اگست2006اعلان کیا ہے۔
(ج) درست نہیں، بچوں کو ہوم ورک دیا گیا ہے، جو باقاعدہ پرونشل ڈائریکٹوریٹ اور ضلعی دفاتر کے نوٹس میں ہے۔
(د) درست نہ ہے۔
(ہ) سابقہ امتحانی نظام کو بحال کرنے کی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔ محکمہ تعلیم نے بچوں کو چھٹیوں کے دوران ہوم ورک دیا ہے۔

سیالکوٹ میں جنوری2003تا حال، محکمہ تعلیم کو منتقل سکولوں کے ریٹائرڈ ملازمین کی تفصیل

479جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جنوری2003سے آج تک ضلع سیالکوٹ میں سابق بلدیاتی اداروں کے سکول جو کہ اب محکمہ تعلیم کے handoverہو چکے ہیں کے جو ملازمین ریٹائر ہوئے، ان کے نام،

عہدہ، گریڈ، ولدیت اور سکول کی تفصیل دی جائے؟

(ب) ان میں سے کتنے ملازمین کو پنشن اور دیگر واجبات کی ادائیگی کر دی گئی ہے جن ملازمین کو پنشن اور دیگر واجبات کی ادائیگی نہ ہوئی ہے، ان کے نام، پتاجات، ولدیت، گریڈ اور اسامی کی تفصیل دی جائے؟

(ج) جن ملازمین کو ابھی تک پنشن اور دیگر واجبات کی ادائیگی نہ ہوئی ہے اس کی وجوہات کیا ہیں نیز ان کو ان واجبات کی ادائیگی کروانے کا ذمہ دار افسر کون ہے؟

(د) کیا حکومت ایسے ملازمین جن کو ابھی تک پنشن کی ادائیگی نہ ہوئی ہے ان کو یہ ادائیگی کروانے کا ارادہ جلد از جلد رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) ضلع بھر میں 21 بلدیاتی اداروں کے ملازمین ریٹائر ہوئے ہیں زنانہ مدارس کے جو ملازمین ریٹائر ہوئے ان کی تعداد گیارہ ہے اور مردانہ مدارس کے جو ملازمین ریٹائر ہوئے ان کی تعداد دس ہے۔ نام، عہدہ، گریڈ، ولدیت اور سکول کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مندرجہ بالا گیارہ میں سے سات خواتین بلدیاتی ملازمین کو جملہ واجبات کی ادائیگی ہو چکی ہے، چودہ ملازمین دس مردانہ اور چار زنانہ کو تاحال ادائیگی نہ ہوئی ہے جن کے نام، عہدہ، گریڈ، ولدیت اور سکول کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) چودہ بلدیاتی ملازمین مردانہ/زنانہ کے پنشن کیس زیر تکمیل ہیں ان کی مجاز اتھارٹی DCO (Sialkot) ہے، واجبات کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ متعلقہ نوٹیفکیشن کا دیر سے وصول ہونا اور مجاز اتھارٹی کی طرف سے تحفظات کا ابہام تھا کوشش کی جا رہی ہے کہ واجبات کی ادائیگی ہو جائے۔

(د) ان کو جلد ادائیگی کروانے کی کوشش کی جا رہی ہے، مجاز اتھارٹی کے تحفظات کو دور کروانے کے بعد پنشن ادا کر دی جائے گی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب! فرمائیں۔

پوائنٹ آف آرڈر
پرائیویٹ سکولوں سے سوشل سکیورٹی ٹیکس کی وصولی

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ہمارے پنجاب میں جو پرائیویٹ سکولز ہیں یہ تعلیم کی ترویج کے لئے بہت اہم خدمات سرانجام دے رہے ہیں لیکن صورتحال یہ ہے کہ جب یہ سکول قائم ہو جاتے ہیں تو مختلف محکمے ان کو تنگ کرنے کے لئے آ جاتے ہیں۔ میں آپ کو بتاؤں کہ بہاولپور ارسلین پبلک سکول، رائل کیڈٹ پبلک سکول، لیڈر پبلک سکول، پائنیر ہائی سکول، ہولی فلاور پبلک سکولز ہیں اور اسی طرح کے دوسرے بڑے اچھے سکول ہیں جو بڑی خدمات انجام دے رہے ہیں لیکن محکمہ محنت نے سوشل سکیورٹی کے تحت ان کے خلاف ڈنڈا اٹھایا ہوا ہے اور وہ سوشل سکیورٹی ٹیکس ان سے وصول کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر! دو سال پہلے اسی حوالے سے میں نے وزیر محنت جناب اختر رضوی صاحب سے بات کی تو انہوں نے ٹیلی فون پر ڈائریکٹر سوشل سکیورٹی بہاولپور سے بڑی سختی سے بات کی کہ اس قسم کی کوئی شکایت مجھے نہیں آنی چاہئے اور خبردار! آپ لوگوں نے یہ ٹیکس وصول نہیں کرنا یکن اب دوبارہ وہی سلسلہ شروع کر دیا گیا ہے اور ان سکولوں کو وہ approach کر رہے ہیں اور ان کو تنگ کر رہے ہیں، ان کا ناطقہ بند کر رہے ہیں، ان کے خلاف عدالتوں میں کیسز بنانے کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں میری التماس ہے کہ وزیر تعلیم صاحب تعلیم کے ذمہ دار ہیں اور محکمہ محنت کی طرف سے جو اس قسم کا ڈانڈ پرائیویٹ سکولوں پر آ رہا ہے براہ مہربانی! یہ اپنا اثر و رسوخ استعمال کریں اور وزیر محنت اور وزیر تعلیم بیٹھ کر متعلقہ سیکرٹری صاحبان کو ساتھ بٹھا کر اس کا کوئی حل نکالیں اور اس طرح پرائیویٹ سیکٹر میں جو اچھے سکول ہیں ان پر یہ جو ناجائز سوشل سکیورٹی ٹیکس کی تلوار لٹکائی جا رہی ہے اس کو waive off کریں۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میں نے ان کی بات سنی ہے۔ چیمبر میں بیٹھ کر ڈاکٹر صاحب سے discuss کر لیں گے۔

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! Point of personal explanation

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

روزنامہ ''جنگ'' اور جیو ٹی وی کی طرف سے وزیر کالونیز جناب مناظر حسین رانجھا کے گھر پر فائرنگ کی غلط خبر کی اشاعت

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ روزنامہ جنگ مورخہ 27۔ جون 2006 میں ایک خبر میرے حوالے سے چھپی ہے۔ خبر یہ ہے کہ سرگودھا میں صوبائی وزیر مناظر رانجھا کے گھر پر فائرنگ، دو محافظ زخمی ایک گن مین کی حالت تشویشناک ہے۔ نامعلوم ملزموں کے خلاف مقدمہ درج کر لیا گیا ہے۔ میں آپ کی اجازت سے تفصیل پڑھنا چاہوں گا جس میں اصل بات جو میں کرنا چاہتا ہوں وہ آپ کی سمجھ میں آ جائے گی۔ تفصیل کچھ یوں ہے کہ سرگودھا میں صوبائی وزیر کالونیز میاں مناظر رانجھا کی رہائش گاہ پر مسلح افراد کی جدید ہتھیاروں سے فائرنگ کے نتیجہ میں صوبائی وزیر کے دو محافظ زخمی ہو گئے وزیر کے گھر سے آدھے گھنٹے تک جوابی فائرنگ کی جاتی رہی۔ پولیس کی بھاری نفری کی موجودگی میں حملہ آور فرار ہو گئے۔ نامعلوم ملزموں کے خلاف مقدمہ درج کر لیا گیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق صدر ٹاؤن میں رحمت اللعالمین پارک سے ملحقہ صوبائی وزیر مناظر رانجھا کی رہائش گاہ پر گزشتہ شب بارہ بجے کے قریب پمپ ایکشن سمیت جدید ہتھیاروں سے مسلح افراد نے اندھا دھند فائرنگ کر دی جس کی زد میں آ کر صوبائی وزیر کے دو گن مین محمد اکرم اور صابر حسین شدید زخمی ہو گئے جن میں سے محمد اکرم کی حالت انتہائی تشویشناک ہے۔ دونوں اطراف سے فائرنگ کے تبادلہ میں علاقہ بھر میں خوف وہراس پھیل گیا۔ ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر سرگودھا مبارک احمد نے جنگ سے گفتگو کرتے ہوئے وضاحت کی ہے کہ گزشتہ شب مسلح افراد صوبائی وزیر مناظر رانجھا کی رہائش گاہ پر حملہ آور نہیں ہوئے بلکہ ان کی رہائش گاہ کے قریب واقعہ رحمت اللعالمین پارک میں مناظر علی رانجھا کے صاحبزادے ضلعی نائب ناظم میاں سلطان علی رانجھا کے گن مین اکرم اور صابر علی وغیرہ سیر کر رہے تھے کہ ان کا ایک گروپ کے ساتھ جھگڑا ہو گیا اور پارک کے باہر فائرنگ ہوئی جس سے سلطان علی رانجھا کے دو گن مین زخمی ہو گئے انہوں نے اس غلط اطلاع کو غلط قرار دیا کہ حملہ آور۔۔۔

میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ سرگودھا کے حوالے سے، میرے گھر کے حوالے سے یہ خبر اخبار میں شائع ہوئی، چونکہ جنگ اخبار ہے اس کی عوامی سطح پر پذیرائی بھی ہے بہت سارے لوگوں نے خبر شائع ہونے کے بعد فون کے ذریعے اور کچھ دوستوں نے میرے گھر آ کر تشویش کا اظہار کیا کہ کیا واقعہ ہوا ہے اور کیوں ہوا ہے؟

جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس خبر کے اندر ہی ڈی پی او سرگودھا کی طرف سے اور میرے بیٹے نائب ضلع ناظم سلطان رانجھا کی طرف سے یہ وضاحت کر دی گئی ہے کہ ہمارے گھر پر کسی نے فائرنگ نہیں کی۔ فائرنگ جو ہوئی ہے وہ رحمت اللعالمین پارک میں ہوئی وہاں پر ہمارے دو بندے نامعلوم افراد کی فائرنگ سے مضروب ضرور ہوئے ہیں اور اب اللہ کے فضل وکرم سے وہ صحت مند ہیں تو یہ خبر نہ صرف جنگ اخبار میں آئی ہے بلکہ جیو ٹی وی پر بھی اس کی سلائیڈ چلائی گئی ہے۔ میری آپ کی وساطت سے معزز اخباری بھائیوں سے یہ درخواست ہے کہ خدارا! اس قسم کی خبر کو شائع کرنے سے پہلے کم از کم اس کی تصدیق تو کر لیا کریں اور اس خبر میں خود اخباری نمائندہ تسلیم کر رہا ہے کہ ڈی پی او سرگودھا سے رابطہ کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط ہے کہ مناظر علی رانجھا کے گھر پر فائرنگ کسی نے نہیں کی بلکہ واقعہ رحمت اللعالمین پارک میں ہوا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ جب اس بندے کو پتا بھی چل گیا کہ اصل واقعات یہ ہیں تو اتنی بڑی شہ سرخی کے ساتھ جنگ اخبار کے front page پر یہ خبر آئی ہے اور جیو نیوز پر اس کی سلائیڈ چلی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ مجھے ذہنی طور پر پریشان کر کے، میرے عزیزوں، دوستوں کو پریشان کرنے سے اس کو کیا فائدہ مل گیا ہے اور مجھے لاہور سے ٹیلی فون آئے کہ کیا وقوعہ ہوا ہے اور آج جب میں اسمبلی آیا تو یہاں بھی لوگ پوچھتے ہیں کہ کیا واقعہ ہوا ہے؟ اگر آپ کو بندوقوں کی ضرورت ہے یا اسلحہ کی ضرورت ہے تو ہم حاضر ہیں تو میں صرف عرض یہ کرنی چاہتا ہوں کہ ان سے کوئی گلہ شکوہ نہیں ہے لیکن پریس کے دوستوں، خبر دینے والوں اور خبر چھاپنے والوں سے بھی یہ درخواست ہے اور خبر کے اندر یہ سب کچھ موجود ہے کہ اس خبر کے اندر کوئی صداقت نہیں ہے۔ جب یہ سب کچھ معلوم ہے تو پھر بھی خبر شہ سرخی کے ساتھ شائع کر دی گئی ہے۔ میری اپنے معزز صحافی بھائیوں سے درخواست ہے کہ خدارا! ہمیں بھی آپ انسان سمجھیں، وزیر بن جانا تو یہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے۔ اپنی محنت کے بل بوتے اور اپنی کوششوں کی وجہ سے ہم سیاست میں موجود ہیں۔ ہر انسان کی ایک اپنی عزت ہوتی ہے اور اس کی انا ہوتی ہے، معاشرے کے اندر یا اپنے علاقے میں، اپنے حلقے میں ایک مقام ہوتا ہے۔ خدارا! خبر چھاپنے سے پہلے یہ تو دیکھ لیا کریں کہ اس خبر کی وجہ سے اس خاندان کے ساتھ اور اس خاندان کے جاننے والوں کے ساتھ اور اس کے عزیز واقارب کے حال پر کیا گزرے گی؟ جب یہ خبر دے دی جائے کہ فلاں

کے گھر پر حملہ ہوا۔ آدھے گھنٹے تک فائرنگ ہوتی رہی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان حملہ آوروں میں ہمارا وہ نامہ نگار بھی شامل تھا کہ جس کو پتا تھا کہ جدید ساخت کا اسلحہ استعمال ہو رہا ہے اور آمنے سامنے سے فائرنگ ہو رہی ہے۔ ایک سنگل فائر ہمارے گھر سے ہوا اور نہ ہی ان لوگوں نے مقابلے میں کیا ہے۔ ان حملہ آوروں کی کوئی دشمنی بھی نہیں ہے اور ہماری بھی کسی کے ساتھ دشمنی نہیں ہے۔ وہ جس طرح کہ اچانک واقعہ ہو جاتا ہے، ہو گیا ہے پارک کے اندر واقعہ ہوا ہے اور ہم نے اس کی ایف آئی آر درج کروادی ہے۔ سب کچھ جاننے کے باوجود صرف میری ذات یا میرے خاندان کو پریشان کرنے کے لئے انہوں نے اتنی بڑی خبر چلادی تو میری آپ کی وساطت سے معزز دوستوں سے درخواست ہے کہ خدارا! ہمیں بھی انسان سمجھیں، ہم بھی انسان ہیں، معاشرے کے ایک فرد ہیں اس لئے ہماری بھی عزت کی جائے۔ آپ کو سوئی کی نوک سے بھی تھوڑی سی درد ہو تو آپ بائیکاٹ کر جاتے ہیں۔ آپ اس معاملے کو ساری دنیا کے اندر اچھالتے ہیں۔ کیا ہم لوگوں کی عزت نہیں ہے، کیا ہمارا کوئی مقام نہیں ہے؟ ایک سچی خبر کا پتا ہونے کے باوجود نہ صرف وہ خبر دے دی جائے بلکہ اس کو چھاپ دیا جائے، جیو نیوز پر چلا دیا جائے، ہمیں آپ انسان نہیں سمجھتے؟ صرف میری آپ سے یہی درخواست ہے کہ آپ مہربانی فرمائیں کیونکہ آپ اس House کے Custodian ہیں، ہماری عزت، ہماری ناموس کی آپ حفاظت کرنے والے ہیں لہذا آپ سے درخواست ہے اور آپ کی وساطت سے ان سے درخواست ہے کہ خدارا! اپنے رویے میں تھوڑی سی مثبت change لائیں۔ بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ کی اس وضاحت کے بعد اوپر بیٹھے پریس کے دوست اس کی تصحیح کر دیں گے اور آئندہ کے لئے اپنے اس نمائندے کو بھی ڈائریکشن دیں گے کہ اگر انہیں غلط فہمی ہوئی ہے تو اس کی درستی کریں اور اس کی وضاحت کر دیں۔ میں اس معاملے میں خصوصاً آپ کو بھی مبارکباد دینا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر رحمت کی ہے۔ یہ خبر غلط اور جھوٹی ہے تو اللہ تعالیٰ نے مہربانی کی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب یہاں تشریف رکھتے ہیں پچھلے اجلاس میں انہوں نے پنجاب یونیورسٹی کی اڑھائی ہزار کنال زمین پر ایک پرائیویٹ لمیٹڈ کمپنی بنانے کے

بارے میں ایک تحریک التوائے کار پیش کی تھی جس کے بارے میں معزز وزیر تعلیم نے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ وہ اگلے سیشن میں اس پر بات کریں گے اور اس کا تفصیلی جواب دیں گے۔ اس بارے میں مہربانی فرما کر بتا دیں کہ کب بات ہوگی اور میں شیخ علاؤالدین صاحب سے بھی درخواست کروں گا کہ وہ بھی اپنی بڑی اہم نوعیت کی تحریک التوائے کار پر صوبائی وزیر تعلیم کی توجہ ضرور دلائیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ میں تحاریک التوائے کار شروع کر لوں۔ پہلی تحریک التوائے کار سید احسان اللہ وقاص صاحب کی نمبر 376 ہے جو کہ pending ہو گئی ہے۔ اگلی تحریک نمبر 537 رانا ثناء اللہ خان، ارشد محمود بگو، شیخ اعجاز احمد اور دیگر معزز ارکان کی جانب سے پیش ہو چکی ہے اور آج تک pending تھی۔

گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد کے وائس چانسلر کو کروڑوں روپے کی کرپشن کے باوجود تبدیل نہ کرنا

(---جاری)

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس تحریک کا نمبر 537 ہے۔ یہ جی سی یونیورسٹی فیصل آباد کے وائس چانسلر سے متعلق ہے اور اس کا جواب وزیر تعلیم نے دینا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر فار ایجوکیشن!

وزیر تعلیم: شکریہ۔ جناب سپیکر! تھوڑا سا جواب میں پڑھ دیتا ہوں پھر اس کے بعد اس کی انکوائری وغیرہ اور current situation کے بارے میں زبانی بتاؤں گا۔

جناب سپیکر! جواب میں یہ عرض ہے کہ گورنر پنجاب جو کہ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی کے چانسلر بھی ہیں، نے اس واقعہ کی حقیقت کو جاننے کے لئے ایک ذمہ دار آفیسر سے انکوائری کروائی۔ دوران انکوائری ہر پہلو کا تفصیلی جائزہ لیا گیا اور تمام متعلقہ افراد کے بیانات قلمبند کئے گئے۔ بیانات کی روشنی میں وائس چانسلر گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد پر لگائے گئے اخلاقی الزامات کی تصدیق نہ ہو سکی۔ رپورٹ کی کاپی لف ہے۔ مروجہ قوانین کے مطابق یونیورسٹی کا آڈٹ ہر سال باقاعدگی سے ہو رہا ہے۔ محکمہ ہذا مالی امور کے ضوابط کی پابندی کی خاطر رواں مالی سال آڈٹ بھی کروائے گا۔

جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے میں معزز محرک کی خدمت میں یہ پیش کروں گا کہ جب یہ خبر اخباروں میں آئی تو اس سے کافی زیادہ unrest یہاں پر ڈیپارٹمنٹ میں بھی create ہوا اور اس کو ایک دم ہم نے اس کی cognizance لینا شروع کی تو یہ طے پایا گیا کہ چانسلر ایک ذمہ دار شخص کی سربراہی میں انکوائری ٹیم بنا دیں اور ایڈیشنل سیکرٹری گورنر ہاؤس ڈاکٹر احمد کمال خان وہاں پر کیمپس میں گئے اور ہر سیکشن اور ہر سیکٹر سے وہاں پر ملاقات کی۔ وہ فیکلٹیز بھی جا کر ملے، وہ ایڈمنسٹریٹر سے جا کر ملے، والدین سے بھی جا کر انہوں نے ملاقات کی اور الزام لگانے والی بچی سے بھی ملاقات کی اور اس ہاسٹل کے وارڈن سے بھی تفتیش کی جہاں بچی رہتی ہے اور پھر بچی کی کلاس فیلوز اور کولیگ سے بھی جا کر بات کی اور بچی کے بھائی سے ملاقات کی اور اس کے بعد بڑی ہی تفصیلی رپورٹ جو کہ پانچ، دس صفحات پر مشتمل ہے میرے پاس یہاں پر موجود ہے اور اگر آپ چاہیں تو میں اس کو پڑھ بھی سکتا ہوں۔

جناب سپیکر! Fact finding of the incident occurring in the Government College University Faisalabad on 24-05-2006 کے بارے میں ایک پوری تفصیلی رپورٹ دے دی گئی ہے۔ ہم کوشش یہ کرتے ہیں کہ ایسے معاملات کیمپس میں occur نہ ہوں اور اس قسم کے اداروں کی reputation بڑی مشکل سے بنتی ہے اور اسے کھونے میں صرف تھوڑا ہی ٹائم لگتا ہے۔

جناب سپیکر! یہ بچی جس کا نام گل افشاں ہے یہ Law کی طالبہ ہے جو کہ خدیجہ ہاسٹل کے روم نمبر 6 میں رہتی تھی اور ڈی پی او کے پاس بھی جا کر ملاقات کی گئی اور اس سے پوچھا گیا کہ بتائیے کہ واقعات کیا ہیں اور ساری تفتیش کی گئی۔ To cut it short پتا یہ چلا کہ as such کوئی ایسا حادثہ نہیں ہوا۔ یہ بچی خود چل کر وائس چانسلر کے دفتر میں گئی اور انہوں نے change of room کے لئے request کی اور پھر نکلتے ساتھ ہی انہوں نے ڈی پی او کو ایک درخواست دے دی کہ انہوں نے مجھے harassment کی کوشش کی یا مجھ سے تھوڑا سا misbehave کرنے کی کوشش کی اور پھر ان کے ایک سٹوڈنٹ کولیگ نے علاقہ کے ایم این اے کو درخواست دے دی اور پھر یہ معاملہ تھوڑا سا political بن گیا اور پھر وہاں پر سٹوڈنٹس اکٹھے ہو گئے لیکن اگر اب آپ وہاں کیمپس میں جائیں تو آپ کو کوئی unrest situation نہیں ملے گی اور بچی کی initial demand جو تھی یعنی change of room وہ بھی وائس چانسلر نے کر دی ہے۔ میں نے ذاتی

طور پر بھی وائس چانسلر کو بلایا اور انکوائری ٹیم کے ممبر جو ہیڈ کر رہے تھے جناب ڈاکٹر احمد کمال سے بھی میں نے بات کی اور پولیس والوں سے بھی میں نے خود بات کی کیونکہ یہ بہت sensitive معاملہ تھا ہم ہرگز نہیں چاہتے کہ بچیاں جو امانتاً ہمارے اداروں میں رہتی ہیں وہاں آکر پڑھتی ہیں اور خاص طور پر یونیورسٹی سیکٹر میں اس قسم کے معاملات بالکل نہ ہوں لیکن تفتیش کے بعد پتا یہ چلا کہ وہاں پر کوئی ایسا معاملہ پیش نہیں آیا پھر ہم نے تمام faculties اور تمام Deans اور تمام ٹیچرز سے ملاقات کی ہم نے ان کی بھی رپورٹ لی جو اس وقت میرے پاس ہے۔ میں اس میں mover کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ آپ نے نشاندہی بالکل صحیح کی ہے جو آپ نے اخبارات کے ذریعے پڑھ کر یہاں پر Adjournment Motion کے حوالے سے پیش کی۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے mover کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ ایک تو یہ specific incident ہے جس کا ہم نے نوٹس لیا اور ساری ہم نے تفتیش کی لیکن اس کے علاوہ as a whole خدانخواستہ ایسے حالات ہوں یا ہمارا کوئی بھی گورنمنٹ آفیسر کسی بھی irregularity میں شامل ہو تو ہم اس کو بالکل نہیں چھوڑیں گے اور جو بھی rules and procedures ہیں اس کے مطابق سزا بھی دیں گے اور جو ہمارا قانون قاعدہ ہے اس کے مطابق انشاء اللہ تعالیٰ فیصلہ کریں گے۔

میری آپ کے ذریعے mover سے یہ استدعا ہے کہ انہوں نے ایک اہم واقعہ کی نشاندہی کی اور Adjournment Motion یہاں آئی ان کی Adjournment Motion دائر ہونے سے پہلے ہی ہم نے پوری انکوائری کی اس لئے میری honourable member سے یہ گزارش ہوگی کہ اس کے بارے میں وہ مجھ پر یقین رکھیں کہ جو بھی انکوائری ہے یا جو بھی ہم نے take up کیا ہے اس میں نہ تو ہم ظلم ہونے دیں گے اور نہ ہی کسی سٹوڈنٹ سے زیادتی ہونے دیں گے اور جس کا جتنا right بنتا ہے ہم اس کے right کو safeguard بھی کریں گے اور یہ equally applicable ہوگا۔ ہم وائس چانسلر کو بھی humiliate نہیں کریں گے اور نہ ہی کسی سٹوڈنٹ کی خدانخواستہ عزت میں کوئی کمی آنے دیں گے۔ یہ انکوائری ہم نے بڑے غور سے اور focus سے کی ہے اس لئے میری آپ کے ذریعے استدعا ہوگی کہ مزید اگر یہ اس کو پریس نہ کریں تو میں ان کا شکر گزار ہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ اعجاز صاحب!

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! مجھے انتہائی افسوس ہے کہ وزیر موصوف کو جو جواب ڈیپارٹمنٹ سے ملا وہ انہوں نے پڑھ کر ہاؤس میں سنا دیا اور جو اتنا بڑا واقعہ ہوا اور انہوں نے کہا کہ وہ جو بچی ہے، ہم تمام لوگ جو یہاں پر بیٹھے ہیں تمام بیٹیوں والے ہیں، تمام بہنوں والے ہیں کوئی بچی یہ نہیں چاہتی انہوں نے اپنے جواب میں فرمایا کہ بچی کا کمرہ تبدیل کر دیا گیا ہے اور اس کی خواہش کو پورا کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! آپ یہ سوچیں کہ کوئی بچی اپنا کمرہ تبدیل کروانے کے لئے جو ادارے کا سربراہ ہے اس پر یہ الزام لگا سکتی ہے کہ ادارے کے سربراہ نے اپنے کمرے میں بلا کر اس پر وہ گندی attempt کرنے کی کوشش کی جس سے پورے فیصل آباد کے اندر تشویش کی لہر دوڑ گئی اور ایک بیٹی جو وہاں پر تعلیم حاصل کرنے کے لئے جا رہی ہے اس کے ساتھ وائس چانسلر وہ حرکت کرنے کا مرتکب ہوا ہے جو کہ بالکل ناقابل معافی ہے اور اس نے اپنے ریٹائرنگ روم میں، جب یہ واقعہ پیش آ گیا اس کے بعد چونکہ وہ کالج میرے حلقہ میں ہے اور جب وہ کالج ہوا کرتا تھا میں اس کا old student رہا ہوں میں Old Student Association کا سیکرٹری رہا ہوں اور وہاں جتنے اساتذہ اکرام ہیں وہ میرے بھی استاد ہیں اس یونیورسٹی کے ساتھ یا اس کالج کے ساتھ میری نہ صرف ہمدردی ہے بلکہ دلی لگاؤ ہے کیونکہ وہ میرا مادر علمی ہے۔

جناب سپیکر! یہ چھ ماہ سے، سال سے، ڈیڑھ سال سے فیصل آباد کے اندر یہ کہانیاں چل رہی ہیں کہ وائس چانسلر کرپٹ آدمی ہے وہ morally بھی کرپٹ ہے اور financially بھی کرپٹ ہے لیکن کسی نے اس بات کا ایکشن نہ لیا اور یہ معاملات چلتے رہے آہستہ آہستہ یہ ہوا اللہ تعالیٰ کا اپنا ایک نظام ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک بندے کی جو ظالم ہوتا ہے، جو کرپٹ ہوتا ہے اس کی رسی ڈھیلی کرتے ہیں ایک وقت کے لئے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا اپنا ایک نظام ہے کہ جیسے کہتے ہیں کہ ہر فرعون کے لئے اللہ نے موسیٰ پیدا کیا ہے تو اس بچی نے ہمت کر کے اس کی گندی حرکت کو اور اس کے اس گھناؤنے کردار کو جو وہ ایک انتہائی اہم ادارہ کے اندر جو تعلیمی ادارہ ہے اس کے اندر وہ انجام دے رہا ہے اس کو اس بچی نے expose کیا وہ معاملہ اخبارات کی زینت بنا۔

جناب سپیکر! فیصل آباد کا ہر طبقہ احتجاج پر ہے وہاں پر تمام سیاسی جماعتوں نے جی سی یونیورسٹی کے باہر اپنے کیمپ لگائے، لوگوں نے بھوک ہڑتال کی کال دی، انجمن تاجران کے لوگ وہاں پر، جو ماں باپ ہیں سوچیں کہ وہاں پر یہ واقعہ ہو اور ماں باپ کے اندر کیا لہر دوڑی ہو گی کہ ان

کی بیٹیاں یونیورسٹی میں تدریس اور تعلیم کے لئے جاتی ہیں اور ان کے ساتھ وہاں پر بیٹھا ہوا ایک بھیڑیا جس کو ڈاکٹر آصف اقبال کہتے ہیں وہ ان کے ساتھ ایسی حرکت کرتا ہے۔

جناب سپیکر! میں پوری ذمہ داری کے ساتھ بات کرتا ہوں کہ یہ وہ واقعہ ہے جو expose ہو چکا ہے اصل میں صوبہ پنجاب کی ایک اعلیٰ ترین شخصیت اس شخص کے back پر ہے اور یہاں پر فیصل آباد کے اراکین صوبائی اسمبلی ہیں ان سے بھی پوچھیں میں نے تحریک التوائے کار پیش کرنے سے پہلے یہاں وزیر اعلیٰ پنجاب کی موجودگی میں حلفاً بات کی کہ جناب میں حلفاً پوائنٹ آف آرڈر raise کر رہا ہوں لیکن اس پر کوئی عمل نہیں ہوا۔ میں نے لاء منسٹر صاحب سے بات کی انہوں نے مجھے کہا کہ میں انشاء اللہ تعالیٰ کوشش کرتا ہوں۔ میں نے چودھری ظہیر صاحب سے بات کی کہ آپ فیصل آباد شہر کے ہیں خدا کا خوف کریں ایک بھیڑیا نما گندا انسان وہاں پر بیٹھا ہوا ہے اس کو باہر نکالیں۔ چودھری ظہیر صاحب موجود نہیں ہیں انہوں نے اجلاس کے تیسرے دن مجھے کہا کہ شیخ صاحب میں نے اپنے طور پر investigation کی ہے چودھری ظہیر صاحب اگر یہاں پر ہوتے تو وہ اس بات کی تصدیق کرتے انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے طور پر اس بات کی تصدیق کی ہے کہ وہ بندہ واقعی morally کرپٹ ہے اور financially بھی کرپٹ ہے آپ مجھے تھوڑا سا ٹائم دیں انشاء اللہ تعالیٰ میں اس کو نکال دوں گا۔

جناب سپیکر! جیسے ایجوکیشن منسٹر صاحب نے یہاں فرمایا ان کی اپنی مجبوریاں ہیں۔ جب یہ وقفہ سوالات میں ایجوکیشن پر بات کر رہے تھے تو ان کی باڈی لینگویج بالکل ایسے تھی کہ ہم یہ کر رہے ہیں، ہم وہ کر رہے ہیں، ہم نے missing facility میں یہ کیا لیکن اب آپ نے ان کی باڈی لینگویج ملاحظہ کی ہے ان کی مجبوری کے باعث انہوں نے سارا جواب شرم سے پڑھا ہے اور آہستہ آہستہ انہوں نے اس کو پڑھا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ ذمہ داری سے بات کرتا ہوں اور میں کلمہ پڑھ کر کہتا ہوں لاآلہ الااللہ محمد رسول اللہ کہ میرا وائس چانسلر کے ساتھ کوئی ذاتی جھگڑا نہیں میری کبھی ان کے ساتھ تو تکار نہیں ہوئی۔ اگر اس کلمے کے بعد بھی آپ یہ محسوس کریں کہ میں نے یہ Adjournment Motion غلط دی ہے تو یہاں پر رانا ثناء اللہ خان صاحب کا نام سب سے اوپر ہے، ارشد محمود بگوان کا تعلق سیالکوٹ سے ہے، رانا آفتاب خان ہیں، ملک نواز ہیں، ملک اصغر علی قیصر، ڈاکٹر اسد معظم، راجہ ریاض احمد، جناب محمد ریاض شاہد، جہانزیب امتیاز گل، محترمہ خالدہ منصور۔ یہ اتنے زیادہ ممبر جو اس موشن کو

moveکر رہے ہیں کیاان سب کا مؤقف غلط ہے، کیا ہم لوگ اتنے گئے گزرے ہیں کہ ہم ایک بیٹی کواس معزز ایوان میں رسوا کرنے کے لئےAdjournment Motionپیش کریں گے ؟ہر گز نہیں۔اس کے اتنے قصے اور کہانیاں ہیں مجھے شرم محسوس ہوتی ہے کہ پھر وہی بات ہوتی ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ اداروں کاتقدس بحال رہے لیکن اداروں کاتقدس پامال کرنے والے ایسے غیر اخلاقی اور اخلاقیات سے گرے ہوئے لوگوں کو جب آپ وہاں پر رکھیں گے اور صوبہ پنجاب کی ایک اعلیٰ شخصیت اس کی پشت پناہی کرے گی۔ مجھے افسوس ہے کہ اس شخصیت کا جواس وقت گورنر کے اعلیٰ عہدے پر متمکن ہیں ان کا تعلق بھی فیصل آباد سے ہے وہ بھی خدا کا خوف کریں ان کی بھی بیٹیاں ہیں،ان کی بھی بہنیں ہیں کہ یہ فیصل آباد کے اندر جو گل کھلائے جارہے ہیں۔

جناب سپیکر!یہ تو بات ہے اس کےmoral corruptionکی،اب اس کی financial corruptionجو یہ کہتے ہیں کہ وہ بالکل پاک ہے۔یہ میں آپ کو دکھاتا ہوں۔یہ میرے پاس ثبوت ہے۔یہ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ 9-06-2004کو وائس چانسلر جی سی یونیورسٹی کو احمد رضارامے صاحب پراجیکٹ ڈائریکٹر لیٹر لکھتے ہیں میں دولائنیں پڑھ دیتا ہوں۔

DEAR DR ASIF IQBAL KHAN: Thank you for sparing the time of meeting at your residence on yesterday. I enjoyed our conversation and after talking with you and Miss Afia. I have much clearly understanding of your working process. Keeping in view our discussion and subsequent decision of God. Go ahead for the stakeholders of the project Miss Afia...

یہ مس عافیہ جو ہیں یہ

She is the real daughter of V.C Dr. Asif Iqbal. Miss Afia Asif as decided will act as Consultant Fine Arts to M.S. College of Professional under your guidance the responsibilities include preparation of course out line agreement teaching staff and other academic issues of the board disciplines.

یہ احمد رضارامے لیٹر لکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں نے آپ کے گھر میں بیٹھ کرdiscussionکو بڑاenjoyکیااور جو وہاں پرdecide ہوا کہ آپ کی بیٹی مس عافیہ آصف کو اس پراجیکٹ میں

بطور کنسلٹنٹ لیا جاتا ہے۔ اس کو پھر پچاس ہزار روپے میں کنسلٹنٹ بھرتی کرتے ہیں۔ اس کے بعد آپ ملاحظہ فرمائیں کہ یہ میرے پاس ایک صفحہ ہے۔ اس کے اوپر دستخط ہیں، آپ اس کی تصدیق کروائیں۔ میرے پاس دوسری دستاویزات بھی ہیں۔ اس پر جو کنسلٹنٹ کی pay ہے، ان کی بیٹی جو ہے وہ کنسلٹنٹ کے طور پر پڑھاتی بھی نہیں ہیں اور وائس چانسلر وہ پچاس ہزار روپیہ لے لیتے ہیں۔ یہ ان کے دستخط ہیں اور یہ وہ لیٹر ہے جو گھر میں بیٹھ کر بلا کر ایک بندے کو کہتا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد لاہور کا ایک عرفی ہاشمی نامی شخص ہے اور یہ وہ شخص ہے جو گورنمنٹ کالج یونیورسٹی ملتان اور ملتان کالج سے بدنام زمانہ ہونے کے ناتے سے اس کو نکالا گیا۔ اس شخص کو ڈاکٹر آصف وہاں پر لے کر جاتے ہیں بلکہ میرا بالکل دل نہیں کر رہا کہ میں اس کے لئے جمع کا صیغہ استعمال کروں۔ وہ اس کو وہاں پر لے کر جاتا ہے اور وہاں پر عرفی ہاشمی کے ساتھ ایک ایگریمنٹ sign کیا جاتا ہے۔ اس میں فرسٹ پارٹی ڈاکٹر آصف اقبال وائس چانسلر جی سی یونیورسٹی فیصل آباد ہے اور اس کے ساتھ ایگریمنٹ کرتا ہے۔ یہ ایجنڈا آئٹم نمبر 23 ہے۔

Agreement between G.C. University Faisalabad and strategies for introduction of various programmes.

اس میں سنڈیکیٹ نے یہاں پر لکھا ہوا ہے کہ سنڈیکیٹ اس کو nul and void قرار دیتی ہے کہ وائس چانسلر گورنمنٹ کالج یونیورسٹی اس بندے کے ساتھ ایگریمنٹ کر رہا ہے جس کو یہ لاہور سے لے کر گیا اور اس میں یہ fifty percent کا پارٹنر ہے لیکن سنڈیکیٹ کی مخالفت کے باوجود کہ سنڈیکیٹ نے کہا کہ آپ LUMS University سے اس کے سارے پروگرامنگ کا ایگریمنٹ کریں لیکن جی سی یونیورسٹی کا وائس چانسلر LUMS University کے ساتھ کرنے کی بجائے کہ جس کی اپنی ایک repute ہے اور وہ knowing ادارہ ہے وہ ایگریمنٹ strategies کے ساتھ کرتا ہے۔ آپ یہ دیکھیں کہ کرپشن اور دیدہ دلیری کی انتہا ہے کہ پہلے وائس چانسلر ایک فرم کا fifty percent کا پارٹنر بنتا ہے اور اس کے بعد اسی فرم کو کروڑوں روپے کا ایگریمنٹ دیتا ہے۔ ساڑھے چھ کروڑ روپے کا اس پروگرام میں گھپلا ہے۔ اس کے علاوہ وزیر تعلیم صاحب وہاں پر تین چار عمارتوں کو demolish کیا گیا اس کا ملبہ ساڑھے تین لاکھ روپے کا بغیر ٹینڈر اور بغیر اشتہار کے وہ دے دیتا ہے اور وہی ملبہ ایک ٹھیکیدار وہیں پر پڑا ہوا 29 لاکھ کا خریدتا ہے۔ یہ میرے پاس ایک پوری فائل ہے جس میں میرے پاس تمام ثبوت ہیں کہ وہ financially corrupt ہے۔ میرا یہ مطالبہ ہے

کہ آپ اس پر فوری طور پر ایکشن لیں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ جب اس تعلیمی ادارے کے سربراہ کے اوپر اتنا بڑا question mark آیا کہ قوم کی بیٹیوں اور بیٹوں نے، وہاں پر موجود طلباء اور طالبات نے اس کے خلاف جلوس نکالا۔ دھوبی گھاٹ کے میدان کے باہر اس کا پتلا جلایا گیا تو اس کو فوری طور پر dismiss کرنا چاہئے تھا لیکن ہوا یہ کہ وہ بھیڑیا وہاں پر بیٹھا ہوا ہے اور وزیر تعلیم صاحب جو فرما رہے ہیں، انھوں نے کہا کہ احمد کمال صاحب گئے ہیں، وہ گورنر صاحب نے بھجوائے ہیں۔ احمد کمال صاحب وہاں پر گئے ہیں اور انھوں نے جا کر انکوائری کی ہے۔ انھوں نے کہا ہے کہ وہ طلباء سے بھی ملے ہیں، ان کے جو ہوسٹل کے طلباء ہیں ان سے بھی بات کی ہے۔

جناب سپیکر! میں نے یہ جو arguments آپ کے سامنے رکھے ہیں، اس کے بعد میں ایک اور argument اس معزز ایوان کے سامنے رکھنے لگا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ نے کافی arguments دے دیئے ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! ایک argument، میری پہلے بات سن لیں، میری ایک بات سن لیں۔ ایک argument میں اور رکھنے لگا ہوں۔ وزیر تعلیم صاحب ذرا تشریف رکھیں۔ یہ اتنا sensitive اور اہم issue ہے کہ اس کو جس طرح پہلے تمام issues بلڈوز ہو جایا کرتے ہیں، آج اس کو بلڈوز نہیں ہونے دینا۔ میں یہ ذمہ داری کے ساتھ بات کرتا ہوں کہ آج تک میں نے اپنی تمام زندگی میں جب سے میں نے شعور کی منزل میں قدم رکھا ہے آج تک میں نے قرآن پاک اٹھا کر کسی بات کا حلف نہیں دیا لیکن آج میں اس معزز ایوان میں اور اس معزز ایوان کو گواہ بنا کر اس ایوان کے اندر میں نے قرآن پاک منگوایا ہوا ہے وہ میں ہاتھ میں پکڑ کر حکمرانوں کے دلوں کو جھنجھوڑنا چاہتا ہوں۔

(چیمبر اٹنڈنٹ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ مجھے قرآن پاک پکڑائیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: قرآن پاک اس چیز کے لئے نہیں ہے۔

معزز ممبران: ایسا نہیں ہونا چاہئے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس issue پر میں نے کلمہ پڑھ کر کہا ہے۔ میں اس کا فیصلہ اب ایوان پر چھوڑتا ہوں۔ معزز ایوان اور چیئر اس کا فیصلہ کرے۔ میں قرآن پاک اپنے arguments کی دلیل میں ساتھ لے کر آیا ہوں۔ مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ

مجھے اس حد تک جانا پڑ رہا ہے وہ اس لئے کہ اس مسئلے کو فوری طور پر حل کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ نے جب قرآن پاک کا ذکر کیا، سمجھو آپ نے قرآن پاک پر ہاتھ رکھ لیا۔ قرآن پاک اس سلسلے میں نہیں اٹھانا چاہیئے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں لے کر آیا ہوں اس لئے کہ اس معزز ایوان کو پتا چل جائے کہ میں اس مسئلے کو کس حد تک لے کر جانا چاہتا ہوں۔

چودھری محمد تسنیم ناصر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

چودھری محمد تسنیم ناصر: جناب سپیکر! میرے معزز دوست نے جتنا بھی واقعہ یہاں بیان کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر قرآن پاک کو ہاتھ میں لے کر حلف اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم جب اپنے اپنے علاقوں میں تقریریں کرتے ہیں تو ہم وہاں پر یہ وعدہ کر کے آتے ہیں کہ ہم نے ہر لحاظ میں چاہے کسی غریب کی بیٹی ہو، چاہے کسی امیر کی بیٹی ہو ہم نے آپ کی عزتوں کا تحفظ کرنا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ معزز وزیر صاحب یہاں پر بیٹھے ہیں، میرے خیال میں قرآن پاک سے آگے تو کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ ہم سب کو مل کر اس چیز کے خلاف قدم اٹھانا چاہیئے اور یہ ریت ڈالنی چاہیئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر جتنی بھی پریس گیلری بیٹھی ہے، میں ان سے بھی گزارش کروں گا کہ ہم نے یہ ثابت کرنا ہے کہ الحمدللہ ہم لوگوں کے ضمیر زندہ ہیں اور یہ ایک چاہے کسی مڈل کلاس کی بیٹی ہو، چاہے کسی امیر کی بیٹی ہو میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہاں پر کسی غریب کی بیٹی بھی ہو تو اس کی عزت اتنی ہی ہے جتنی ایک معزز ممبر کی بیٹی کی ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ چاہے اس بندے کو سی۔ ایم نے تعینات کیا ہو، چاہے پریذیڈنٹ پرویز مشرف صاحب نے تعینات کیا ہو، چاہے کسی گورنر صاحب نے تعینات کیا ہو اس کو فوری طور پر dismiss کرنا چاہیئے۔ شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے جو شیخ اعجاز صاحب نے یہاں پر باتیں کیں اس حوالے سے کچھ عرض کروں گا۔ دراصل یہ واقعہ ہی ایسا ہے کہ اس کو کوئی فخریہ انداز میں پیش کرنے کی تو بات ہی نہیں ہے اس لئے میں خود بھی تھوڑا ساڈسٹرب تھا اور جب سے یہ اخبارات میں واقعہ آیا تو disturbance جو تھی وہ چل رہی تھی۔

جناب سپیکر! اگر میری باڈی لینگوئج کہہ لیں کہ کوئی فخریہ نہیں تھی تو میں کوئی چیز چھپا نہیں رہا۔ یہ آپ یقین رکھئے کہ آپ کے کسی بھی ایک مجبور خاتون کے بارے میں جو احساسات یا جذبات ہیں ہم بھی انہی جذبات کے مالک ہیں اور ہم بھی انہی جذبات کا اظہار کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! صورتحال یہ ہے کہ ایک واقعہ ہوا۔ اس واقعے کی تحقیق و تفتیش کے لئے گورنر ہاؤس سے ایک ایڈیشنل سیکرٹری گیا اور وہ ساری رپورٹ لے آیا۔ ایک تو یہ آپ کے سامنے میں نے پیش کیا ہے۔ اب صورتحال یہ ہے کہ ایک انکوائری ہوگئی اور اس انکوائری میں وہاں پر یہ کہا گیا کہ کوئی بھی معاملہ وہاں پر ایسا نہیں ہوا۔ اب چونکہ اس موقع پر میں موجود تھا شیخ صاحب موجود تھے اور نہ ہی کوئی اور ممبر موجود تھا۔ آپ جب بھی کوئی تفتیش یا انکوائری کرتے ہیں تو اس میں evidences بڑی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ ایک صورت تو یہ ہوتی ہے کہ جب ہمیں موقعے کی پوزیشن کا پتا نہیں چلتا تو ہم یہاں سے کوئی ٹیم بھیجتے ہیں جو کہ وہاں جاکر حالات کا جائزہ لیتی ہے۔

جناب سپیکر! اس حوالے سے ایک development یہ ہوئی ہے کہ ڈاکٹر نثار، ایم این اے صاحب کا بھی ان صاحب کے ساتھ کوئی clash ہوا، argument ہوا ہے جس کے حوالے سے انھوں نے قومی اسمبلی میں ان کے خلاف تحریک استحقاق جمع کروادی ہے۔ اس تحریک استحقاق کا جواب ہم نے یہاں سے منظور کر کے گورنر صاحب کو بھجوایا اور گورنر صاحب نے آگے ہائر ایجوکیشن کمیشن کو بھجوایا ہے۔ وہاں وفاق میں اس تحریک استحقاق کو ہائر ایجوکیشن کمیشن treat کر رہا ہے۔ اب اس تحریک استحقاق پر کیا فیصلہ ہوتا ہے وہ قبل از وقت ہے۔ شاید وہ ہمیں بھی اس بارے میں کوئی اطلاع دیں۔ یہاں پر شیخ صاحب نے جو بات کہی ہے اور انھوں نے اپنی بات کی صداقت کے لئے قرآن اٹھانے کا ذکر فرمایا۔ جناب ہمارے لئے تو آپ کا word of mouth ہی بڑا honourable ہے۔ قرآن تو بہت بڑی بات ہے۔ یہاں میں بطور وزیر نہ تو حقائق کو چھپا رہا ہوں، نہ میں کسی ظالم انسان یا بھیڑیے کو بچانے کی کوشش کر رہا ہوں اور نہ ہی میں کسی غلط واقعے کو صحیح بتانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ میں تو خود حقائق کا متلاشی ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ میرے کسی اقدام سے کسی کے ساتھ کوئی زیادتی نہ ہونے پائے۔ apparently تو سب ہی innocent ہوتے ہیں جب تک کہ کوئی guilty ثابت نہ ہو جائے۔

جناب سپیکر!اس کی تیسری صورت یہ بھی نکل سکتی ہے ، ہاؤس کا بھی اس پر consensusبن رہا ہے کہ ہم دوبارہ سے کچھ اشخاص کو انکوائری کے لئے بھیج دیں۔اگر آپ یہ کہیں کہ میں directlyاس کو suspendکردوں تو سرکار میں ایسا نہیں ہو سکتا۔یہاں رولز ہیں، پروسیجرز ہیں۔آپ کو دوسری sideکو بھی ضرور سننا پڑے گا۔یہ E & Dرولز ہیں کہ آپ پہلے Show Cause Noticeدیتے ہیں،اسے سنتے ہیں پھر کوئی کارروائی کی جاتی ہے چونکہ سرکار میں کام کرنے کا ہمارا بھی ایک disciplineہے،ایک پروٹوکول ہے۔اگر گورنر ہاؤس سے کوئی انکوائری ٹیم گئی ہوئی ہے تو پھر اس کی findingsکا انتظار ہمیں کرنا پڑے گا۔بہر حال آپ ہمیں جو حکم دیتے ہیں، ہاؤس یہاں پر جو فیصلہ کرے ہم اس پر عمل کریں گے۔میں یہاں پر یہ ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ ہم اس کی دوبارہ سے انکوائری کروانے کے لئے تیار ہیں۔آپ جو ممبر نامزد فرمائیں ان سے انکوائری کروالیتے ہیں۔میں تو اس حد تک بھی جانے کے لئے تیار ہوں کہ آپ بے شک ہاؤس کی کوئی کمیٹی بنادیں، یہ زیادہ بہتر ہوگا تاکہ یہاں پر شیخ صاحب اور دوسرے معزز ممبران نے جو باتیں کی ہیں ان سے متعلق حقائق کو سامنے لایا جا سکے اور اس مجبور عورت ، اس مجبور طالبہ اور اس کے والدین کو یہ پتا چل سکے کہ ہم ان کے ساتھ ہیں۔ان کو یہ confidence جانا چاہئے کہ ہم یہاں پر بچوں کے مستقبل کی حفاظت کے لئے بیٹھے ہیں۔مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا،آپ کمیٹی بنائیے۔انشاءاللہ اس کمیٹی کے ساتھ ہم پورا تعاون کریں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر!شیخ اعجاز صاحب نے جو بات کی ہے اور پھر اپنی بات کی سچائی پر انھوں نے جس حد تک جا کر اس ہاؤس کو یقین دلانے کی کوشش کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ شیخ اعجاز صاحب نے جو حقائق، جو دلائل پیش کئے ہیں ان کی سچائی پر انھیں سو فیصد یقین ہے۔وزیر تعلیم صاحب نے بھی بات کی ہے۔اب اس بات کے دو پہلو ہیں۔ایک طرف ایک طالبہ ہے، ہماری بہن، بیٹی ہے اور دوسری طرف لفظ استاد ہے۔اب اس استاد کی حیثیت میں کوئی بھیڑیا جا کر بیٹھ گیا ہے، کوئی غلط آدمی جا کر بیٹھ گیا ہے اور وہ اپنی حیثیت کو غلط استعمال کر رہا ہے تو اس کا یہ actاس کی ذات تک ہے لیکن استاد کا لفظ بہر حال محترم ہے۔اب اس سلسلے میں ہم قطعی طور پر یہ بالکل نہیں چاہتے کہ کوئی یک طرفہ فیصلہ ہو، کوئی یک طرفہ اس قسم کا معاملہ ہو کہ جس سے دونوں اطراف کا impressionخراب ہو۔

جناب والا! اب اس میں دو تین حقائق ہیں۔ اس میں ایک حقیقت یہ ہے کہ اس آدمی کو گورنر ہاؤس کی مکمل تائید اور حمایت حاصل ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ پورے فیصل آباد میں اس بندے کے متعلق یہ impression ہے کہ وہ financially and morally کرپٹ ہے۔ یہ واقعہ اب پیش آیا ہے۔ اس سے پہلے وہ ڈیڑھ دو سال سے وہاں پر ہیں۔ اس قسم کی چھوٹی چھوٹی باتیں پورے شہر میں travel کرتی ہیں۔ اب میری معلومات یہ ہیں کہ وہ آدمی اگلے دو تین ماہ میں ریٹائر ہو رہا ہے۔ اس کی ریٹائرمنٹ کی تاریخ قریب آ رہی ہے۔ اب اگر ہاؤس کی کمیٹی بنا دی جائے تو اس کی رپورٹ بہت جلد بھی آئی تو وہ اگلے اجلاس میں آئے گی۔ میری اس سلسلے میں یہ گزارش ہے کہ وزیر تعلیم اور شیخ اعجاز صاحب بیٹھ جائیں، ہم بھی ان کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں۔ کوئی impartial integrity کے لوگوں پر مشتمل ایک کمیٹی بنا دیں۔ خواہ ان کا تعلق محکمہ سے ہو، اس معزز ہاؤس سے ہو، بے شک اس میں خواتین ممبرز میں سے بھی کسی کو شامل کر لیں لیکن یہ کمیٹی اپنی رپورٹ ایک ہفتے کے اندر ہاؤس میں پیش کرے۔ اگر اس معاملے میں اس سے زیادہ عرصہ لگا تو پھر اس میں ایکشن لینے یا نہ لینے کا کوئی فائدہ نہیں رہ جائے گا۔ within a week اس کی انکوائری کروائی جائے اور اس انکوائری کے نتیجے میں، اس کمیٹی کی جو بھی رپورٹ ہو وزیر تعلیم صاحب on behalf of Punjab Government اس پر عملدرآمد کروائیں۔ یہ فرماتے ہیں کہ چانسلر گورنر صاحب ہیں لیکن یہ ترامیم اس ہاؤس نے کی ہیں۔ تقریباً تمام یونیورسٹیوں کے Acts میں ترامیم وزیر تعلیم صاحب نے کروائی ہیں کہ گورنر بطور چانسلر bound ہے to act on the advice of the Chief Minister تو یہ on behalf of the Punjab Government اس کمیٹی کی رپورٹ پر عملدرآمد کروائیں۔ اس کمیٹی کے ممبران impartial integrity کے لوگ ہوں خواہ محکمہ تعلیم سے لئے جائیں، بیوروکریسی سے لئے جائیں، ہاؤس کے معزز ممبران ہوں یا وزیر تعلیم صاحب خود اس میں شامل ہو جائیں لیکن یہ کمیٹی اپنی رپورٹ within a week پیش کرے اور اس رپورٹ پر پنجاب حکومت عملدرآمد کروائے۔ ہم اس بابت یقین دہانی چاہتے ہیں کہ اس پر عملدرآمد کروایا جائے گا۔

محترمہ خالدہ منصور: جناب سپیکر! میرا تعلق فیصل آباد سے ہے اور اس واقعے کے حوالے سے میں بات کرنا چاہوں گی کہ وزیر تعلیم صاحب نے جو رپورٹ ایوان میں پیش کی ہے وہ حقائق پر مبنی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انھوں نے رپورٹ نہیں دی بلکہ انھوں نے تو صرف رپورٹ پڑھی ہے۔

محترمہ خالدہ منصور: جو بھی ہے وہ رپورٹ حقائق پر مبنی نہیں ہے۔ انھوں نے ایک لکھی لکھائی رپورٹ پڑھ دی ہے۔ جیسا کہ ہمارے ہاں روایت ہے کہ جب کوئی ایسا واقعہ ہو جاتا ہے تو کسی کو depute کر دیا جاتا ہے وہ جا کر ادھر ادھر سے پوچھ کر، جیسے حکومت چاہتی ہے ویسی رپورٹ بنا کر بھجوا دیتا ہے۔ اس واقعے میں بھی گورنر صاحب نے جیسے چاہا ویسی رپورٹ انھوں نے لکھ کر دے دی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ بندہ فیصل آباد میں بالکل بدنام ہے۔ اکا دکا واقعات میرے علم میں بھی آتے رہے ہیں۔ میرے حلقے میں یونیورسٹی کی کچھ طالبات رہتی ہیں۔ انھوں نے مجھے بار بار آ کر بتایا کہ ہمارا وائس چانسلر ایسا ہے۔ آپ اس بات کی بھی انکوائری کروالیں۔ وہاں ایک کلاس ہے جس میں بچیاں زیادہ ہیں اور صرف ایک لڑکا ہے۔ وائس چانسلر اس کلاس میں گیا اور اس نے ان بچیوں کی موجودگی میں جو گفتگو اس لڑکے کے ساتھ کی میں وہ الفاظ، وہ باتیں یہاں بتانا نہیں چاہتی جو کہ طالبات نے مجھے آ کر بتائی تھیں۔ میں نہیں سمجھتی کہ وہ آدمی اس قابل ہے کہ اتنے بڑے ادارے کا اسے انچارج بنایا جائے جسے بات کرنے کا سلیقہ بھی نہیں ہے۔

جناب والا! ہمارا فیصل آباد شہر ایک روایتی شہر ہے۔ ہم ابھی اتنے ماڈرن نہیں ہیں کہ ہماری بچیوں کے سامنے اس طرح کی باتیں کی جائیں یا ان کو ایسے کہا جائے کہ تم نے شادی کہاں کرنی ہے، تم یہ ایسے کیوں کر رہی ہو، تمھارا کون دوست ہے؟ ہم لوگ ایسے نہیں ہیں۔ وہ آدمی بالکل قصوروار ہے، اس نے اس ادارے میں بڑا غلط ماحول بنا دیا ہے جو کچھ شیخ اعجاز صاحب نے کہا ہے وہ بالکل حقیقت ہے اور ہم یہ چاہتے ہیں، شہر فیصل آباد کے لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اس آدمی کو یہاں سے نکالا جائے۔ ورنہ وہ شہر سراپا احتجاج بنے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! آپ نے جو بات کی ہے، شیخ صاحب نے جو بات کی ہے اور باقی لوگوں کی جو رائے ہے وہ سب میرے ذہن میں ہے۔

محترمہ پروین سکندر گل: جناب سپیکر! اس وائس چانسلر کا track record بھی اچھا نہیں ہے۔ ہم نے جو سنا ہے اور جیسے اخباروں میں آ رہا ہے اگر آپ اس کا pervious ریکارڈ بھی چیک کروائیں تو آپ کو ٹھیک نہیں ملے گا۔ اس لئے میری گزارش ہے کہ ایک نے تو boldly یہ بات کہہ دی ہے لیکن پتا نہیں کتنی مجبور بچیاں ہوں گی جنھوں نے یہ بات نہیں کہی ہو گی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر!۔۔۔

MR. DEPUTY SPEAKER: Let me have a consensus of the House. Yes Baggo Sahib!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! آپ نے ہاؤس کا consensus ملاحظہ فرما لیا ہے کہ اس کے خلاف انکوائری hold کی جائے۔ میری صرف یہ درخواست ہے کہ انکوائری کمیٹی ہاؤس کے ممبران پر مشتمل ہو اور اس میں خواتین کو بھی شامل کیا جائے۔ میں مزید یہ گزارش کروں گا کہ جیسے رانا صاحب نے کہا ہے اس انکوائری رپورٹ کو ایک ہفتے کے اندر اندر یہاں پر بھیجا جائے اور اس پر حکومت پنجاب فوری ایکشن کرے۔ وزیر تعلیم یہاں پر assure کرائیں کہ انکوائری کی روشنی میں کمیٹی کا جو بھی فیصلہ ہوگا اس کو implement کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، عظمیٰ بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! بڑے افسوس کی بات ہے اور میں نہیں چاہ رہی تھی کہ میں بھی اٹھ کر بات کروں کیونکہ بہت بات ہو چکی ہے۔ اس ملک میں یہ بات develop کر دی گئی ہے کہ آپ ایک طرف تو عورت کی مظلومیت اور اس کے اختیارات کی بات کریں لیکن دوسری طرف جب کوئی مظلوم عورت اپنے حق کے لئے آواز بلند کرنا چاہے تو چاہے اس ملک کا صدر ہو وہ باہر جا کر کہے کہ آپ اپنے balance کے لئے ریپ کراتی ہیں۔ آج وزیر تعلیم نے exactly ان کی روایات اور پالیسیز پر عمل کیا اور بڑے آرام سے کہا کہ وہ تو بچی تھی وہ فلانی تھی۔ یہ ذرا اپنا دماغ اور دل استعمال کر کے بتائیں کہ کیا کوئی بچی اپنے اوپر غلط الزام لگا سکتی ہے، کیا یہ ممکن ہے کہ اس معاشرے میں ایک طالبہ بچی جس کا ابھی future decide ہونا ہے، جس کی ابھی شادی ہونی ہے کیا وہ اتنا بڑا غلط الزام اپنے اوپر لگائے گی؟ شرمناک بات یہ ہے کہ وزیر تعلیم صاحب out of the way جا کر اس وائس چانسلر کو favour کر رہے ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ وہ کیا چیز ہے۔ کیا وہ کوئی اتنی بڑی source able چیز ہے کہ آپ اسے ہٹا نہیں سکتے؟

جناب والا! آپ نے پورے ہاؤس کی consensus دیکھ لی ہے ہر ممبر کی یہ رائے ہے کہ اس جیسے وائس چانسلر کی ایسے تعلیمی ادارے میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ایک استاد تو باپ کی جگہ رکھتا ہے لیکن وائس چانسلر کی اس قسم کی گھٹیا حرکت؟ اگر یہ الزام بھی ہے تو میری گزارش ہے کہ جب اس آدمی پر سوال آگیا ہے تو اسے فوری طور پر برطرف کر دینا چاہئے چاہے اس کی سفارش پرویز

مشرف کی ہی کیوں نہ ہو۔ یہاں کوئی سفارش نہیں چلنے دی جائے گی۔

جناب والا! میں on the floor of the House کہنا چاہتی ہوں کہ اگر اس وی سی کو برطرف نہ کیا گیا اگر حکومت نے اس وی سی کے خلاف ایکشن نہ لیا تو میں سمجھتی ہوں کہ اس ایوان میں بیٹھی ہوئی دونوں اطراف کی عورتیں مل کر اس کے خلاف ایکشن تیار کریں گی۔ ہم ایسے بھیڑیے کو مزید ایسے کام کی اجازت نہیں دے سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے بی بی۔

محترمہ ستارہ فیاض: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بیگم ستارہ فیاض!

محترمہ ستارہ فیاض: جناب سپیکر! انھوں نے بیٹھے بٹھائے ہمارے وزیر تعلیم پر الزام لگا دیا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! اس کا جواب میں دوں گا۔ آپ اپنی بات کریں۔ اس چکر میں مت پڑیں۔

محترمہ ستارہ فیاض: ہمیں اس بات کا دکھ ہے لیکن انھیں اس طرح بات نہیں کرنی چاہئے۔ یہ اپنے گھر کو سنبھالیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس چیز کو چھوڑیں۔ آپ غیر ضروری بات مت کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! پورے ایوان میں یہ چیز decide ہو چکی ہے کہ عورت سب کے لئے قابل احترام ہے اور ہمارے منسٹر صاحب نے بھی کہا ہے کہ ہم اس واقعہ کی دوبارہ تحقیقات کروا لیتے ہیں۔ اسلام بھی کہتا ہے کہ کسی کو سزا دینے سے پہلے شہادت ضرور لیں ہم تو خود عورت کے تحفظ کی ضمانت دیتے ہیں۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! وہ میں نے فیصلہ کرنا ہے اور میں فیصلہ دے رہا ہوں۔ بی بی ہر چیز کو انا کا مسئلہ مت بنائیں۔ خدا کا خوف بھی کریں۔ ہم نے خدا کو حاضر ناظر جان کر جواب دینا ہے۔ Now I am going to take decision right now. میں ایجوکیشن منسٹر کو floor دینے سے پہلے لودھی صاحب کو بات کرنے کا موقع دیتا ہوں۔

وزیر خوراک: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے خیال میں اس ایوان میں اس issue پر اتنی بحث نہیں ہونی چاہئے۔ رانا ثناء اللہ صاحب نے یہاں پر ایک بہتر تجویز پیش کی ہے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں

کہ شیخ صاحب نے جب اتنی بڑی بات کر دی جب قرآن کریم کی بات ہو گئی تو اس کے بعد ہم خود بے ادب ہو رہے ہیں۔ جیسے رانا صاحب نے کہا ہے کہ procedure پورا کرنے کے لئے سات دن۔ میں سات دن کی بات نہیں کرتا میں کہتا ہوں کہ انکوائری کر کے وزیر تعلیم اس کی رپورٹ سوموار کو ایوان میں پیش کر دیں اور اس کا فیصلہ کر دیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: شکریہ۔ جناب سپیکر! I really appreciate your concern میں نے پہلے تین option کا ذکر کیا تھا۔ تحریک استحقاق جو قومی اسمبلی میں چل رہی ہے۔ گورنر کی انکوائری اور میں نے تیسری option یہ دی تھی کہ ہم بھی اسے initiate کر لیتے ہیں۔ اگر آپ اجازت دے دیں تو میں عرض کروں گا کہ میں نے ابھی چھ سات بندوں کی کمیٹی کے بارے میں سوچا ہے۔ اس کمیٹی کو ڈاکٹر شفیق صاحب head کریں گے کیونکہ ان کا تعلق فیصل آباد سے ہے۔ ڈاکٹر فرزانہ صاحبہ، شیخ اعجاز صاحب فیصل آباد سے، رانا ثناء اللہ صاحب فیصل آباد سے ہیں، گوندل صاحب پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، ایجوکیشن سیکرٹری، ایڈیشنل سیکرٹری اکیڈمک۔

MR. DEPUTY SPEAKER: I will not include any bureaucrat in this Committee.

MINISTER OF EDUCATION: Ok.

MR. DEPUTY SPEAKER: I will not include any bureaucrat in this Committee because you are above the bureaucrats.

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر تعلیم: ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں ایک دو خواتین ممبرز بھی ہونی چاہئیں اور اس کمیٹی میں ارشد لودھی صاحب بھی شامل ہوں گے۔ He is the senior most member and he should also be there.

وزیر تعلیم: جناب والا! تو پھر اس کمیٹی کو ارشد لودھی صاحب head کر لیتے ہیں۔ ممبران میں ڈاکٹر شفیق صاحب، ڈاکٹر فرزانہ صاحبہ، شیخ اعجاز صاحب، رانا ثناء اللہ خان صاحب اور گوندل صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! وزیر تعلیم نے جن ناموں کا ذکر کیا ہے مجھے ان پر کوئی اعتراض نہیں بلکہ اتفاق ہے لیکن میں یہ گزارش کروں گا کہ کیونکہ یہ ایجوکیشن سے متعلقہ ہے اس میں کمیٹی کی جو بھی observations ہوں گی، جو بھی اس کا فیصلہ ہو گا اس کی جو انکوائری رپورٹ ہو گی انھوں نے ہی اسے لے کر آگے چلنا ہے اس لئے اس کمیٹی کو وزیر تعلیم head کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ خود اس میں ہوں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! وزیر تعلیم اس کو head کریں اور کمیٹی کا جو فیصلہ ہو اس کی پوری ذمہ داری ان پر ہو اور یہ اس پر عملدرآمد کرائیں۔

MR. DEPUTY SPEAKER: Education Minister will be there very much.

اور اس میں تین لیڈیز بھی ہونی چاہئیں دو حکومتی بنچز سے اور ایک اپوزیشن بنچز سے۔

This is a very important issue and I want to take a decision on this.

وزیر تعلیم: جی، درست ہے۔

محترمہ پروین سکندر گل: جناب سپیکر! جیسے ابھی ہمارے وزیر صاحب نے کمیٹی کا فرمایا میری یہ تجویز ہے کہ ایجوکیشن کمیٹی موجود ہے جس میں حکومتی اور اپوزیشن دونوں اطراف سے اس کے ممبر ہیں۔

MR. DEPUTY SPEAKER: No, Bibi!I am constituting a special committee for this and it has nothing to do with Education Committee. This is a Special Committee and task is being given to the Special Committee. The House is going to see and judge him itself to take a decision and till then I am not disposing it of, I am pending this till the decision is taken.

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میری آخری humble submission ہے کہ آپ نے سپیشل کمیٹی

بنادی اس کی سر براہی لودھی صاحب کر لیں گے۔ اس کمیٹی کا جو بھی فیصلہ ہو گا میں اس پر implementکروادوں گا۔

MR. DEPUTY SPEAKER: Including yourself.

وزیر تعلیم: جناب میں تو حاضر ہوں۔ آپ time limitبھی دے دیں۔

MR. DEPUTY SPEAKER: Time limit will be very short.

وزیر زراعت: جناب والا! یہ بات نہیں ہے کہ اس کمیٹی کو میری سر براہی میں ہونا چاہئے یا کسی اور کی سر براہی میں ہونا چاہئے۔ بلکہ definiteبات یہ ہے کہ متعلقہ وزیر کو اس کمیٹی کا ہیڈ ہونا چاہئے اور اسی کا فیصلہ اسی وقت ہاؤس میں آنا چاہئے۔ یہ اصول اور ضابطے کی بات ہے۔ اگر میرے معزز دوست کہیں گے تو میں اس کمیٹی میں جانے کے لئے تیار ہوں لیکن اصولی طور پر he should head and I would go there. اور everybody will go there.

رانا ثناء اللہ خان: درست ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں ایجوکیشن منسٹر کو ہی اس کمیٹی کا ہیڈ مقرر کر لیں۔

Education Minister will be the head of that.

رانا ثناء اللہ خان: اور ممبران کو بھی آپ فائنل کر دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب والا! اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ ---

جناب ڈپٹی سپیکر: آواز نہیں آ رہی مائیک کو openکریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب والا! یہ مائیک خراب ہے میں ادھر آ جاتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کیا فرما رہے ہیں۔ آواز نہیں آ رہی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کمیٹی کے ممبران کا فیصلہ بھی آپ کریں اور کمیٹی کی سر براہی کا فیصلہ بھی آپ خود کریں کیونکہ خدانخواستہ ہاؤس میں ایسی feelingsآ رہی ہیں۔ I don't thinkکہ وزیر تعلیم عمران مسعود کے اندر کوئی ایسی اخلاقی بے یقینی ہے کہ وہ اگر گورنر کا کوئی پسندیدہ آدمی ہو گا تو اس کے خلاف یہ انکوائری کمیٹی میں

رپورٹ نہیں دے سکتے۔ He is a member who has got a mandate from his people and he is a Minister. We trust him. ہمارا یہ کیبنٹ کا بڑا اچھا منسٹر ہے اور ہمارا اس پر پورا اعتماد ہے۔ اس لئے میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ The decision should rest in Chair.

جناب والا! یہ کمیٹی بنانے کا اختیار بھی آپ اپنے پاس رکھیں اور اپنے چیمبر میں تمام متعلقہ دوستوں کو بلا لیں۔ تحریک التوائے کار دینے والوں کو بھی اس پر جو شہادتیں دینے والے لوگ ہیں ان کو بھی اور جو بھی آپ کمیٹی میں فیصلہ کرتے ہیں اس میں ارشد لودھی جیسے بزرگ بھی شامل ہوں اور وزیر تعلیم عمران مسعود کو بھی کوئی ایسی قباحت نہیں ہوگی کہ اگر کمیٹی کوئی اور Chair کرے اور وہ کوئی decision کرے اور وہ عمل نہ کریں Because we have got full faith in him. We can stand up and speak for his people.

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں وہ کمیٹی تو اب constitute ہو گئی ہے۔

وزیر کالونیز: جناب والا! اب اس مسئلے کو ختم کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تو اب ختم ہو گیا ہے۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ چونکہ بچیوں کا معاملہ ہے فیصل آباد سے ایک آدھ خاتون کو بھی اس کمیٹی میں شامل کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ ایک خاتون آپ کی طرف سے ہوگی اور دو خواتین حکومتی پارٹی کی طرف سے ہوں گی۔ میں یہ بھی تجویز پیش کروں گا کہ ایک محترمہ آشفہ ریاض کو شامل کر لیا جائے کیونکہ ان کا تعلق فیصل آباد سے ہے۔ دوسری خاتون پروین سکندر گل بھی اس کمیٹی میں شامل ہوں گی۔

ایک آواز: اپوزیشن کی طرف سے بھی شامل کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فیصل آباد کی خاتون رکن اسمبلی بھی اس میں شامل ہوں گی۔

وزیر تعلیم: جناب والا! میں ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر تعلیم: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہاں پر تھوڑی سی بات ریکارڈ کی درستی کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کسی بھی قسم کا favoritism ہم اپنے محکمے میں برداشت نہیں کریں گے۔ اگر ایسی کوئی feelings آرہی ہیں کہ شاید کوئی بندہ top پر ہے اور وہ ان کو بچا رہا ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ:

Yes the Government of the Punjab is fully competent. The Ministry of Education is fully competent to take decisions.

جناب والا! وائس چانسلر کی تقرری بھی ہم لوگ کرتے ہیں and yes the Governor acts upon the advice of the Chief Minister. اس بات پر کوئی دو آراء نہیں ہیں۔ میں ہاؤس کو صرف یہ یقین دہانی کروانا چاہتا ہوں کہ ہم totally competent ہیں لیکن چونکہ ایک انکوائری پہلے ہی آئی تھی لیکن اب جناب سپیکر جو فیصلہ آپ نے فرمادیا ہے اس پر انشاء اللہ تعالیٰ عملدرآمد ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ It should be implemented in latter and spirit after the enquiry.

ایک آواز: [******]

جناب ڈپٹی سپیکر: یہی بات آپ غلط کرتے ہیں۔ don't mention یہی بات آپ غلط کرتے ہیں آپ کسی کو کیوں ملوث کرتے ہیں۔ جب آپ کے ہاؤس کی ایک کمیٹی میں نے بنادی ہے پھر آپ باہر کے لوگوں کو کیوں involve کرتے ہیں، کیوں غلط بات کرتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کو اپنی کمیٹی پر اعتماد نہیں ہے۔

No cross talk and please expunge this from the record.

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب والا! میری بھی ایک تحریک التوائے کار ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوگیا ہے۔ اس پر بات کرتے ہوئے ایک گھنٹہ ہوگیا ہے۔ (قطع کلامیاں)

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

مسودات قانون

(جو متعارف ہوئے)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now we take up University of Arid Agriculture Rawalpindi (Amendment) Bill 2004 (Bill No.12 0f 2004)

وزیر زراعت: جناب والا!اس کو take up کرنے سے پہلے کچھ گزارشات کرنا چاہتا ہوں۔ میری کل بھی اور آج بھی وزیر قانون صاحب اور چشتی صاحب سے بات ہوئی ہے کہ اس بل کے لئے گورنمنٹ کی permission ضروری ہے۔ میں پھر یہ گزارش کروں گا کہ اس کو آج پھر pending کریں۔تاکہ وہ فائلیں جو میں نے وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس بھیجی ہوئی ہیں وہ ڈیپارٹمنٹ کے پاس واپس آ جائیں۔

Then I will be in a position to say something in the House.

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو پھر اگلے اجلاس تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اس کے بعد

The University of Central Punjab Lahore (Amendment) Bill 2006.

چودھری مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،فرمائیں!

چودھری مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا!آج کا اخبار "نوائے وقت" میرے ہاتھ میں ہے۔ایک اہم خبر کی طرف جناب سپیکر آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔"نارنگ منڈی میں آلودہ پانی سے مزید دو افراد ہلاک" انتظامیہ خاموش اور لوگوں کا شدید احتجاج" 15 روز میں ہلاک زدگان کی تعداد بارہ ہوگئی ہر تیسرا شخص ہیپاٹائٹس کا شکار ہوگیا۔

جناب سپیکر!میں پہلے بھی اس مسئلے کی طرف توجہ دلا چکا ہوں کہ مریدکے اور نارنگ میں ہیپا ٹائٹس کا مرض بہت زیادہ پھیل گیا ہے۔گورنمنٹ اس پر کوئی توجہ نہیں دے رہی۔گورنمنٹ نے آبادی کو کنٹرول کرنے کا یہ جو طریقہ ڈھونڈا ہے اس طرح سے آبادی کو

کنٹرول کرنے کا طریقہ انتہائی بھونڈہ ہے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ ہیپا ٹائٹس کے لئے احتیاطی تدابیر اختیار کی جائیں اور وہاں پر پانی کے پائپ تبدیل کئے جائیں۔ اس کے علاوہ ہیپاٹائٹس کے مریضوں کا فوری علاج کروایا جائے وہاں پر بہت زیادہ اموات ہو رہی ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب والا! میں بھی گزارش کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب فرمائیں!

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب والا! کمیٹی کے بارے میں آپ نے بڑا اچھا فیصلہ کیا ہے اور یہ قابل تحسین ہے لیکن میں اس سلسلے میں تھوڑی سی گزارش کروں گا کہ اس کمیٹی کا ہیڈ وزیر تعلیم کو نہ بنائیں کیونکہ that is against the norms of justice کہ ایک ادارے کا جو سربراہ ہے ان کے ملازم کے خلاف یہ تحریک آئی ہے اور اسی محکمے کے سربراہ کو اس کا ہیڈ بنا دیا جائے۔

That is against the norm of justice

دوسری بات یہ ہے کہ:

> Government servant is a Government servant till his death. Whether he is serving or retired, it doesn't matter.

بہت اچھا کیا کہ آپ نے time limit کر دیا ہے۔ میری اس میں suggestion یہی ہے کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ انصاف ہوتا نظر آئے اور صحیح ہو تو پھر وزیر تعلیم کو اس کمیٹی کا چیئرمین نہیں ہونا چاہئے۔

> He should be an Ex-Officio Member but Chairman or the Convener should be some other senior Minister like Lodhi Sahib or somebody else. That is against the norms of justice.

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ سب کی رائے یہ ہے اور آپ کی اپوزیشن کی طرف سے بھی رائے یہی تھی کہ

> He has the Education Department and he should take

a decision. I think it is better if he remains here.

مسودہ قانون(ترمیم)یونیورسٹی آف سنٹرل پنجاب مصدرہ 2006

جناب ڈپٹی سپیکر:اب The University of Central Punjab Lahore (Amendment) Bill 2006. چودھری اصغر علی گجر صاحب اس کے mover ہیں۔ جی، چودھری اصغر علی گجر!

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا!اس بل کو میں move کرتا ہوں کیونکہ میں بھی اس کا mover ہوں۔

Sir, I move:

> That leave be granted to introduce the University of Central Punjab, Lahore (Amendment) Bill 2006.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> That leave be granted to introduce the University of Central Punjab, Lahore (Amendment) Bill 2006.

وزیر تعلیم:جناب والا!میں اس کو oppose کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جناب ارشد بگو!

جناب ارشد محمود بگو:جناب سپیکر!یہ ترمیم تین یونیورسٹیوں کے لئے ہم نے دی ہے۔یہ ترمیم وہ ترمیم ہے جس کو حکومت نے سپئریئر کالج لاہور bill, 2004 میں خود انہوں نے دی تھی اور یہ ہماری ترمیم کیا ہے۔ہماری ترمیم یہ ہے کہ اگر کسی یونیورسٹی میں کوئی بدعنوانی، کوئی کرپشن، کوئی ایسا معاملہ ہو تو گورنر کو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ وہ یونیورسٹی کو بند کر دے۔ہم نے اس میں یہ ترمیم دی ہے کہ اس کو بند نہ کیا جائے بلکہ اس یونیورسٹی میں وہاں پر کوئی ایڈمنسٹریٹر مقرر کر دیا جائے۔

جناب سپیکر!اگر گورنمنٹ اس یونیورسٹی کو بند کرے گی تو وہاں پر جن سٹوڈنٹس نے admission لیا ہوا ہے ان کا سارا کیرئیر ختم ہو جائے گا۔میرے پاس وہ amendment موجود ہے اور میں ایجوکیشن منسٹر سے درخواست کروں گا کہ جو اچھی بات ہے اور خود انہوں نے کروائی

ہے۔ اپوزیشن لے کر آئی ہے تو یہ اس کو oppose کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے ہیں میری ان سے درخواست ہے کہ اس کو oppose نہ کریں بلکہ اس کو کمیٹی میں بھیج دیں۔ اگر ان کو یہ دکھ ہے کہ یہ ایک اچھی amendment opposition نے دی ہے تو اس کو کمیٹی کے سپرد کر دیں، کمیٹی اس کو دیکھ لے اگر یہ چاہیں گے کہ یہ ہم واپس لے لیں اور گورنمنٹ اس amendment کو لے آئے تو ہم اس کے لئے بھی تیار ہوں گے لیکن میں ان سے درخواست کروں گا کہ یہ ہاؤس میں اپوزیشن کی اچھی باتوں کو بلڈوز نہ کریں۔ Thank you very much

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں اس حوالے سے تین گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ یہ یونیورسٹی آف سنٹرل پنجاب کا جو ایکٹ ہے ابھی جمہوری دور نہیں آیا تھا اور جب انہیں نظر آ رہا تھا کہ اسمبلیاں بحال ہو رہی ہیں تو جلدی میں گورنر سے یہ منظور کروا لیا گیا اور صوبہ سرحد اور صوبہ سندھ کے اندر کسی یونیورسٹی کا نام اس طرح نہیں چلایا گیا۔ یہ پنجاب یونیورسٹی کی نقل مارنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ پنجاب یونیورسٹی کے اچھے نام سے اور نیک نامی سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔ سندھ میں کوئی یونیورسٹی آف سنٹرل سندھ نہیں ہے، کوئی یونیورسٹی آف ساؤدرن سندھ نہیں ہے، یونیورسٹی آف نادرن سندھ نہیں ہے۔ اس کا نام ہی غلط تھا اس لئے کہ اس کے Rector صاحب وہ بااثر شخص ہیں اور لاہور کے ڈسٹرکٹ ناظم ہیں انہوں نے اپنے ذاتی اثر و رسوخ کے ذریعے پنجاب یونیورسٹی کی نیک نامی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے گورنر سے اس نام کی منظوری لے لی۔ اس میں ہم نے سیکشن 9 میں دوسری ترمیم دی ہے کہ جس کو ہائر ایجوکیشن کمیشن نے بھی تسلیم کیا اور تسلیم کر کے پورے پاکستان کی یونیورسٹیوں میں لاگو کیا۔ پہلے جو آرڈیننس ہے اس میں یونیورسٹی کا سربراہ Rector ہوگا اور اس میں Rector کی کوئی qualification نہیں رکھی گئی اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ خود Rector بن کے بیٹھ جائیں۔ اگر کوئی شخص ان پڑھ ہو اور اس شخص کے پاس پیسا ہو تو وہ یونیورسٹی بنا کر خود اس کا Rector بن جائے۔ یہ میری amendment تھی جو میں نے سٹینڈنگ کمیٹی کے اجلاس میں دی اور اس کو نہ صرف پنجاب گورنمنٹ نے admit کیا بلکہ سنٹرل سطح پر ہائر ایجوکیشن کمیشن نے بھی اس کو تسلیم کیا اور appreciate کیا گیا۔ اس amendment کے اندر کہا گیا ہے کہ یونیورسٹی کا Rector must be an eminent scholar of the national repute پنجاب گورنمنٹ نے میری اس بات کو درست تسلیم کرتے ہوئے بعد میں جتنے مسودات قانون introduce کرائے سب کے اندر اس چیز کو شامل کیا لیکن چونکہ یہ ایکٹ

اسمبلیاں بننے سے پہلے چوری چھپے سے گورنر صاحب سے منظور کروا لیا تھا اس لئے اس کے اندر amendment موجود نہیں ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ یونیورسٹی کا سربراہ کوئی پرلے درجے کا ان پڑھ، پرلے درجے کا جاہل، کوئی آدمی بھی بن سکتا ہے۔

جناب سپیکر! یونیورسٹیاں باوقار ادارے ہوتے ہیں، جو قوموں کی عظمت کا نشان ہوتے ہیں اور اس کے اندر جو ہم نے amendment دی ہے وہ انہوں نے ہر یونیورسٹی کے Bill کے اندر شامل کی ہے جس میں یہ کہا ہے کہ یونیورسٹی کا سربراہ an eminent scholar of the national repute ہونا چاہئے۔ ایک باوقار اور پڑھا لکھا شخص جس کا پورے ملک کے اندر ایک مقام اور مرتبہ ہو صرف اسی کو یونیورسٹی کا سربراہ بنایا جا سکتا ہے۔

جناب عالی! اگر ہم نے یہ amendment اس کے اندر شامل نہ کی تو اس کے نتیجے میں یونیورسٹیوں کا وقار بالکل ختم ہو کر رہ جائے گا۔ یہ محض کاروباری ادارے بن کے رہ جائیں گے۔ یونیورسٹیاں تعلیم دینے کے ادارے ہیں، یہ knowledge کے ادارے ہیں۔ یہ چنے کی دال بیچنے کی دکان نہیں ہے کہ جس کو مرضی پکڑ کر اس کا مالک، سربراہ بنا دیا جائے اس لئے اگر اس amendment کی بھی حکومت کی طرف سے مخالفت کی جائے تو میں اس پر شدید دکھ اور افسوس کا اظہار کرتا ہوں۔ انہوں نے سارے Bills کے اندر اس کو شامل کیا ہے اور ناظم صاحب کی یونیورسٹی کی بات آتی ہے تو نہ جانے ان کے کیوں پر جلتے ہیں۔ یہ اس ادارے کا سربراہ national repute کے آدمی کو بنانے کی کیوں amendment قبول نہیں کرنا چاہتے اس لئے میں وزیر تعلیم سے گزارش کروں گا کہ آج انہوں نے مہربانی کی ہے کہ ایک اچھے معاملے پر ایک مثبت رد عمل دیا ہے۔ اس معاملے میں بھی اپنا مثبت رویہ ظاہر کریں اور ایک ایسی amendment جس کو انہوں نے خود کم از کم 5 یونیورسٹیوں کے یونیورسٹی ایکٹ کے اندر شامل کیا ہے اس کے اندر بھی شامل کر کے اس یونیورسٹی کا وقار بلند کرنے میں ہم جو کوشش کر رہے ہیں اس میں ہماری مدد فرمائیں۔ شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں بھی اس کے اندر co-mover ہوں۔ ہمارے دو فاضل ممبر صاحبان نے آپ کی خدمت میں یہ ساری تفصیلات رکھی ہیں اور یہ ساری کی ساری باتیں انتہائی valid ہیں۔ اس میں میری گزارش یہ ہے کہ ہاؤس کی ایک ایجوکیشن کمیٹی موجود ہے اور آپ خصوصی اختیارات استعمال کرتے ہوئے اس کو refer کر دیں گے۔ وہاں اس پر مزید discussion ہو جائے گی اور discussion کے بعد اگر ایک اچھی چیز اس میں addition ہو

جائے گی تو وہ یہاں پر آ جائے گی۔ اس لئے وزیر تعلیم صاحب اور آپ سے بھی میری یہی درخواست ہے کہ یہاں جو بل introduce کیا گیا ہے بالکل میرٹ پر ہے اور اس کے اندر بالکل جائز باتیں رکھی گئی ہیں اور اگر حکومت اس کو oppose نہیں کرے گی اور یہ کمیٹی میں چلی جائے گی تو اس میں حکومت کا وقار بلند ہو گا تو میری استدعا ہو گی کہ ہمارا بل ایجوکیشن کمیٹی کو بھیجا جائے تاکہ اس پر مزید گفت وشنید ہو جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر ایجوکیشن!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! یہ amendment معزز ممبران چودھری اصغر علی گجر صاحب، ڈاکٹر سید وسیم اختر، احسان اللہ وقاص صاحب، محمد وقاص صاحب، محمد شوکت ایم پی اے، اعجاز حسین بخاری، ارشد محمود بگو، مسز طاہرہ منیر اور زیب النساء قریشی صاحبہ کی طرف سے move ہوئی ہے۔ یہ سیکشن 7 اور سیکشن 9 میں دو amendments ہیں۔ سیکشن 7 میں یہ کہتے ہیں کہ یہ include کیا جائے کہ:

> To take appropriate action against the University by appointing an Administrator, who shall exercise the powers of the Board to run the affairs of the University till such time as may be specified. Provided that no action under sub-section-5 shall be taken against the Chairman of the Board has been provided an opportunity of being heard.

جناب سپیکر! دوسری یہ amendment چاہتے ہیں کہ Rector shall be an eminent scholar of the national repute to be inserted. میں اپنے معزز ممبران کی انتہائی respect کرتا ہوں اور خاص طور پر ان movers کی کہ انہوں نے تعلیم کے حوالے سے ہمیشہ بڑی ہی positive contribution ہاؤس میں رکھی ہے اور ان کی اکثر تجاویز کے تحت ہم نے اپنی پالیسیز بھی rectify بھی کی ہیں، ان کو amend بھی کیا ہے اور ان کو ہم change بھی کرتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی اچھی suggestion اگر یہاں اپوزیشن کا

ممبر دے دے یا ٹریژری بنچز کا دے دے تو اس کو include کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(اذان ظہر)

جناب سپیکر! میں اپنے معزز ممبران کی تعریف کر رہا تھا کہ ان کی اچھی تجاویز کو ہم شامل کرتے ہیں۔ میری اس ضمن میں یہ گزارش ہو گی کہ ہم یہی چیز پہلے سے خود بھی take up کی ہوئی ہے اس لئے میری ان سے یہ گزارش ہو گی کہ ہم متفقہ طور پر اگلے اجلاس میں یا جب بھی ہم قانون سازی کریں گے تو ہاؤس میں لے آئیں گے۔ ہم نے پہلے ہی یہ ترامیم شامل کی ہیں۔ان ہی کی نشاندہی کے تحت شامل کی ہیں لیکن اب ہم ایک comprehensive Bill لے کر آ رہے ہیں۔ ہائرایجوکیشن کمیشن روزانہ چاروں صوبوں کو اپنی instructions دے رہے ہیں کہ آپ criterion بدلیں، چارٹر کو اور اچھا شفاف بنائیں۔ ہم نے مزید ترامیم بھی لانی ہیں اس لئے میری ان سے گزارش ہو گی کہ اس کو press نہ کریں کیونکہ ہم خود اس کو لا رہے ہیں اور یہی ترامیم مزید ترامیم کے ساتھ پورا بل لا رہے ہیں۔ کیونکہ اب ہم نے تمام پبلک پرائیویٹ یونیورسٹیوں کے Bills میں ترامیم کرنی ہیں کیونکہ ہمیں اوپر سے instructions آ رہی ہیں کہ ان چارٹرز کو مزید مضبوط اور بہتر کرنا ہے۔ ہم نے اچھی کوالٹی حاصل کرنی ہے اس لئے میری ان سے گزارش ہو گی اور میں ان کو ناراض نہیں کرنا چاہتا کیونکہ ہمیشہ ہم ان سے سیکھتے ہیں۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ یہی ترامیم میں خود ہاؤس میں لے کر آؤں گا اس لئے میری آپ سے درخواست ہو گی کہ اس کو press نہ کیا جائے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس سے پہلے ہم نے Forest Act پر ترامیم پیش کیں۔ گورنمنٹ نے ہمیں یقین دہانی کرائی کہ ہم تیز رفتاری سے اس کو لا رہے ہیں۔ اب سال ڈیڑھ سال ہو گیا ہے اور اس کا پتا ہی نہیں ہے۔ اب یونیورسٹی آف دی سنٹرل پنجاب کی جس ترمیم کی ہمیں یہ یقین دہانی کرا رہے ہیں۔ اس کی حقیقی صورتحال یہ ہے کہ ساری کی ساری جتنی یونیورسٹیاں ہیں، ان پر یہ پابندی عائد کی گئی ہے کہ یہ اپنے مزید کیمپس نہیں کھول سکتیں۔ انھوں نے پچھلے اجلاس کے دوران circulate کیا تھا۔ اس میں یونیورسٹی آف دی سنٹرل پنجاب کو خصوصی اجازت دینا چاہتے ہیں کہ یہ جگہ جگہ پر اپنی دکانیں کھول لیں۔ یہ وہ ترمیم تو لانا چاہتے ہیں، یہ ترمیم تو اس میں شامل نہیں ہے۔ اگر یہ اس کی یقین دہانی کرائیں کہ اگلے اجلاس تک یہ ترمیم اس میں لے آتے ہیں تو میں اپنے ساتھیوں سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس پر اسرار نہ

کریں۔

وزیر تعلیم: میں ان کو یقین دہانی کرواتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس کو اگلے اجلاس میں لے آئیں گے اور اسی سے ملتی جلتی ترامیم آگے بھی آ رہی ہیں۔ لہذا اس کا جواب بھی یہی ہے۔ اس لئے اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے یہ کہنا ہے کہ ان کی ترامیم شامل کی جائیں گی۔

وزیر تعلیم: میں اس حوالے سے ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اگلے اجلاس میں ہم اس کو لے کر آئیں گے۔ ہم اس بل کو بڑا refine کریں گے اور اچھے انداز میں لے کر آئیں گے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب پرائیویٹ ایجوکیشنل انسٹیٹیوشنز (ترقی وانضباط) مصدرہ 2006

MR. DEPUTY SPEAKER: Next is The Punjab Private Educational Institutions (Promotion and Regulation) (Amendment) Bill 2006.

راجہ محمد شفقت خان عباسی صاحب اس کو پیش کریں۔

RAJA MUHAMMAD SHAFQAT KHAN ABBASI(Advocate) : I move:

> That leave be granted to introduce the Punjab Private Educational Institutions (Promotion and Regulation) (Amendment) Bill 2006.

MINISTER FOR EDUCATION: I oppose it.

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس قانون میں ترمیم کو اس لئے پیش کیا گیا کہ ہمارے صوبے میں mushroom growth پرائیویٹ تعلیمی ادارے ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں کام کر رہے ہیں۔ یہ قانون جو 1984 کا بنا ہوا ہے۔ یہ اس کو کنٹرول اور چیک کرنے کے لئے کافی نہیں ہے اور یہ پرائیویٹ تعلیمی اداروں کا ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ اس وقت

ہزاروں کی تعداد میں ایسے پرائیویٹ تعلیمی ادارے کام کر رہے ہیں جو اس قانون کے تحت رجسٹرڈ بھی نہیں ہیں۔ یہ قانون کافی نہیں ہے اور devolution system آنے کے بعد پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی انسپکشن، رجسٹریشن کے معاملات اور ان کی اپیلٹ اتھارٹی کے حوالے سے میں نے یہ ترامیم دی ہیں کہ کون کون لوگ ان کو چیک کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! ان ترامیم کے ناتے سے میری یہ مرضی اور منشاء نہیں ہے کہ پرائیویٹ تعلیمی ادارے کام نہ کریں اور ان پر پابندی لگ جانی چاہئے لیکن ان کو حدود وقیود میں لاتے ہوئے ان کی رہنمائی ہونی چاہئے اور انھیں promote بھی کیا جانا چاہئے۔ اس لئے کہ جہاں ہمارا سرکاری نظام تعلیم سکولوں کے حوالے سے مکمل طور پر فیل ہو چکا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ خالی یہ ذمہ داری سرکار کے اوپر ڈالنے سے بھی مقصد پورا نہیں ہوگا اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ پرائیویٹ سیکٹر کو encourage بھی کیا جائے لیکن وہاں پر جو Teachers تعلیم دیتے ہیں۔ ان کی ٹریننگ کے حوالے سے، ان کی تنخواہوں کے حوالے سے کچھ ہونا چاہئے کیونکہ بعض پرائیویٹ سکول والے ہزار پندرہ سو روپیہ دیتے ہیں جن teachers کا کوئی معیار نہیں ہوتا۔ اس کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔

جناب والا! اسی طرح کچھ پرائیویٹ تعلیمی ادارے ایسے ہیں جن کی فیسیں 40/40 ہزار اور 50/50 ہزار روپے سے بھی زیادہ ہیں۔ اس معاملے پر پنجاب اسمبلی میں ہی ایک کمیٹی بنی تھی کہ پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے معاملات کو دیکھے۔ جس کے کنوینر محترم ملک احمد صاحب ہیں جو یہاں بیٹھے ہیں۔ میری معلومات کے مطابق آٹھ دس میٹنگز ہوئیں کہ کس طرح پرائیویٹ تعلیمی اداروں کو regulate کیا جائے، کس طرح مانیٹرنگ بھی کی جائے اور کس طرح ان کو زیادہ فعال اور مؤثر بنایا جا سکتا ہے۔ اس کمیٹی نے کافی میٹنگز کیں جس میں وہ پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے لوگوں کو بلا کر سنتے رہے اور محکمہ تعلیم کو بھی اپنا موقف پیش کرتے رہے لیکن وہ معاملہ ابھی تک فائنل نہیں ہوا۔ آج کے بل کے حوالے سے جب وہ کمیٹی سکولوں کی مینجمنٹ کو بہتر کرنے کے لئے موجود ہے تو میں سمجھنے سے قاصر ہوں کہ وزیر تعلیم اس بل کی کس بنیاد پر مخالفت کر رہے ہیں۔ اس سے پہلے بھی شاہ صاحب نے جناب سے گزارش کی تھی کہ وزیر تعلیم سے یہ پوچھا جائے کہ جو کمیٹی پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی دیکھ بھال کے لئے بنی ہوئی ہے۔ اس کا کیا کام ہوا ہے اور اس کی کیا صورتحال ہے۔ یہاں کنوینر صاحب بھی بیٹھے ہیں۔ میں جناب سے گزارش کروں گا کہ اس بارے میں میرے بل کے حوالے سے میں بھی میٹنگ میں گیا ہوں۔ آپ کنوینر صاحب سے گزارش کریں کہ اگر وہ

معاملہ فائنل ہو چکا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ میرے اس بل کو بھی اس کے ساتھ club کر لیں۔ میں کنوینر صاحب کا موقف بھی پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے حوالے سے جاننا چاہتا ہوں کہ کیا کام ہوا ہے اور کیا کچھ انھوں نے کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ملک محمد احمد!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس ہاؤس نے ایک کمیٹی بنائی تھی اور چیئر کی طرف سے فیصلہ ہوا تھا۔

The Committee in the beginning for the first 4/5 months because there were so practical hurdles in it.

محکمے کی طرف سے

Minister personally took initiatives

انھوں نے ان کو remove کیا

Then the committee came into sittings after like six or five months of it.

پہلے کمیٹی کے پاس جگہ نہیں تھیں کہ وہ اسمبلی کے اندر بیٹھے یا ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی resistance اتنی زیادہ تھی کہ:

The then Secretary Education and I could say the Special Secretary Education again, the then Secretary Education and a Special Secretary Education again, hurdles were created into the working of this committee. We reported this to the Minister time and again. We had marathon sessions. We had sixteen meetings. No TA/DAs were taken by Committee. The Committee decided on the floor of the House that we will

not go for any TA/DAs. The Committee never asked for any payment for the meetings. We had 7 meetings in 21 days

یعنی21دنوں میں17 میٹنگز ہوئیں۔

We sat for six hours. Committee called upon but EDO Education Lahore never turned up. We reported this to the Minister and in the beginning we were of the view that we should take up the matter and bring it into the notice of the House that the EDO Education Lahore is not responding to the Committee and he should be dismissed but then the Committee took the lenient view because an impression was given into the papers.

اخبار میں کسی ادیب جاودانی نامی آدمی کی خبر آ گئی کہ تعلیمی اداروں کو cripple کرنا چاہتے ہیں۔ ہم نے کہا کہ ہماری طرف سے کوئی ایسا رویہ نظر نہ آ جائے، ہم تو enhancement چاہتے ہیں۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ پرائیویٹ سیکٹر کے اندر مزید بہتری لائی جائے جو پرائیویٹ سکولز رجسٹرڈ نہیں ہیں ان کو رجسٹرڈ کروایا جائے، جو پرائیویٹ سکولز اپنے کیمپس سے اپنے given agenda سے زیادہ فیسیں لے کر کم تعلیم کی سہولتیں فراہم کر رہے ہیں ان کو اس کے ambit کے اندر لایا جائے، ان کو پروموٹ کیا جائے اور یہی منسٹر ایجوکیشن کا ویژن تھا۔ اسی چیز کو راجہ شفقت عباسی صاحب سامنے لے کر آئے، اسی چیز کو احسان اللہ وقاص صاحب لے کر آئے۔ اب میری سمجھ میں ایک چیز نہیں آتی کہ منسٹر ایجوکیشن کی نیت درست ہے، اس بل کے movers کی نیت درست ہے تو

I was the Convener of the Committee. I have sixteen bills in my hand and we have already decided that these amendments will be brought into the notice of the Minister

اوران بلز کو گورنمنٹ adopt کرکے ہاؤس کے اندر پیش کرے گی لیکن ڈیپارٹمنٹ اس میں تعاون نہیں کرتا،

I say it on the floor of the House. The Minister should take notice of it.

یہ ان کے سیکرٹری یا جتنے لوگ بیٹھے ہیں یہ سب بیکار کی تنخواہیں کھاتے ہیں۔ کوئی ای ڈی او ان کے کہنے پر کسی دفتر میں نہیں آتا۔ میں آج یہ منسٹر کے نوٹس میں لے کر آ رہا ہوں اس سے پہلے یہ میرے علم میں نہیں تھا۔ آج جب مجھے اس کا پتا چلا تو میں اس میں اپنی سستی، اپنی کوتاہی بھی مانتا ہوں کہ ہمیں بجٹ سیشن کے دوران اس چیز کا علم نہیں تھا کہ ایجوکیشن پر بحث رکھی جائے گی۔ اگر پتا ہوتا تو ایجوکیشن سیکرٹری، ای ڈی اوز کو منسٹر کی writ کے ساتھ ہم خود بھی to task لا سکتے ہیں،

That is no problem for us. We have got ample powers to do it. We know that this is the superior tier of the Government.

اور inferior tier کو ہم نے کیسے pull out کرکے لے کر آنا ہے یہ ہمارا issue نہیں تھا لیکن I bring it into the notice of the Minister ای ڈی او ایجوکیشن کو بلایا لیکن وہ نہیں آیا۔ سپیشل سیکرٹری کی طرف سے ہم نے رپورٹ مانگی کہ کون سے سکول رجسٹرڈ نہیں ہیں اور اس کے لئے ہم نے نمائندہ تنظیموں کے عہدیداروں کے نام دیئے کہ ان کے سکولوں کو چیک کریں جن کے اندر میں on the floor of the House اس چیز کو repeat کرتا ہوں کہ نمائندہ تنظیموں کے عہدیداروں کو جوان پرائیویٹ سکولز مینجمنٹ کے نام پر آج تک یہ گورکھ دھندہ بنا کر بیٹھے ہیں جن کو پتا ہی نہیں ہے۔ یہ معاملہ کوئی ایچی سن کالج، گرائمر سکول یا کسی دوسرے تیسرے کا نہیں ہے لیکن سنٹرل پنجاب والے کی بات ہو چاہے وہ ضلع ناظم لاہور ہو اس کو on task آنا چاہئے۔ لیکن ہاؤس کی بات ہو چاہے وہ Foreign Minister of Pakistan ہو اس کو on task آنا چاہئے۔ Special Secretary and یہ کیوں کسی طریقے سے ایسے دھندے میں لگ جائیں۔ یہ Minister should take a note of it. بل تو تیار پڑے ہیں، یہ بل چاہے راجہ شفقت عباسی کا آ جائے یا احسان اللہ وقاص صاحب کا آ جائے، یہ 19 ترامیم پڑی ہیں کہ ان کو رجسٹرڈ کیسے کرنا

ہے جو سکول رجسٹرڈ نہیں ہوتا اس کو سزا کیسے دینی ہے اور وہ ساری کی ساری enhancement of the private sector کے لئے ہے نہ کہ ان کو cripple down کرنے کے لئے ہے۔ شکریہ

وزیر کالونیز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! جو مسودہ قانون انہوں نے پیش کیا تھا منسٹر صاحب نے اس کو oppose کیا ہے چاہئے تو یہ تھا کہ منسٹر صاحب ان کی بات کا جواب دیتے اور اس کے بعد معاملات آگے چلتے لیکن منسٹر صاحب کو تو موقع ہی نہیں فراہم ہو رہا۔ بحث شروع ہو چکی ہے لیکن ان کو بات تو کرنے دی جائے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میری بات تو سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے منسٹر صاحب کو بات کر لینے دیں۔ I will just come back to you

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں نے صبح پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی تھی۔ یہ کمیٹی جس کی ملک احمد خان صاحب بات کر رہے ہیں۔ یہ بڑی افسوسناک بات ہے کہ اگر کوئی ایسی صورتحال ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو، اس ہاؤس کو اس کے خلاف ایکشن لینا چاہئے۔ ہم تو پچھلے ساڑھے تین سال سے یہی رو رہے ہیں کہ اس devolution نے سارے ایجوکیشن سسٹم کو، سارے ملک کے سسٹم کو جام کر کے رکھ دیا ہے۔ اگر یہ صورتحال ہے کہ ہاؤس کمیٹی جو آپ نے frame کروائی ہے اگر اس میں ایک ای ڈی او ایجوکیشن نہیں آتا یا کوئی سیکرٹری نہیں آتا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کی insult ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ چونکہ ایجوکیشن سے related مسئلہ ہے اس پر کوئی نہ کوئی آپ کی طرف سے ایکشن ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر ایجوکیشن!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میری ایک درخواست ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میری درخواست پرائیویٹ ایجوکیشنل انسٹیٹیوشنز کے بارے میں ہے۔ اس میں کچھ چیزوں پر میری reservation بھی ہے لیکن اس کے باوجود میں سمجھتا ہوں کہ ایک معزز ممبر نے محنت کر کے کچھ چیزیں بہت اچھی بھی تیار کی ہیں۔ ایک کمیٹی already ہاؤس کی طرف سے پرائیویٹ ایجوکیشنل انسٹی ٹیوشنز کے حوالے سے بنی ہوئی جو جناب نے مہربانی کر کے بنائی تھی۔ یہ اسی کمیٹی کو بھیج دیں جہاں میرا ایک Bill دفن ہوا ہے وہاں میرے بل کی قبر کے ساتھ یہ بھی اس میں دفن ہو جائے گا۔ دونوں بل ایک ہی جگہ پر پڑے رہیں گے اس لئے مہربانی کر کے آپ یہ Bill کمیٹی کو بھیج دیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میری request ہے کہ مجھ سے اتنا زیادہ اونچی بلوانے کا موقع نہ دیں کہ میرا B.P پھر ہائی ہو جائے۔ میں یہ عرض کرنا چاہوں گی کہ ابھی میرے بھائی نے یہ فرمایا ہے کہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ سے جو لوگ تعلق رکھتے ہیں جیسے سیکرٹری، ڈپٹی سیکرٹری یا ڈی ای او وغیرہ ہیں یہ بلانے پر نہیں آتے اور یہ حقیقت بھی ہے۔ میں کہتی ہوں کہ مجھے نہیں پتا کہ منسٹر صاحب کا کتنا حکم چلتا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ میں ایک کام کے سلسلے میں خود منسٹر صاحب سے ملی تھی انہوں نے اپنے سارے سیکرٹری وہاں پر بلائے تھے لیکن یہ منسٹر صاحب کس حد تک بے بس ہیں شاید آپ اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ ان کا کہنا ایک E.O بھی نہیں مانتا۔ اگر آپ ایک محکمے کا منسٹر بناتے ہیں، اگر اس کے پاس اتنی اتھارٹی نہیں ہے کہ وہ کوئی فیصلہ بھی خود کر سکے تو مجھے بتائیں کہ اس محکمے کے منسٹر کا کیا فائدہ۔ مجھے نہیں پتا کہ یہاں پر جی ایم سکندر کون سے بیٹھے ہوئے ہیں، ان کا ایک کام ہے کہ انہوں نے پورے پیڈ کے اوپر سائن کئے ہوئے ہیں اس پر وہ لکھ دیتے ہیں، ڈی او لیٹر چلا جاتا ہے کہ ٹرانسفر کر دو، ٹرانسفر ہو گئی۔ پتا نہیں کہ سوئے سوئے دوسرا ڈی او لیٹر بھیج دیتے ہیں کہ ٹرانسفر روک دو، ٹرانسفر رک جاتی ہے۔ میں عرض کروں گی کہ میں نہیں جانتی کہ جی۔ ایم سکندر کون ہے، سنا ہے کہ وہ وزیر اعلیٰ کے سیکرٹری ہیں۔ میں گزارش کروں گی کہ آپ وزیر اعلیٰ صاحب سے کہیں وہ جی ایم سکندر صاحب کو پابند کریں کہ بغیر کسی لیٹر کو پڑھے اور آنکھیں بند کئے اس پر دستخط مت کریں۔

جناب سپیکر! ایک ٹیچر کو banکے دوران ٹرانسفر کیا جاتا ہے اور پھر ایک مہینے کے بعد shuttlecockکی طرح تمام اداروں میں کبھی ادھر سے ادھر، کبھی ادھر سے ادھر بھیجا جاتا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ جس استاد کو آپ ایک مہینے میں تین تین دفعہ ٹرانسفر کریں گے وہ استاد بچوں کی ایجوکیشن پر کیا توجہ دے گا؟ یہاں میں یہ بھی عرض کروں گی کہ جن ڈی او، ای او کی یہ بات کرتے ہیں وہ تو اس علاقے کے پرنس ہیں۔ وہ تو اس ایجوکیشن میں نوابوں کی طرح بیٹھے ہوئے ہیں۔ پانچویں کلاس کا امتحان 15۔اپریل کو ہوا، اس کا رزلٹ 30۔اپریل کو آنا تھا۔ یہ پورا اپریل گزر گیا، مئی گزر گیا اور یہ جون گزر گیا۔ یہ کوئی پی ایچ ڈی کا امتحان نہیں ہے یہ پانچویں کلاس کے پرائمری سکول کے بچوں کا امتحان ہے جس پر آپ نے تمام دنیا کے تجربات کر لئے ہیں۔ ہوتا یہ تھا کہ کل نمبر اور حاصل کردہ نمبر کے بعد ایک رزلٹ آجاتا تھا لیکن اب ایک ایک سوال کا علیحدہ علیحدہ نمبر شیٹس کے اوپر لکھا گیا ہے۔ وہ کمپیوٹرائز کر رہے ہیں ان کو آتا نہیں ہے۔ میں کہتی ہوں کہ جس طرح پہلے طریقے سے رزلٹ آتا تھا وہی دے دیا جائے تاکہ آئے دن ماں باپ کے اساتذہ کے ساتھ جو جھگڑے ہوتے ہیں وہ ختم کر دیئے جائیں۔ ان کی کوئی تعلیمی پالیسی نہیں ہے، کبھی امتحان کو درمیان سے شروع کر دیتے ہیں، کبھی اوپر سے شروع کر دیتے ہیں۔ امتحان سے 13 دن پہلے امتحان کی پالیسی تبدیل کر دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے درخواست کرتی ہوں کہ ان پر تھوڑی سی سختی کریں تاکہ ایک واضح پالیسی سال کے شروع میں آئے۔ سال کے endپر نہ آئے جب بچوں کے امتحان ہونے ہوتے ہیں۔ منسٹر صاحب تو خود بے چارے اتنے بے بس ہیں اور چپڑاسی تو ان کا کہنا نہیں مانتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ایجوکیشن منسٹر!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! اس بل کے moverجناب شفقت عباسی صاحب ہیں یہ single moverہیں لیکن آپ نے کمال شفقت فرمائی محترمہ صغیرہ کو بولنے کا موقع دیا۔ احسان اللہ وقاص صاحب بھی بولے۔ ایک تو محترمہ صحت یاب ہو گئیں ہمیں بڑی خوشی ہے کہ ماشاء اللہ آ گئی ہیں۔

جناب سپیکر! اس بل کے حوالے سے میری یہی گزارش ہو گی اور آپ کو بھی معلوم ہو گا کہ جس چیز کی نشاندہی احسان اللہ وقاص صاحب نے کی اور ہمیشہ ہم ان کی نشاندہی پر عمل کرتے ہیں۔ ہاؤس میں ایک کمیٹی بنائی گئی تھی میں اس کا نوٹیفکیشن پڑھنا چاہتا ہوں تاکہ سب کی

یاد دہانی ہو جائے۔

In pursuance of the proceedings of the Provincial Assembly of the Punjab conveyed to the Education Minister by the Provincial Assembly vide number so and so, the Education Minister Government of Punjab has been pleased to constitute a Committee, comprising the following members of the Punjab Assembly.

جناب سپیکر! اس کمیٹی کے ممبران کے نام پڑھنے ضروری ہو گئے ہیں کیونکہ لوگ توقع کر رہے ہیں کہ کمیٹی جلدی سے اپنی سفارشات مرتب کرے۔ ملک محمد احمد خان کنوینئر ہیں، چودھری نذر حسین گوندل ممبر، محمد ارشد ممبر، رانا آفتاب احمد خان ممبر، رانا ثناء اللہ خان ممبر، سید احسان اللہ وقاص ممبر، محترم محسن لغاری صاحب ممبر، عبدالرشید بھٹی صاحب ممبر، جناب سہیول صاحب ممبر، بریگیڈیر محمد حسن صاحب ممبر، محترمہ حمیرا اویس شاہد ممبر، ڈاکٹر انجم امجد ممبر ہیں۔ یہ کمیٹی بنائی گئی تھی تاکہ پرائیویٹ ایجوکیشن سیکٹر کے معاملات کمیٹی میں thrash out ہوں اور یہ کمیٹی کوئی نیا فارمولا ہاؤس میں لے کر آئے۔ ملک محمد احمد خان صاحب نے جو یہاں پر بات کی اور انہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ ای ڈی او کو بلایا اور ای ڈی او اس کمیٹی کے سامنے پیش نہیں ہوا۔ ایسی کوئی صورتحال نہیں آئی۔ اگر میرے بھائی کو کوئی ایسی مشکلات پیش آ رہی ہیں تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ ان کو دور کریں گے اور یہ ہاؤس کی کمیٹی ہے ہاؤس نے کمیٹی powers دی ہیں کہ وہ لاء کو بنائے یا لاء کو thrash out کرے تو محکمہ پر لازم ہے، میں نے محکمے کو ہدایات دے رکھی ہیں کہ جب بھی کمیٹی بلائے تو آپ جائیں۔ میرے محکمے میں سیکرٹری سکولز اور ان کے تمام عملے نے ان کو presentation دی۔ ان کو ایک پورا سسٹم بتایا گیا کہ پرائیویٹ سیکٹر میں کتنے سکولز ہیں۔ کیا Laws ہیں، بورڈز کے کیا معاملات ہوتے ہیں؟

جناب سپیکر! اس بل کے حوالے سے عرض کروں گا کہ یہ ایک بڑا اہم بل ہے اور یہ ایک اہم سیکٹر ہے جس میں پرائیویٹ سیکٹر involve ہوتا ہے، سکولز، کالجز، اکیڈمیاں وغیرہ تو پھر میری درخواست ہو گی اور میری گزارش بھی ہو گی کہ ایک تو عباسی صاحب نے ترامیم میں جو کہا کہ سیکشن 5(a) میں addition کر دیا جائے کہ T.E.V.T.A میں ایم پی اے صاحبان کو ڈال دیا

جائے، انسٹیٹیوشن آف ہینڈی کیپ، ڈائریکٹر آف سپیشل ایجوکیشن، ان ترامیم میں انہوں نے تین چار محکموں کا ذکر کر دیا۔T.E.V.T.A کو محکمہ تعلیم ڈیل نہیں کرتے بلکہ وزیر صنعت اس کو ڈیل کرتے ہیں اسی طریقے سے ہینڈی کیپ کے حوالے سے انہوں نے amendment کروانی چاہی اس کو محترمہ وزیر سپیشل ایجوکیشن ڈیل کرتی ہیں۔ اس میں تین چار چیزیں ایسی آ گئی ہیں کہ یہ بل ٹیکنیکلی feasible نہیں رہا۔ بے شک یہ اس کی amendment کروالیں لیکن میری گزارش ہو گی کہ اس کو اسی شکل میں، اسی کمیٹی کو refer کر دیں کیونکہ یہی کمیٹی اس بارے میں بیٹھ کر فیصلہ کر رہی ہے اور اس کمیٹی کے ممبروں کو شوکاز نوٹس بھی دیا جائے۔ رانا ثناء اللہ کو نوٹس دیا جائے، رانا آفتاب کو نوٹس دیا جائے، احسان اللہ وقاص کو نوٹس دیا جائے کہ آپ جلدی سے بل بنائیں۔ عوام انتظار میں ہیں، House انتظار میں ہے آپ اپنی سفارشات مرتب کیجئے تاکہ ہم ہاؤس میں اس کو put کریں اور اس کو legislate کریں۔ Malik Sahib is doing a wonderful job. He has done marathon sessions. انہوں نے بڑی اچھی کوشش کی ہے۔

پرائیویٹ سیکٹر نے بڑی مخالفت بھی کی ہے۔ مگر ہم اس کو کرنا چاہتے ہیں اور محکمہ تعاون کرنے کے لئے تیار ہے۔ آپ اس کو بڑا اچھا لاء بنایئے۔ اس میں کوئی vacuum-law نہ ہو بلکہ ایک healthy law ہو۔ جس میں پرائیویٹ سیکٹر کو incentive دیں۔ لہذا میری گزارش ہے کہ عباسی صاحب نے جو محنت کی ہے وہ ضائع نہ جائے اور اس کو اس کمیٹی کو refer کر دیا جائے اور فی الحال اس Bill کو مسترد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اسے ایجوکیشن کمیٹی کو refer کرتا ہوں اور اس Bill کو dispose of کرتا ہوں۔ اب میں رائے اعجاز صاحب کو floor دیتا ہوں۔

عوامی نمائندگان کے اعزازیہ وغیرہ پر نظرثانی کے لئے سپیشل کمیٹی کے قیام کی تحریک

رائے اعجاز احمد: جناب سپیکر! پہلے بھی ایک کمیٹی تشکیل دی تھی جب میں چیئر پر تھا۔ میں عوامی نمائندگان کے اعزازیہ وغیرہ نظرثانی کے لئے مندرجہ ذیل اراکین پر مشتمل سپیشل کمیٹی تشکیل دی جانے کی تحریک پیش کرتا ہوں۔ ان ممبران کے نام یہ ہیں۔

1۔ ملک نذر فرید کھوکھر

2- جناب محمد بشارت راجہ، وزیر قانون
3- جناب مشتاق احمد کیانی، وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ
4- جناب نجف عباس سیال
5- جناب نذر حسین گوندل
6- جناب حفیظ اللہ خان نوانی
7- رائے اعجاز احمد
8- راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)
9- ڈاکٹر سامیہ امجد
10- محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری
11- شیخ اعجاز احمد
12- مہر اشتیاق احمد
13- چوہدری اصغر علی گجر

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا سپیشل کمیٹی تشکیل دے دی جائے۔

(سپیشل کمیٹی تشکیل دے دی گئی)

مسودہ قانون (ترمیم) لاہور سکول آف اکنامکس مصدرہ 2006

MR.DEPUTY SPEAKER: Next is the Lahore School of Economics (Amendment) Bill 2006.

MR. MUHAMMAD WAQAS: I move:

> That leave be granted to introduce the Lahore School of Economics (Amendment) Bill 2006.

وزیر تعلیم: میں اسے oppose کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وقاص صاحب!

جناب محمد وقاص: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ جو amendment پیش کی گئی ہے جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے اور پہلے amendment کے سلسلے میں بات ہو چکی ہے کہ already حکومت نے جو پرائیویٹ سیکٹر میں ڈگری award کرنے والے institutions بنائے ہیں یا یونیورسٹیاں بنائی ہیں

ان میں یہ amendments موجود ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ جو بقیہ institutes ہیں ان میں یہ add کی جائیں۔ میں پہلی بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر عجیب تضاد پایا جاتا ہے۔ پہلی بات تو یہاں پر یہ ہے کہ ایک amendment اگر گورنمنٹ بنچز سے آتی ہے تو اسے بڑی خوشی کے ساتھ introduce کیا جاتا ہے اور متعلقہ کمیٹی کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ اگر اسی طرح کی دوسری amendment اپوزیشن بنچز سے آتی ہے تو اسے appreciate بھی کیا جاتا ہے، اس کی ضرورت بھی محسوس کی جاتی ہے لیکن ساتھ ہی یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ گورنمنٹ خود اس سلسلے میں قانون سازی کرنا چاہتی ہے۔ حالانکہ یہ اس ایوان کا حق ہے اور اس ایوان میں اپوزیشن اور ٹریژری بنچز دونوں اس لحاظ سے یکساں ہیں بلکہ پوری دنیا کی جو جمہوری تاریخ ہے اور پوری دنیا میں جو آزاد جمہوری مملکتیں ہیں اس میں جو اپوزیشن ممبران ہیں ان کے نام سے باقاعدہ amendments موجود ہیں اور اگر وہ کسی چیز میں پہل کرتے ہیں اور وہ اچھی ہوتی ہے، constructive ہوتی ہے، positive ہوتی ہے تو ٹریژری سائیڈ اس کو own بھی کرتی ہے اور appreciate بھی کرتی ہے۔ لہذا یہ تضاد ختم ہونا چاہئے اور اگر ایک کام میں ہم نے پہل کر دی ہے تو آپ کو ماننا چاہئے اور اس کو admit کرنا چاہئے اور اس میں facilitate کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ اس پر ہمارا concern کیا ہے۔ ہمارا concern یہ ہے کہ لاہور سکول آف اکنامکس میں جو ہم amendment لانا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ چانسلر کو اختیار دیا گیا ہے کہ take any action against the school including its closure یعنی ہم پرائیویٹ سیکٹر میں گزشتہ 10/15 سالوں سے دیکھ رہے ہیں کہ بہت ساری پرائیویٹ یونیورسٹیاں اور کالجز کھلے جہاں ہزاروں طلباء نے داخلہ لیا ہے اور طلباء و طالبات کے والدین نے ہزاروں روپے کی فیسیں جمع کروائیں لیکن پھر ہم یہاں خصوصاً پنجاب میں یہ بھی دیکھتے ہیں کہ جن یونیورسٹیوں کو باقاعدہ چارٹر ملا ہوا ہے اور جو کسی بھی صوبے یا کسی بھی جگہ سے approve ہو کر آتی ہیں۔ ہائر ایجوکیشن کمیشن یا کوئی اتھارٹی انہیں بند کرنے کا حکم دے دیتی ہے۔ یہ بات ٹھیک ہے کہ وہ کوئی violations کر رہی ہوں گی، کوئی غلط کام کر رہی ہوں گی لیکن اس کا براہ راست اثر ان ہزاروں سٹوڈنٹس پر پڑتا ہے جنہوں نے فیسیں دی ہیں اور جن کا پورا کیریئر داؤ پر لگ جاتا ہے اور ان کا قیمتی وقت، ان کے اکیڈمک سیشنز داؤ پر لگ جاتے ہیں اور میں اس کی مثال الخیر یونیورسٹی کی دیتا ہوں جس کا چارٹر آزاد جموں و کشمیر حکومت نے پاس کیا جس کے نتیجے

میں وہ یونیورسٹی کھل گئی اور اس نے پورے پنجاب میں کیمپس کھول لئے تو اس وقت پنجاب حکومت نے کوئی ایکشن نہ لیا اور اس میں ہزاروں سٹوڈنٹسinvolveہو گئے اور انہوں نے ہزاروں روپے فیسیں بھی جمع کروا دیں۔ پھر اس کے بعد پنجاب حکومت نے ایکشن لیا اور ان کی ڈگری کوnull and voidقرار دیا۔ ٹھیک ہے کہ پنجاب حکومت نے ایکشن کر لیا لیکن لاکھوں سٹوڈنٹس کا کیا قصور ہے جنہوں نے اس میں داخلہ لے کر فیسیں جمع کروائیں لہذا ہم یہ ترمیم پیش کرنا چاہتے ہیں کہ آپ اس انسٹیٹیوشن کوcloseنہ کریں، آپ اس کی انکوائری کریں اور آپ ایڈمنسٹریٹر مقرر کریں، آپ اس کی ایڈمنسٹریشن میں تبدیلیاں لائیں لیکن اس انسٹیٹیوشن میں پڑھنے والے طلباء کے اکیڈمکfutureکو تحفظ ملنا چاہئے اور ان کو کوئی نقصان نہیں ہونا چاہئے۔ ہوتا یہ ہے کہ وہ سٹوڈنٹس پھر عدالتوں میں جاتے ہیں تو پھر انہیں ریلیف ملتا ہے اور یہاں تو یہ بھی مذاق ہوا کہ گورنمنٹ آف پنجاب سٹوڈنٹس کوbanکر دیتی ہے، نکال دیتی ہے اور وہ عدالت میں چلے جاتے ہیں اور عدالت انہیں ریلیف دے دیتی ہے کہ تم امتحان دے دو اور جب وہ امتحان دیتے ہیں تو پنجاب کی کوئی یونیورسٹی ان کا رزلٹ روک لیتی ہے اور پھر وہ دوبارہ بے چارے عدالت میں جاتے ہیں تو ان کا رزلٹ آ جاتا ہے اور پھر اس کے بعد انہیں نوکری نہیں ملتی اور ان کی ڈگری کو مانا نہیں جاتا تو ان ساریambiguitiesاور ان ساری confusionsکو ختم کرنے اور خاص طور پر طلباء کے مستقبل کو محفوظ کرنے کے لئے یہ ہماری ترمیم بڑی لازمی ہے اور میں گزارش کروں گا کہ اس تعصب میں آنے کے بجائے کہ یہ اپوزیشن کی طرف سے آئی ہے اسے null and voidکیا جائے یا اسے بلڈوز کر دیا جائے۔ براہ مہربانی! ایک اچھےgestureکے طور پر اسے کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور یہ مانا جائے کہ اپوزیشن کی طرف سے جو اچھی ترامیم آئی ہیں تو اپوزیشن نے پہل کی ہے اور گورنمنٹ سوئی ہوئی تھی اور اپوزیشن نے اس میں اچھا کام کیا ہے اس لئے اس کو مانا جائے اور اس کو تسلیم کیا جائے۔ مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ طاہرہ منیر صاحبہ!

محترمہ طاہرہ منیر: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس میں ہم نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ:

Take an appropriate action against the school by appointing an administrator who shall exercise the powers of the board to run the affairs of the

school till such time as may be specified.

اب اس میں بجائے اس کے کہ اس سکول آف اکنامکس کو جو کوئی ایکشن اگر اس کے خلاف لینا ہو تو اس کو close کر دیا جائے تو اس سے اس سکول کی وہ working بھی رُک جائے گی تو اس کی بجائے اگر اس خاص مدت کے لئے کوئی ایڈمنسٹریٹر مقرر کر دیا جائے جو سکول کو run کرتا رہے۔ اس طرح سٹوڈنٹس کا نقصان ہو گا اور نہ ہی سکول کی working رُکے گی اور یہ معاملات چلتے رہیں گے اور ویسے بھی ہائر ایجوکیشن کمیشن نے اس کو تسلیم بھی کیا ہے اور اس وجہ سے اس منظور شدہ ترمیم کے مطابق اگر اس میں یہ ترمیم کر دی جائے تو اس سے کسی قسم کی مشکلات سکول کے معاملے میں پیش نہیں آئیں گی تو اس وجہ سے اس کو منظور کر لیا جائے۔ اس میں طلباء و طالبات کی بہت بھلائی ہے۔ میں خود ایسی طالبات کو جانتی ہوں جو اس طرح کے کسی کالجز میں جیسے یہاں الخیر یونیورسٹی کھولی گئی تھی اور اس سے انہوں نے ڈگریاں لیں اور بعد میں ان کی ڈگریوں کو null and void قرار دے دیا گیا کہ ان کا کوئی فائدہ نہیں ہے تو اس وجہ سے اس ترمیم کو ضرور منظور کر لیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: شکریہ۔ جناب سپیکر!

This is some other similar amendment which has been brought in by the honourable members of the House.

جس طرح میں نے پہلے بھی پہلے amendment Bill کے حوالے سے آپ کو گزارش کی پہلے والے بل میں دو ترامیم تھیں اور اس میں ایک ہے اور یہ چاہتے ہیں کہ سیکشن 6 میں ترمیم کر کے اس میں وہی چیز add کر دی جائے جو پہلے بل میں انہوں نے take up کیا تھا۔ مجھے معزز ممبر وقاص صاحب کا بڑا احترام ہے۔ حکومت پنجاب کی طرف سے اس حوالے سے بتانا چاہوں گا کہ پرائیویٹ اور پبلک سیکٹر کی یونیورسٹیوں کے اندر ڈسپلن create کرنا اور پھر یونیورسٹی کا معیار اور معیار تعلیم اور ان کے سٹینڈرڈ کو بہتر کرنے کے لئے ہم نے بے شمار قدم اٹھائے ہیں۔ آپ کو بھی اس بات کا علم ہے کہ کابینہ نے ایک ban impose کیا ہوا ہے کہ کسی بھی نئی یونیورسٹی کو چارٹرڈ اگر دیا جائے گا تو وہ نئے norms and criteria کے ساتھ کمیٹی اس کو assess and evaluate کرے گی، فیکلٹیز کتنی strong ہونی چاہئے۔ ایک زمانے میں یونیورسٹی کے کیمپس

کی پابندی نہیں تھی لیکن اب ہم نے کہا کہ کیمپس یونیورسٹی کے owners کی ملکیت ہونی چاہئے تاکہ یہ کرائے کی کوٹھیوں میں یونیورسٹیاں نہ کھل سکیں۔ ہم نے تین سالوں میں بے شمار ایسے نئے initiatives لئے ہیں اور پرائیویٹ سیکٹر کے بارے میں یہ تاثر آنا چاہئے کہ یہ چارٹرز کوئی اتنی آسانی سے نہیں مل سکتے اور جو بھی بچے یہاں پڑھ جائیں گے ان کا future secure ہوگا۔ ہم نے اس ضمن میں تین بڑے ادارے شٹ ڈاؤن کروائے جن میں اقراء یونیورسٹی نے چارٹرڈ کراچی سندھ سے لیا ہوا تھا اور انہوں نے اپنا کیمپس یہاں پر کھولا تھا جسے ہم نے کہا کہ یا تو آپ اسے بند کر دیں یا پھر نئے نام سے operate کریں۔ اسے ہم نے بند کروایا اور نئے نام سے انہوں نے پھر سے چارٹر لیا اور دوبارہ سے وہ یہاں آئے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے ہمدرد یونیورسٹی کا کیمپس فیصل آباد میں چل رہا تھا، اس کو بھی نئے رولز کے تحت closer اس لئے کیا کہ territorial jurisdiction ہوتی ہے کہ اگر آپ نے پنجاب کا چارٹر حاصل کیا ہے تو آپ سندھ میں جا کر کام نہیں کر سکتے اور اگر آپ کے پاس فیڈرل چارٹر ہے تو آپ پنجاب میں آ کر کام نہیں کر سکتے۔ چونکہ پنجاب، لاہور ایک بہت بڑا cosmopolitan city ہے اور یہاں پر بہت زیادہ clients ہیں اور بہت زیادہ سٹوڈنٹس ہیں اور بہت بڑا کلچر ہے اس سارے شہر کا تو ہر یونیورسٹی چاہتی ہے کہ وہ لاہور میں آ جائے اور یہاں آ کر اپنے سب کیمپس کھول لیں اور انرولمنٹ شروع ہو جائے لہذا ہم نے اس کو بند کیا اور ہم نے کہا کہ آپ اپنی territorial jurisdiction کا خیال کیجئے۔ آپ کو جس صوبے کا چارٹر ملا ہے وہیں جا کر operate کریں۔

جناب سپیکر! یہ ان تین چار سالوں میں بہت زیادہ amendments اوپر سے آ رہی ہیں۔ اب ہم نے یہ سوچا ہے کہ وہ ساری instructions جو ہمیں وفاق دیتا ہے which is a fine job کیونکہ یونیورسٹی سیکٹر میں آج تک کام ہی کبھی نہیں ہوا تھا۔ اب اگر ہم ہر سیشن میں ایک amendment لینا شروع کر دیں تو ہمیں کافی زیادہ ٹائم درکار ہوگا۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ یہ ترمیم بھی اور اس کے ساتھ ساتھ بے شمار ایسی ترامیم جو کہ ہم چاروں صوبوں نے ایک uniformity حاصل کرنی ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس کو شامل کریں گے اور یہ ترمیم بھی ہم انہی کی وساطت سے انہی کی گائیڈنس، انہی کی کوششوں اور محنت سے یہ پہلے بھی ہوئی ہوئی ہیں۔ وہ میں پڑھ دیتا ہوں کہ

> The amendments proposed in the Bill have already been approved by the sitting Assembly recently in respect of the following Universities:-

The Gift University Gujranwala; the Beacon House University Lahore; the University of South Asia; and, obviously the Minhaj University. So we do not disagree with these amendments. We totally agree with the amendments but we only request.

جناب سپیکر! جس طرح میں نے پہلے بل کی ترمیم میں درخواست کی تھی اور یہ بھی ترمیم ہم انشاء اللہ تعالیٰ اسی طریقے سے take up کریں گے اور اس کے ساتھ مزید بے شمار ترامیم ایسی آ رہی ہیں کہ ہم نے ہر بل کو amend کرنا ہے۔ پبلک ہوں یا پرائیویٹ یونیورسٹیاں ہوں اس میں بے شمار ترامیم لانی ہیں لہذا ہم ایک ہی دفعہ collectively وہ تمام ترامیم آپ کی خدمت میں رکھیں گے تاکہ ان کو approve کروائیں لہذا میری درخواست ہو گی کہ معزز ممبر اس کو press نہ کریں۔ ہمارے معزز ممبر بڑے ذہین ہیں، بڑی اچھی ان کی contribution ہے لہذا میں اس یقین دہانی سے کہ ہم اس کو خود take up کریں گے۔ اس کو مزید press نہ کیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وقاص صاحب!

جناب محمد وقاص: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ جب آپ اس کی ضرورت محسوس کر رہے ہیں اور ایک چیز ہماری طرف سے initiate ہو چکی ہے تو اس میں کیا حرج ہے کہ اسے concerning کمیٹی کو refer کر دیا جائے اور ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ اسی ترمیم کو take up کریں۔ کمیٹی جب ساری ترامیم کو دیکھے تو یہ سارے بلوں کو collectively دیکھ لیا جائے اور پھر کوئی اچھی چیز تیار کر لی جائے۔ کمیٹی پر یہ کوئی پابندی تو نہیں کہ اس نے کسی خاص بل کو ہی لینا ہے۔ گورنمنٹ ہی کے بل کو لے لیکن ہماری ان ترامیم کو بھی consider کرے تو formally اس میں کیا حرج ہے اس میں کیا قباحت ہے کہ اس بل کو کمیٹی میں پیش کر دیا جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! اس میں کوئی قباحت نہیں ہے لیکن ہر ایک single amendment کے لئے پورا ہاؤس دوبارہ سے convene کرے amendment کو پھر کیبنٹ میں پاس کروائیں پھر ہاؤس میں lay کریں پھر سٹینڈنگ کمیٹی میں جائے۔ یہ بڑا لمبا پروسیجر ہے آپ جانتے ہیں کہ

legislationکا معاملہ بہت لمبا ہوتا ہے لہذا ایسا کیوں نہ کریں کہ ایک ہی دفعہ تمام amendmentsجو ڈیپارٹمنٹ نے ڈالنی ہیں اور یہ ایک یونیورسٹی نہیں ہے یہ لاہور سکول آف اکنامکس ہی کی نہیں بلکہ تمام پبلک اور پرائیویٹ یونیورسٹیاں ہیں ان کے کافی نمبرز ہیں۔12پبلک یونیورسٹیاں ہیں ہم نے کالجز کوdegree awarding statusدیئے ہوئے ہیں اور اس کے علاوہ پرائیویٹ یونیورسٹیاں ہیں۔ہم سب کوcollectivelyایک ہی دفعہ لے کر آئیں گے اگر ہم ایک ایک کر کے لے کر گئے تو اس میں کافی لمبا ٹائم لگے گا لہذا میری honourable memberسے یہrequestہو گی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ بہت واضحreasonہے آپ اس کو پریس نہ کریں۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب سپیکر! میں وزیر تعلیم سے یہ درخواست کروں گا کہ یہ لاہور سکول آف اکنامکس جو ادارہ ہے آپ مہربانی کریں کہ خودvisitکریں یا اپنی کسی کمیٹی کو بھیجیں کیونکہ اس سکول میں جو فیسیں ہیں وہ لوگوں کے کپڑے اتارنے والی لی جاتی ہیں اور اس میں جو ماحول ہے اس کو بھی یہ دیکھیں کہ انہوں نے اندر سے بالکل یورپ کے ادارے کا منظر بنایا ہوا ہے اس لئے میں وزیر تعلیم سے درخواست کروں گا کہ اس چارٹرڈ کالج کے معاملات کو ضرور دیکھیں وہ لوگوں سے فیسیں اتنی زیادہ لیتے ہیں اور پڑھائی کا معیار بھی اتنا اچھا نہیں ہے۔لہذا ان چیزوں پر ذرا غور فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر تعلیم صاحب! اس کو ذرا دیکھ لیں۔اس کوdispose ofکیا جاتا ہے۔

مسودہ قانون (ترمیم) جنگلی حیات (تحفظ، محافظت نگہداشت وانتظام) پنجاب مصدرہ 2006

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا مسودہ قانون Punjab Wildlife (Protection, Preservation, Conservation and Management) (Amendment) Bill 2006کا ہے۔راجہ محمد شفقت خان عباسی!

RAJA MUHAMMAD SHAFQAT KHAN ABBASI(Advocate): I move that:

> The Punjab Wildlife (Protection, Preservation, Conservation and Management) (Amendment)

Bill 2006 may be introduced in the House.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

The Punjab Wildlife (Protection, Preservation, Conservation and Management) (Amendment) Bill 2006 may be introduced in the House.

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! I oppose it

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، عباسی صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس Bill کو move کرنے کا مقصد یہ تھا کہ پاکستان signatory ہے مختلف conventions کے convention on bio-diversity جو 1992 میں برازیل میں ہوا جو بات کرتا ہے کہ ہم نایاب جانور اور پرندوں کو محفوظ کریں گے اور بچائیں گے۔ اسی طرح پاکستان ایک اور convention کا signatory ہے اسے CITES کہتے ہیں Convention on International Trade on In-danger Species وہ یہ کہتا ہے کہ نایاب پرندے، جانور جو protected ہیں ان کو یا ان کے stuff کو سمگل ہونے سے روکا جائے گا اسی طرح ایک اور convention ہے Ramseur Convention جو ایران میں ہوا تھا جو کہتے ہیں کہ وہ مقامات جہاں آبی پرندے اور جانور آکر بسیرا کرتے ہوں ان جگہوں کو protect کیا جائے گا میری مراد یہ wet land ہے جس طرح کسی زمانے میں ہمارے دریائے راوی کے ارد گرد مرغابیاں اور پرندے سائبریا سے جب وہاں سردی ہوا کرتی تھی یہاں آکر بسیرا کیا کرتے تھے اب وہ پرندے بھی اس شہر بے مثال میں نہیں آرہے وہ سائبریا سے آنے والے پرندے کہیں اور چلے جاتے ہیں کہ ہمارا ماحول خراب ہو گیا ہے ہمارے ماحول میں آلودگی ہو گئی ہے اس لئے ان conventions پر sign کرنے سے پاکستان پر لازم اور واجب ہے کہ اپنے قوانین میں conventions کے مطابق in conformity لائیں۔ ہمارے ہاں جو اس وقت Wildlife Protection Preservation کا قانون ہے یہ 1974ء کا ہے اور یہ سارا کا سارا قانون مختلف جانوروں کو جو شیڈول 1، شیڈول 2 میں دیئے گئے کہ ان کے شکار پر پابندی ہو گی اور ان کو کوئی سمگل نہیں کرے گا لیکن ہر سیکشن میں ساتھ proviso لگا دیا گیا کہ محکمہ اگر چاہے تو وہ لائسنس دے سکتا ہے۔ provided that the Game Warden یا جو بورڈ بنایا گیا ہے یا محکمے کے اہلکار چاہیں

تو وہ سپیشل پرمٹ لائسنس دے سکتے ہیں۔ میں اس قانون میں اس لئے ترمیم لایا ہوں کہ وہ جو vast powers دی گئی ہیں اس 1974 کے ایکٹ میں for granting the permit license for the hunting purpose اس کو ختم کیا جانا چاہئے۔ اس سے پاکستان کا پوری دنیا میں bad name ہوتا ہے اس سے اس صوبہ کا bad name ہوتا ہے۔ میں ایک دفعہ انڈیا گیا وہاں انہوں نے بہت بات کی کہ آپ لوگ پیسا اکٹھا کرنے کے لئے اپنی عزتیں بھی بیچ دیتے ہیں۔ باہر سے جو شیوخ حضرات، پرنس حضرات جو ہمارے قریبی مسلمان ممالک Middle East کے شہزادے آتے ہیں اور ان کو ہم بہت فراخ دلی سے پرمٹ اور لائسنس دیتے ہیں کہ وہ وہاں hunting کریں جس سے ان جانوروں کو جو شیڈول میں protected ہیں قانون میں یہ کہا گیا ہے کہ ان کو پورے سال ایسے جانوروں کا ایسے پرندوں کا۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں معزز رکن سے استدعا یہ کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے فرمایا کہ میں انڈیا گیا تو وہاں پر کچھ ہندوستانی لوگوں نے کہا کہ آپ لوگ پیسوں کے لئے عزتیں بھی بیچ دیتے ہیں اور یہ انہوں نے سن لیا اور بعد میں مثال یہ دے رہے ہیں کہ آپ جنگلی جانوروں کو شکار کرنے کا لائسنس دیتے ہیں۔ اب جنگلی جانور کے شکار کے لئے لائسنس دینا اور عزت بیچنا میں سمجھتا ہوں کہ مجھے بات سمجھ نہیں آئی اس لئے میں معزز دوست سے گزارش کروں گا کہ انڈیا کے حوالے سے بات کر رہے ہیں اور وہاں سے سن کر آگئے ہیں کہ آپ لوگ پیسے کی خاطر عزتیں بھی بیچ دیتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ تصحیح کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: I think it is slip of tongue جی، عباسی صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ جو 1974 کا قانون میرے ہاتھ میں ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، وہ بات جو راجہ صاحب نے کی ہے۔۔۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اس پر آ رہا ہوں۔ اس قانون کے تحت یہ لکھا گیا ہے کہ وہ پورا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے صحیح پوائنٹ آؤٹ کیا ہے کہ وہ جو الفاظ آپ نے کہے ہیں۔۔۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): میں وہی کہہ رہا ہوں کہ "Ghubara Bustard" قانون کہتا ہے کہ اس کا شکار نہیں ہو گا وہ protected animal ہے لیکن ہمارے افسران ہمارا محکمہ جب چاہے پرمٹ، لائسنس جاری کرتا ہے اور پورا سال جاری کرتا رہتا ہے جس سے ہمارے ملک کی بدنامی ہوتی ہے جس سے میرے صوبے کی بدنامی ہوتی ہے جبکہیں بھی ماحول کے حوالے سے کوئی convention ہو، کوئی میٹنگ ہو، کوئی ورکشاپ ہوتی ہے تو وہاں یہ بات کی جاتی ہے کہ اس سارے خطے میں نیپال، سری لنکا اور انڈیا میں بھی وہ آبی جانور ہیں وہ حکومتیں لائسنس پرمٹ جاری نہیں کرتیں تو آپ کے ہاں یہ کیوں اس طرح ہوتا ہے اس لئے میرا مقصد یہ تھا کہ وہ جو powers misuse ہوتی ہیں اس قانون کے تحت اس پر پابندی میرا مقصد تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پھر آپ عزتوں کی بات نہ کریں this is something different

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جب میرے ملک کی عزت کوئی نہیں کرے گا تو مجھے تکلیف ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عباسی صاحب! وہ الفاظ جو آپ نے استعمال کئے ہیں that relate to something else آپ ان الفاظوں کو ذرا واپس لے لیں بہتر رہے گا۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): اگر ایسی بات ہے تو بالکل میری عزت، میرے ایوان کی عزت، میرے صوبے کی عزت سب سے پہلے ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں یہ عزت اور چیز ہے اور وہ عزت اور چیز ہے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): یہ عزت سب سے پہلے ہے تو میرا قطعاً عزتیں بیچنے والی بات کا مقصد نہیں تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ وہ الفاظ واپس لیتے ہیں۔ اس کو correct کر لیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں بجٹ پر تقریر نہیں کر سکا تھا تو میں آگے گیا تھا۔ مجھے ابھی تک تکلیف ہے کہ مجھے وہاں تک نہیں جانا چاہئے تھا۔ میں اس کی بھی apology کرتا ہوں۔ مجھے واک آؤٹ ضرور کرنا چاہئے تھا لیکن آگے جا کر protest نہیں کرنا چاہئے تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عباسی صاحب، ہم آپ کا احترام کرتے ہیں اور آپ کی اس بات کو بھی سراہتے ہیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ کبھی بھی نہیں ہوگا کہ میری وجہ سے کسی کی دل آزاری ہو۔ آپ تو ہاؤس کے Custodian ہیں۔ میں خود مناسب نہیں سمجھتا کہ میں آگے جا کر آپ سے request کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کے اس رویے کو سراہتا ہوں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس قانون میں جہاں ہر سیکشن میں لکھا گیا ہے کہ ان جانوروں کے شکار پر پابندی ہوگی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! ذرا مختصر کریں کیونکہ نماز کا ٹائم ہو چکا ہے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): اس میں جو proviso ہے۔ میں ان کو ختم کرنا چاہتا ہوں کہ لائسنس اور پرمٹ جاری کرنے کا اختیار ختم ہونا چاہئے۔ اس کو مانیٹر کرنے کے لئے اگر بہت ضروری ہو، اگر کسی ملک کا بہت بڑا سفارتکار یا سربراہ مملکت ہو تو اس پر بھی ہمارا جو Wildlife Board ہے جس میں وزیر اعلیٰ بیٹھتے ہیں، جس میں سیکرٹری بیٹھتے ہیں اور لوگ بھی بیٹھتے ہیں۔ میری تجویز یہ ہے کہ اس بورڈ میں ایم پی ایز بھی ہونے چاہئیں اور کم از کم وہ بورڈ فیصلہ کرے کیونکہ ڈسٹرکٹ اور ڈویژن لیول کے آفیسر اس کو misuse کر رہے ہیں میں ان کی powers کو بھی curtail کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے علاوہ اس قانون میں یہ ہے کہ اگر کوئی اس قانون کی خلاف ورزی کرتا ہے تو اس کی cognizance تب ہی ہوگی جب کوئی سرکاری آدمی، محکمے کا آدمی کسی معاملے کی رپورٹ کرے گا۔ یہ حق عام آدمی کو ملنا چاہئے اور اس کی شکایت پر بھی اس کا cognizance لیا جانا چاہئے۔ اس کے علاوہ اس قانون میں، میں نے یہ تجویز کیا ہے کہ جو سزائیں اس میں رکھی گئی ہیں وہ تھوڑی ہیں۔ میں نے ایک کلاز میں کہا ہے کہ اس میں جو جرمانہ اور سزائیں موجود ہیں اس کو بڑھایا جائے اگر پانچ ہزار جرمانہ ہے تو اس کو بیس ہزار کریں اور سزا اگر چھ ماہ ہے تو اس کو تین سال کریں تاکہ اس قانون پر عملدرآمد بھی ہو سکے اور جو ہم نے اقوام عالم کے سامنے جو commit کیا ہے وہ مقاصد حاصل کر سکیں۔

جناب سپیکر! لاہور نہر کے کنارے پر جو درخت ہیں ہم ان کو کاٹنے کے منصوبے بنا رہے ہیں۔ سارے لاہور کو وہاں سے آکسیجن ملتی ہے۔ اس طرح ان کو بچانے کے لئے ضروری ہے کہ اس قانون کو دیکھ لیا جائے اور جو کمیٹی بنی ہوئی ہے وہ اسے دیکھے کہ جو ہماری دنیا میں جگ ہسائی ہو رہی ہے وہ بھی نہ ہو اور جو protected animals ہیں وہ بھی بچ سکیں اور ماحول بھی بچ جائے۔ میرا خیال ہے کہ لاء منسٹر صاحب اسے oppose نہیں کریں گے اس لئے کہ یہ ان کی بہتری کے لئے ہے، ان کی حکومت کی بہتری کے لئے ہے۔ میں نے ایک سال پہلے یہاں بات کی تھی کہ ایک ریسرچ آئی ہے کہ پنجاب میں قدرت کی طرف سے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عباسی صاحب! نماز کا ٹائم ہو گیا ہے۔ آپ نے کافی discuss کر لیا ہے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): آپ اس کو اگلے اجلاس تک pending کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرے قابل احترام بھائی اس صوبائی اسمبلی سے واحد ایک ایسے ممبر ہیں کہ جن کا حلقہ پورے کا پورا جنگلات پر مشتمل ہے اور ان کی دو تحصیلیں مری اور کوٹلی ستیاں ہمارے ملک کے لئے جنگلات کے حوالے سے سرمایہ ہیں۔ ان کا کہنا بجا طور پر درست ہے لیکن میں یہاں پر تھوڑا سا یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ان کے علاقے میں شکار کا رواج اس حوالے سے کم ہے کیونکہ وہاں اس قسم کا شکار ہوتا نہیں جس کے لئے کوئی لائسنس یا پرمٹ دیئے جاتے ہوں۔ اس علاقے میں تقریباً ایسا کوئی شکار نہیں ہے بہر حال overall انھوں نے شکار کے حوالے سے بات کی ہے۔ میں مختصراً صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو ترامیم میرے بھائی نے دی ہیں۔ میں نے ابھی ان سے بات بھی کی تھی کہ یہ relevant نہیں ہیں۔ اس میں ایک دو چیزیں ایسی ہیں کہ جن پر ان کے ساتھ بیٹھ کر بات ہو سکتی ہے اور میں نے ان کو request بھی کی ہے۔ جہاں مثال کے طور پر اس قانون کو زیادہ موثر بنانے کے لئے انھوں نے سزاؤں کو بہتر بنانے کی بات کی ہے اس سلسلے میں ان سے بات ہو سکتی ہے۔ انھوں نے جرمانے کو زیادہ کرنے کی بات کی ہے اس پر ان سے بات ہو سکتی ہے لیکن بعض چیزیں ایسی ہیں جو کہ خود contradiction ہیں۔ میرے بھائی ایک طرف کہتے ہیں کہ لائسنس جاری نہیں کرنا چاہئے اور دوسری طرف اسی بل میں کہتے ہیں کہ hardship cases میں

لائسنس جاری کر دیا جائے۔ اب شکار میں تو hardship case ہوتا نہیں۔ اگر وہ hardship کی definition پڑھ لیں تو اس کو مختلف حوالے سے لیا جاتا ہے۔ شکار میں کوئی hardship case نہیں ہوتا لیکن انھوں نے اس حوالے سے بات کی ہے۔ اسی طرح میرے بھائی نے کہا ہے کہ بورڈ پرمٹ جاری کر سکتا ہے۔ ایک طرف آپ کہتے ہیں کہ پرمٹ جاری ہی نہیں ہونا چاہئے اور دوسری طرف آپ بورڈ کو اختیار دینا چاہتے ہیں۔ بورڈ کے چیئرمین چیف منسٹر صاحب ہیں۔ اب ہر درخواست چیف منسٹر صاحب کے پاس نہیں جا سکتی۔ ہر مہینے وہ بورڈ کی میٹنگ نہیں بلا سکتے۔ سالانہ میٹنگ ہوتی ہے اس میں فیصلہ ہو جاتا ہے لیکن یہ روٹین کے کام بورڈ نہیں کر سکتا۔ اسی طرح میرے بھائی نے یہ کہا ہے کہ بورڈ میں صوبائی اسمبلی کے ممبران کو نمائندگی دینی چاہئے۔ یہ بالکل دینی چاہئے اور جناب! آپ اس بات کے شاہد ہیں کہ موجودہ اسمبلی نے جتنے قوانین پاس کئے ہیں کہ بورڈ میں اگر کہیں ممبران اسمبلی کی نامزدگی کی بات آئی ہے تو ہم نے اس اصول کو تسلیم کیا ہے کہ دو حکومتی بنچوں سے ہونے چاہئیں اور ایک اپوزیشن سے ہونا چاہئے۔ ہم اب جتنی بھی legislation کر رہے ہیں۔ اس میں جہاں بھی required ہے اس اصول کو اپنا رہے ہیں۔ یہ چونکہ 1974 سے ہوا ہے اور بے شمار پرانے قوانین ایسے چلے آ رہے ہیں کہ اگر ان میں نمائندگی دینے کے لئے اب ہم ترامیم لانا شروع کر دیں تو یہ ایک non ending story بن جائے گی اور ایک بہت بڑا پنڈورا بکس کھل جائے گا۔

جناب سپیکر! میں اپنے بھائی سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ 1974 کی بات ہے۔ اس لحاظ سے کم از کم آپ ضرور سراہیں گے کہ موجودہ حکومت کا رویہ جمہوریت کے حوالے سے اور ممبران اسمبلی کو اختیارات دینے کے حوالے سے کلی طور پر مختلف ہے۔ 1974 میں بھی ایک منتخب حکومت نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ اس نے منتخب ممبران کو نہیں رکھا لیکن آج آپ کی منتخب حکومت اور آپ کی اسمبلی جو قانون بنا رہی ہے، اس میں حکومت منتخب نمائندوں کو نمائندگی دے رہی ہے اس لئے میں اپنے بھائی سے استدعا کروں گا کہ جو دو تین ترامیم انھوں نے قابل تعریف دی ہیں۔ ان پر میں ان کے ساتھ بیٹھ جاؤں گا، وہ میرے ساتھ بیٹھیں اور میں ان کے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ انشاءاللہ تعالیٰ وہ انہی کے حوالے سے آئیں گی لیکن as such اس کو نہیں لیا جا سکتا اس لئے میں اس کی مخالفت کرتا ہوں، اس کو رد فرمایا جائے اور آئندہ کی ترامیم کے لئے جس طرح ابھی ہمارے وزیر تعلیم بھی کہہ رہے تھے کہ ہم نے تمام departments میں Laws کو update کرنے کا

ایک عمل شروع کیا ہوا ہے۔ میرے بھائی ہمارے ساتھ تعاون کریں۔ ہم ان کے تجربے سے استفادہ کریں گے، ان کی قابلیت سے استفادہ کریں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ ان کی اچھی رائے کو اہمیت دی جائے گی۔ شکریہ

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب اور ان کے جذبات کا بڑا مشکور ہوں لیکن مجھے بڑا خوف بھی آتا ہے اور ڈر بھی لگتا ہے۔ میں نے 2003 میں torture compensation bill دیا کہ جو شخص torture سے متاثرہ ہو گا وہ Bill چار یا پانچ صفحوں کا تھا۔ اسی طرح پارلیمانی سیکرٹری نے کہا تھا کہ ہم اس صوبے سے تھانہ کلچر کا خاتمہ چاہتے ہیں۔ آپ کا یہ torture compensation bill بہت اچھا ہے۔ ہم اپنا Bill لے کر آئیں گے، من وعن اسی طرح ہو گا کچھ تھوڑی بہت نوک پلک درست کریں گے۔ میں اتنا مجبور ہوا کہ اس کے بعد میں نے دو دفعہ وہ Bill داخل کیا لیکن وہ Bill کمیٹی کے پاس ہے اور نہ reject ہوا۔ اسمبلی سیکرٹریٹ اس پر بیٹھا ہوا ہے کہ حکومت جب وہ Bill لائے گی تو ہم آپ کا وہ Bill بھی آگے چلائیں گے۔ اب اس طرح کی بات ہو تو مجھے خوف آتا ہے۔ دو سال پہلے پارلیمانی سیکرٹری نے undertaking دی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب نے جیسے کہا ہے کہ آپ ان کے ساتھ بیٹھ جائیں انشاء اللہ آپ کے ساتھ پورا تعاون ہو گا۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس وقت تک میرا یہ Bill pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تو dispose of کریں گے۔ جب ایک بات ہو گئی ہے اور باقی میں بھی یہی understanding ہوئی ہے۔ وہ آپ کو یقین دہانی کرا رہے ہیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جو کمیٹی wildlife کو deal کرتی ہے یا forest والوں کے پاس business ہے۔ کیا وہ کام کرنا بھی چاہتے ہیں یا نہیں کرنا چاہتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی ترامیم کے حوالے سے وہ آپ کے ساتھ بیٹھ جائیں گے اور آپ کی guidance میں یہ کر لیں گے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔آپ press نہیں کرتے اس لئے یہ dispose of کی جاتی ہے۔

MR. DEPUTY SPEAKER: Next is The Hajvery University, Lahore (Amendment) Bill 2006.

ارشد محمود بگو صاحب کا ہے۔ جی،

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میری معزز ممبر سے بڑی مؤدبانہ التماس ہے کہ یہ بھی اسی قسم کی ایک amendment ہے جو کہ پہلے ہم نے take up کی ہے۔ میں اس کے بارے میں بھی انھیں یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اسی انداز میں اس کو بھی ہم take up کر کے collectively لے آئیں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ نماز سے پہلے یہ بزنس ختم ہو جائے اگر آپ اجازت دے دیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ معزز وزیر صاحب نے اپنی بات رکھ دی ہے اور ظاہر ہے اس کے بارے میں ہم جو بھی دلائل پیش کریں گے اس پر انھوں نے وہی stereo type باتیں ہی یہاں پر پیش کر دینی ہیں۔ میں صرف اس پر اپنا note of resentment دینا چاہتا ہوں کہ بہت ساری باتیں یہاں کہی جاتی ہیں کہ جی اپوزیشن contribute نہیں کرتی۔ جب اپوزیشن کے ممبرز بیٹھتے ہیں، قانون بنانے والے ماہرین سے مشورہ کرنے کے بعد اگر کوئی چیز بنا کر اسمبلی میں لاتے ہیں تو اس کی حکومتی بنچز کی طرف سے حوصلہ شکنی کی جاتی ہے میں اس trend کے بارے میں احتجاج کرتا ہوں کہ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میں معزز رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ کوئی ایسا trend نہیں ہے۔ ہم نے آپ کی contribution and participation کو ہمیشہ welcome کیا ہے۔ ابھی کچھ دیر پہلے فیصل آباد یونیورسٹی کے وائس چانسلر کا اہم issue اٹھایا گیا تھا تو اس پر ہم نے آپ کی بات کو honour کیا ہے۔ ہم آپ کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں اور ساتھ لے کر چل رہے ہیں۔ اگر میرا جواب stereo type تھا تو یہ ترامیم بھی stereo types ہی ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ جب ایک ہی قسم کی ترامیم دی جائیں گی تو ان کا جواب بھی ویسا ہی دیا جائے گا۔ بہر حال میں ان کو یقین دلاتا ہوں، ہمارے بڑے اچھے دوست ہیں انشاء اللہ تعالیٰ یہ take up ہوں گی، ان ترامیم کو ہم لے کر آئیں گے اور یہ credit انھی کو جائے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ٹھیک ہے میں مزید اسے press نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ محرک مزید press نہیں کرتے لہذا اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اب آدھے گھنٹے کے لئے وقفہ نماز کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے لئے اجلاس کی کارروائی آدھ گھنٹے کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(وقفہ برائے نماز ظہر کے بعد جناب چیئرمین رائے اعجاز احمد
سہ پہر 2 بج کر 35 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

قرار دادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب چیئرمین: محترمہ فائزہ احمد کی قرار داد ہے۔ جی، محترمہ فائزہ احمد!

محترمہ فائزہ احمد: جناب چیئرمین! منسٹر صاحب پچھلی دفعہ ہاؤس میں نہیں تھے تو یہ pending ہوئی تھی۔

جناب چیئرمین: pending کر دیتے ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد: جی، کر دیں۔

جناب چیئرمین: pending کی جاتی ہے۔

محترمہ فائزہ احمد: جناب چیئرمین! یہ کل تک کے لئے pending کی گئی ہے؟

جناب چیئرمین: نہیں، اگلے سیشن کے لئے pending ہوئی ہے۔

محترمہ فائزہ احمد: جناب چیئرمین! کل بھی تو پرائیویٹ ممبر ڈے ہے۔

جناب چیئرمین: کل منسٹر صاحب نہیں ہیں۔ ملک نذر فرید کھوکھر صاحب!۔۔۔ فنانس منسٹر نہیں ہیں، pending کر لیتے ہیں۔

ملک نذر فرید کھوکھر: جناب چیئرمین! move کر دیتا ہوں اس کے بعد pending کر دیں۔

جناب چیئرمین: move کر لیں لیکن یہ شاید next session میں جائے گی۔ اجلاس Monday تک ہے لہذا next session تک pending کی جاتی ہے۔ سید حسن مرتضیٰ!

محکمہ امداد باہمی کی طرف سے کوآپریٹو سوسائٹیوں کو دیئے گئے قرضوں پر شرح سود میں تخفیف

سید حسن مرتضٰی: شکریہ۔ جناب سپیکر۔ میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ محکمہ امداد باہمی کوآپریٹو سوسائٹی کو جو قرض دیتا ہے اس پر مارک اپ 15 فیصد کی بجائے 8 فیصد وصول کیا جائے۔"

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ محکمہ امداد باہمی کوآپریٹو سوسائٹی کو جو قرض دیتا ہے اس پر مارک اپ 15 فیصد کی بجائے 8 فیصد وصول کیا جائے۔"

MINISTER FOR COOPERATIVES: I oppose it, sir!

SYED IHSAN ULLAH WAQAS: Mr. Speaker! I also oppose it.

MR MUHAMMAD WAQAS: Mr. Speaker! I also oppose it.

جناب چیئرمین: جی، سید حسن مرتضٰی صاحب! فرمائیں۔

سید حسن مرتضٰی: شکریہ۔ جناب چیئرمین! اس ضمن میں میری یہ گزارش ہے کہ یہاں پر کل بھی لودھی صاحب فرما رہے تھے کہ ہم نے کسان کو بڑا facilitate کیا ہے، ہم نے ان کے لئے laser leveler منگوائے ہیں، زمینیں ہموار ہو رہی ہیں۔ یہ مالیاتی ادارے کسان کو بنیے کی طرح نچوڑ رہے ہیں۔ ہمیں 1947 میں ہندو بنیے سے تو آزادی مل گئی تھی لیکن ہم آج تک اس بنیے سے آزاد نہیں ہو سکے۔ اس ملک میں دوہرا معیار رکھا ہوا ہے۔ اس ملک میں کسانوں کے ساتھ اور رویہ ہے، بزنس مین اور مل اونر کے ساتھ اور رویہ ہے۔ ان کو قرضے انتہائی آسان شرائط پر ملتے ہیں، کم مارک اپ پر ملتے ہیں جبکہ زمیندار جو ہماری معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے اس کو 15 فیصد تک ملتے ہیں۔ اگر کوئی زمیندار، کسان یا کوئی ہاری 5 ہزار کا defaulter بھی ہو جائے تو اسے کان سے پکڑ کر لاک اپ میں بند کر دیا جاتا ہے اور اس کے خلاف کوئی اپیل نہیں اور کوئی اس کا پرسان حال نہیں ہے جبکہ دوسری طرف اگر کوئی بزنس مین defaulter ہوتا ہے تو اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوتی، کوئی اسے پکڑنے یا پوچھنے والا نہیں ہے۔ وہ sick unit چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے اور اس

سے کسی قسم کی کوئی recovery ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میرے جن بھائیوں نے اسے oppose کیا ہے اس ہاؤس میں 80 فیصد لوگ زراعت سے منسلک ہیں۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ یہ میری بڑی جائز بات ہے اگر ہم کسانوں کی بات یہاں نہیں کر سکتے تو ہمارا اسمبلی میں بیٹھنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ میں اپنے بھائیوں سے گزارش کروں گا کہ وہ اسے oppose نہ کریں اور اسے متفقہ طور پر منظور ہونے دیں۔

جناب چیئرمین: جی، وقاص صاحب! آپ نے oppose کیا ہے۔

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ اس قرارداد میں میرے بھائی حسن مرتضیٰ کی نیک نیتی شامل ہے۔ میں اس کی مخالفت نہیں کرنا چاہتا لیکن میں جس چیز کی مخالفت کر رہا ہوں اور جس کے لئے میں نے oppose کیا ہے وہ سود ہے۔

جناب سپیکر! بحیثیت مسلمان قرآن پاک کا واضح حکم ہے اور سوۃ البقرہ کی آیت ہے کہ "اے ایمان والوں اللہ سے ڈرو اور جو سودی کاروبار تم نے شروع کر رکھے ہیں ان کو چھوڑ دو اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو اللہ اور اس کے رسول کے خلاف اعلان جنگ کر دو" یعنی تم اللہ اور اس کے ﷺ کی دشمنی کا رویہ اختیار کئے ہوئے ہو۔ سود یا mark up چاہے دس فیصد ہو، پندرہ فیصد ہو یا دو فیصد ہو وہ ناجائز ہے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان جس کا آئین اسلامی ہے اور جس میں 97 فیصد لوگ مسلمان ہیں اور الحمد للہ اپنے عقید اور فقہ کے لحاظ سے بہتر مسلمان ہیں۔ اس بات پر ہمیں یہ سوچنا چاہئے کہ ہم کس club میں اور کس camp میں کھڑے ہیں۔ ہم اپنے دفاع پر ہر سال اپنے بجٹ کا 30/35 فیصد خرچ کرتے ہیں۔ اس لئے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا دشمن ہے اور اس سے بچنے کے لئے ہمیں یہ خرچ کرنا چاہئے لیکن اگر میں یہ بات کہوں تو آپ اس بات سے اتفاق کریں گے کہ اس سے زیادہ رقم سود کی ادائیگیوں اور سودی کاروبار پر خرچ کرتے ہیں۔ گویا ہم نے علاقائی دشمن سے بڑا دشمن نعوذ باللہ اللہ اور اس کے رسول کو قرار دیا ہوا ہے۔ میں نے قرآن کی آیت آپ کے سامنے رکھی ہے۔ لہذا اس پر ہمیں قانون سازی کرنی چاہئے اور ہمارے سامنے مثال صوبہ سرحد کی ہے کہ وہاں پر گریڈ 1 سے لے کر 15 تک کے جتنے ملازمین ہیں ان کو بلا سود قرضے دیئے جاتے ہیں۔ اگر اس دوران کوئی فوت ہو جائے اور اس کے ذمہ قرضہ ہو تو جو اصل زر ہے اس میں سے بھی 50 فیصد معاف کر دیا جاتا ہے اور گورنمنٹ اسے اپنے ذمے لے لیتی ہے۔ انھوں نے اسی طرح خیبر بنک کی

بعض شاخوں میں بلا سود بنک کاری رائج کر دی ہے۔ یہ ایک اچھا قدم ہے اور پنجاب کو اس کی پیروی کرنی چاہئے۔ کسانوں، عام مزدوروں اور ملازمین کو بھی بلا سود قرضے دینے چاہئیں۔ میری یہ تجویز تھی جو میں نے آپ کے سامنے رکھی ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں اس قرارداد کے بارے میں دو پوائنٹس کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو یہ ہے کہ کچھ عرصہ پہلے خود جنرل مشرف صاحب اور شوکت عزیز صاحب کا بیان اخبار میں چھپا تھا کہ mark up 15 یا 12 فیصد سے کم کر کے کسانوں سے 8 فیصد لیا جائے۔ یہ بیان خود ان کی طرف سے آیا تھا۔ یہ حکومت سارا دن ان کے قصیدے پڑھتی رہتی ہے اور اگر کوئی لوگوں کے حق میں غلطی سے کبھی ان کے منہ سے کوئی بات نکل جاتی ہے تو اس پر بھی عمل کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ میں سید حسن مرتضیٰ صاحب کی اس حوالے سے تائید کرتا ہوں کہ اگر آپ نے mark up لینا ہی ہے اور جان چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہیں جو آپ کے صدر نے آپ کو ہدایت دی ہے کم از کم اس پر تو اس حکومت کو عمل کرنا چاہئے۔

جناب چیئرمین! میں دوسری بات ٹیکنیکلی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ محکمہ امداد باہمی لوگ مل کر بناتے ہیں اور نفع و نقصان میں شریک ہوتے ہیں۔ اس کا تصور ہی یہ ہے۔ کوآپریٹو کا تصور یہ ہے کہ کچھ لوگ اٹھیں اور مل کر ادارے بنائیں اور ان کو چلائیں۔ میں اب یہ سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے محکمہ کوآپریٹو جو کہ لوگوں کا اپنا ڈیپارٹمنٹ ہے، اس کو بھی منافع خوری یا سود خوری کے چکر میں نہیں پڑنا چاہئے۔ اگر زیادہ سے زیادہ کچھ لینا چاہتے ہیں تو وہ سروس چارجز کے نام پر کچھ لے لیں۔ اس کے علاوہ انھیں ایک پیسا کسانوں سے mark up نہیں لینا چاہئے۔

جناب چیئرمین! اس ملک میں یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ سالانہ سات سو ارب روپے کی کسانوں کو ضرورت ہوتی ہے جبکہ اس میں سے زیادہ سے زیادہ دو سو ارب روپیہ مختلف ادارے دے پاتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں چار سے پانچ سو ارب روپے کسانوں کو مختلف آڑھتیوں اور مختلف درمیانے لوگوں سے لینے پڑتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ -/415 روپے گندم کا ریٹ حکومت مقرر کرتی ہے اور وہ -/360 یا -/370 روپے پر بیچنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ وہ 15 فیصد نہیں بلکہ 20/30 فیصد سود کی شکل میں ادا کرنا پڑتا ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ شاہ صاحب نے جس بات کی طرف توجہ دلائی ہے وہ بالکل درست ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس قرارداد میں

یہ ترمیم ہونی چاہئے چونکہ محکمہ کوآپریٹو خود لوگوں کا ادارہ ہے اور لوگوں نے آپس میں شیئر کرنا ہوتا ہے اس لئے اس پر کوئی سود نہ لیا جائے اور صرف سروس چارجز کے نام پر کچھ پیسے لینا چاہتے ہیں تو وہ ان سے لے لیں اور کسانوں کو بلا سود قرضے ملنے چاہئیں اور بڑی مقدار میں ملنے چاہئیں۔ بہت بہت شکریہ

جناب چیئرمین: آپ مشورہ کر کے اس کو واپس لے لیں اور نئی قرارداد لائیں۔ جی، چودھری جاوید احمد!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں بھی اس قرارداد کے حوالے سے یہ تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح سے ہماری حکومت نے ساڑھے بارہ ایکٹر پر زرعی ٹیکس معاف کر کے چھوٹے کسانوں کو فائدہ دیا ہے اور جس طرح یہ سارا معزز ہاؤس جانتا ہے کہ پنجاب میں 98 فیصد زمیندار ساڑھے بارہ ایکٹر سے کم کے مالک ہیں۔ اگر وزیراعلیٰ صاحب نے یہ بہت بڑی سہولت دی ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ ان ساڑھے بارہ ایکٹر کی input کے لئے جو قرضہ جات ہمارے کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ کے ذریعے یا بنکوں کے ذریعے دیئے جاتے ہیں ان پر سود نہ لیا جائے اور جو کسان وقت پر قرضہ واپس کر دیتا ہے اسے تو یہ incentive ملنا چاہئے۔

جناب چیئرمین: آپ نے ٹھیک بات کی ہے۔ اگر وہ اپنی قرارداد واپس لے لیں اور آپ حکومت کی طرف سے لے آئیں۔ اس طرح تو بات نہیں بنے گی کہ آپ ان کو oppose کریں یا ان کے حق میں بات کریں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وزیر صاحب بھی سن رہے ہیں۔ وہ اس بارے میں بات کریں گے۔ میری یہ تجویز ہے کہ ساڑھے بارہ ایکٹر تک کے مالکان input کے لئے جو قرضہ لیتے ہیں۔ وہ واقعی بلا سود ہونا چاہئے۔ اس کے علاوہ ہمارے ہاں جو defaulter ہو جاتے ہیں، ان کو تو بعد میں ریلیف ملتا ہے اور جو وقت پر ادا کر دیتے ہیں ان کو نہ صرف پورا قرضہ ادا کرنا پڑتا ہے بلکہ سود بھی ادا کرنا پڑتا ہے۔ اس سلسلے میں بھی میں وزیر صاحب سے گزارش کروں گا کہ اس پر working کریں تاکہ ان لوگوں کو بھی سہولت ملے کہ جو بروقت قرضے کی ادائیگی کرتے ہیں نا کہ ان کے جو defaulters ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! میں گزارش یہ کرنا چاہتا تھا کہ جیسے

آپ نے جاوید صاحب سے کہا کہ آپ حکومت کی طرف سے قرارداد لے آئیں اس طرح نہیں ہوتا۔ اگر کوئی بھی قرارداد پیش ہو جائے تو اس پر کوئی بھی آدمی اپنی رائے دینا چاہے تو وہ گورنمنٹ کو اپنی رائے دے رہا ہوتا ہے، اپنی نمائندگی کے طور پر دے رہا ہوتا ہے۔ ہر آدمی قرارداد نہیں دے سکتا۔ جیسا کہ آپ نے وقاص صاحب سے کہا کہ آپ مل کر قرارداد لے آئیں۔ انھوں نے محرک کی قرارداد سے اختلافی بات کہی ہی نہیں ہے۔ انھوں نے اس میں ایک ترمیم اور تجویز دی۔ اس کے لئے یہ ضروری نہیں ہوتا کہ جو آدمی اٹھ کر اپنی رائے دے یا اصلاح کرنا چاہے یا گورنمنٹ کے نوٹس میں کوئی بات لانا چاہے تو ہر آدمی کوئی قرارداد لے آئے۔ سید حسن مرتضیٰ نے جو قرارداد دی ہے، اس میں جماعت اسلامی یا ایم ایم اے کے دو ممبران نے اس میں oppose کر کے اپنی تجاویز دی ہیں۔ ہمارے ایک محترم دوست نے اپنی تجاویز دی ہیں کیونکہ میرے نوٹس میں بات آئی ہے لیکن منسٹر کوآپریٹو اس کو زیادہ بہتر سمجھتے ہیں کیونکہ یہ فیڈرل کا پیسا ہوتا ہے جو distribute ہوتا ہے اور صوبائی گورنمنٹ اس کی distribution کرتی ہے پھر ریکوری کر کے واپس کرتی ہے۔ اس میں یہی گزارش تھی کہ ہر آدمی اپنی طرف سے قرارداد نہیں لاتا۔ گورنمنٹ کے نوٹس میں ایک قرارداد پر وہ اپنی تجاویز دے سکتا ہے اور عام آدمی کی بہتری کے لئے کوئی تجویز دے سکتا ہے۔ میں یہی گزارش کر رہا تھا۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر کوآپریٹو!

وزیر امداد باہمی: شکریہ۔ جناب چیئرمین! ہمارے فاضل دوست حسن مرتضیٰ صاحب کی اس سلسلے میں یہ دوسری تیسری دفعہ تجویز آئی ہے۔ سب سے پہلے میں ان کی تصحیح اس لحاظ سے کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں انہوں نے کہا ہے کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ محکمہ امداد باہمی، کوآپریٹو سوسائٹی کو اتنا مارک اپ لگا کر قرضہ دیتا ہے تو ان کی اطلاع کے لئے میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ قرضہ محکمہ نہیں دیتا بلکہ یہ پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک دیتا ہے اور پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک زمینداروں کو سٹیٹ بنک سے لے کر قرضہ دیتا ہے۔ جہاں تک مارک اپ کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں گزارش ہے کہ ہمیں جو بھی رقم سٹیٹ بنک سے ملتی ہے اس پر وہ ٹریژری بل ریٹ چارج کرتے ہیں اور اس وقت جو ٹریژری بل ریٹس ہیں وہ vary کرتے رہتے ہیں مگر اس وقت ان کا ریٹ 8.29 اور 8 اور 9 کے درمیان fluctuate کرتا ہے۔ یہ وہ پیسا ہے جو ہم نے سٹیٹ بنک کو اس رقم کے ساتھ واپس کرنا ہوتا ہے۔ اس صورت میں بنک کے اپنے overhead expenditure

ہوتے ہیں جو کہ اس پر 4 to 5 percent ہر بنک لیتا ہے۔ محترم احسان اللہ وقاص صاحب نے سروس چارج کی بات کی تو وہ سروس چارج ہی ہوتا ہے جو بنک اپنے اخراجات ڈال کر کسان کو دیتا ہے۔یہ جو قرضہ ہم سٹیٹ بنک سے لیتے ہیں اس کو ہم نے تین مہینے کے اندر جو ان کی installment due ہوتی ہے اس due date پر ہم نے ان کو واپس بھی کرنا ہوتا ہے۔اگر کسان کی وجہ سے کچھ سوسائٹیز ڈیفالٹ بھی کر جائیں تو اس سلسلے میں سٹیٹ بنک پراونشل کوآپریٹو بنک کو اس میں کوئی گنجائش نہیں دیتا۔اس کے علاوہ ہمارے وقاص صاحب نے صوبہ سرحد کا ایک رول ماڈل پیش کیا اور اس وقت انہوں نے وہاں پر یہ ذکر نہیں کیا کہ صوبہ سرحد کا بنک کسانوں کو فری دے رہا ہے، وہ کہہ رہے ہیں کہ گریڈ 1 سے گریڈ 15 تک بلا سود قرضے دیئے جا رہے ہیں۔یہاں پر بھی وہ سکیمیں رائج ہیں۔جہاں تک ان کے پراونشل کوآپریٹو بنک فرنٹیئر کا تعلق ہے تو میں ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ لیکوڈیشن میں چلا گیا ہے اور یہ اس کو رول ماڈل بنا کر ہمارے سامنے پیش کر رہے ہیں کہ وہاں پر فلاں فلاں کر رہے ہیں اور ادھر کچھ اور ہے؟ وہاں پر تو ان کے جو منسٹر ہیں وہ خود ہمیں اس سلسلے میں کہہ رہے ہیں کہ ہماری کوئی رہنمائی کریں، ہمارے تو قرضے پھنسے ہوئے ہیں، ہمیں کوئی ریکوری کروادیں، ہمارا بنک لیکوڈیشن میں چلا گیا ہے، ہم کدھر سے یہ کام کریں؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئر مین!یہ اسے ہمارے لئے رول ماڈل نہ بنائیں۔ہم 8.9 percent پر لے کر جا رہے ہیں اور اس پر ہمارے 4 to 5 percent جو overhead expenses ہیں وہ لگا کر کسان کو ہم دے رہے ہیں اور سٹیٹ بنک کو بروقت ادائیگی کی جا رہی ہے۔آپ کو یاد ہوگا کہ کچھ عرصہ پہلے جب ہم 9 فیصد پر لے آئے تھے تو ٹریژری بل ریٹس 3 فیصد پر آ گئے تھے تو اس کا فائدہ ہم نے کسان کو دیا کہ ہم نے قرضہ 8 تا 9 فیصد پر کر دیا مگر اب جبکہ 8.29 پر سٹیٹ بنک سے پیسے لے رہے ہیں تو ہمارے لئے یہ ممکن نہیں ہے۔اس وجہ سے میری محترم شاہ صاحب سے گزارش ہے کہ یہ بنک کسانوں کی بہت خدمت کر رہا ہے اور اس کے اندر اتنی گنجائش نہیں ہے کہ اتنا مارجن از خود برداشت کر سکے۔اس وجہ سے میری ان سے درخواست ہے کہ پنجاب کے کسانوں کی بہتری اسی میں ہے کہ بنک چلتا رہے اور وہ اپنی قرارداد واپس لے لیں۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، رانا ثناء اللہ صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئر مین! میں پوائنٹ آف آرڈر پر آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ وضاحت چاہوں گا کہ حسن مرتضیٰ صاحب نے تو اپنی قرارداد میں بڑی واضح بات کی ہے کہ جو 15 فیصد سود لیا جا رہا ہے آپ اسے کم کر کے 8 فیصد کر دیں۔ اب انہوں نے جو بات کی ہے وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم پہلے ہی 8.29 فیصد کے قریب ہیں تو اس کی وضاحت فرما دیں کہ 15 فیصد والی بات غلط ہے اور اگر بنک already 8.29 percent لے رہا ہے تو میرا خیال ہے کہ شاید حسن مرتضیٰ صاحب کو بھی اس پر اعتراض نہ ہو۔

جناب چیئر مین: جی، منسٹر صاحب!

وزیر امداد باہمی: جناب چیئر مین! میرے خیال میں محترم رانا صاحب نے میری بات سمجھی نہیں۔ میں بات کر رہا ہوں کہ 8.29 فیصد ٹریژری بل ریٹس ہیں جن پر ہم سٹیٹ بنک سے یہ رقم لے رہے ہیں اور اس پر ہم اپنا overhead expenditure لگا کر کسان کو دیتے ہیں۔

جناب چیئر مین: آپ یہ بتا دیں کہ کتنے فیصد پر دیتے ہیں؟

وزیر امداد باہمی: جناب چیئر مین! ہمارا ٹوٹل جو فیصد ہے وہ 12 سے لے کر 15 فیصد تک ہے۔ جو چھوٹا کسان ہے اس کو ہم 12 فیصد پر دیتے ہیں اور جو بڑے قرضے ہوتے ہیں ان پر ہم 15 فیصد چارج کرتے ہیں۔

جناب چیئر مین: شکریہ

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئر مین! اس قرارداد میں یہ ترمیم کر دی جائے کہ سٹیٹ بنک اس طرح نہ کرے۔

جناب چیئر مین: آپ نئی قرارداد لے آئیں اب اس میں ترمیم نہیں ہو سکتی۔

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ محکمہ امداد باہمی، کوآپریٹو سوسائٹی کو جو قرض دیتا ہے اس پر مارک اپ 15 فیصد کی بجائے 8 فیصد وصول کیا جائے۔"

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئر مین! ایک طرف آپ mover کو یہ مشورہ دے رہے ہیں۔ اس میں کیونکہ سٹیٹ بنک کی involvement آئی ہے تو اسے ری ڈرافٹ کر لیں۔

جناب چیئر مین: اگر آپ اسے withdraw کرنا چاہتے ہیں تو کر لیں۔ withdraw کر کے نئی

قرارداد لے آئیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئرمین! جیسے آپ کہتے ہیں ویسے کر لیتے ہیں۔ گزارش صرف اتنی ہے کہ یہ جو کسان کو facilitate کرنے کی بات آتی ہے تو اس میں پنجاب کی ایک مثال ہے کہ:

"آٹا گوندھی ایں تے ہلدی کیوں ایں"

جناب چیئرمین! ٹیکنیکل گراؤنڈز پر اسے فارغ کرنے کی بجائے اگر اس پر ہمدردانہ غور کیا جاتا تو بہتر تھا۔ حکومت کو ایک قرارداد ہی بھیجنی ہے۔ ہمارے کسانوں کو کیا message جائے گا؟ یہاں کونسا مارک اپ کم ہو رہا تھا باقی جیسے آپ حکم دیں گے اس کی ہم تعمیل کریں گے۔

جناب چیئرمین: آپ واپس لے لیں اور نئی قرارداد لے کر آئیں اور سٹیٹ بنک کے لئے لکھیں کہ وہ اس کو regularize کرے۔ اس بحث میں آپ نہ پڑیں۔

سید حسن مرتضیٰ: میں اسے withdraw کر لیتا ہوں اور ہم دوبارہ لے آتے ہیں۔

جناب چیئرمین: محرک نے اپنی تحریک واپس لے لی ہے لہذا dispose of ہوتی ہے۔ سید عبدالعلیم شاہ صاحب اپنی قرارداد پیش کریں گے۔ موجود نہیں ہیں dispose of کی جاتی ہے۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر!

چھوٹے کاشتکاروں کے قرضوں پر سود کی معافی

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ زرعی بنک ساڑھے بارہ ایکڑ اور اس سے کم زمین کے مالک کسانوں کے قرضوں پر سابقہ سود معاف کر کے ان کی زمینوں کو نیلام ہونے سے بچائے اور نیز آئندہ ان کو بلا سود قرضے دیئے جائیں۔"

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب! وزیر خزانہ نہیں ہیں تو لہذا یہ اگلے سیشن تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: تو پھر کل پیش ہو جائے گی۔

جناب چیئرمین: آ گئے تو کل پیش ہو جائے گی وگرنہ اگلے سیشن پر کریں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: کل پرائیوٹ ممبرز ڈے ہے۔

جناب چیئرمین: اگر کل آجائیں گے تو کل ٹیک اپ کریں گے ورنہ اگلے سیشن پر کریں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: کل پرائیوٹ ممبرز ڈے ہے کل لے لی جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔اگلی قرارداد چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ) کی ہے۔جی، چودھری صاحب!

صوبہ پنجاب میں پرائمری کی سطح پر پنجابی کا مضمون پڑھانے کا مطالبہ

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): شکریہ۔جناب چیئرمین!میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"پنجاب میں پرائمری سطح پر پنجابی زبان کی تعلیم کے فروغ کے لئے پنجابی کا مضمون پڑھایا جائے۔"اس کے علاوہ میں پنجابی میں بھی یہ کہنا چاہوں گا کہ "اسیں پنجابی آں سانوں اپنی زبان تے کلچر تے فخر اے۔"

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"پنجاب میں پرائمری سطح پر پنجابی زبان کی تعلیم کے فروغ کے لئے پنجابی کا مضمون پڑھایا جائے۔"اس کے علاوہ میں پنجابی میں بھی یہ کہنا چاہوں گا کہ "اسیں پنجابی آں سانوں اپنی زبان تے کلچر تے فخر اے۔"

MR MUHAMMAD WAQAS: I oppose it, sir.

MINISTER FOR EDUCATION: I also oppose it, sir.

جناب چیئرمین: جی،آپ اس پر بحث کرنا چاہتے ہیں؟

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جی۔جناب چیئرمین!میں اس سلسلے میں معزز ایوان اور اپنے بھائی وزیر تعلیم کی توجہ چاہوں گا کہ پنجاب پاکستان کا واحد وہ صوبہ ہے جہاں پر علاقائی زبانوں کی ترویج کے لئے سرکاری سطح پر تو کام ہو رہا ہے لیکن سکولوں میں یہ نہیں پڑھائی جاتی اور باقی تمام صوبوں میں ان کی علاقائی زبانیں ان کے سکولوں میں پڑھائی جاتی ہیں۔

جناب چیئرمین: ٹائم 10 منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین!میری یہ گزارش ہے کہ ہمیں بطور پنجابی اپنے بچوں کو بھی پنجابی لکھنا پڑھنا سکھانے کے لئے بجائے اس کے کہ ہم یونیورسٹی میں تو پنجابی کا

مضمون پڑھاتے ہیں اور ایم اے پنجابی کر سکتے ہیں لیکن سکولوں میں بچوں کو نہ پڑھانے کی وجہ سے جو دوسرے ہمارے جیسے لوگ جنہوں نے پوسٹ گریجوایشن بھی کی ہوئی ہے ان کو پنجابی پڑھنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اگر پنجاب میں پنجابی زبان کی ترویج کے لئے اور بچوں کو پنجابی زبان سکھانے کے لئے شروع کے پانچ سال کے لئے پرائمری سطح پر اگر یہ مضمون پڑھایا جائے تو اس سے نہ صرف ہماری علاقائی زبان ترقی کرے گی بلکہ لوگوں میں ایک شعور بھی پیدا ہوگا اور وہ فخر بھی محسوس کریں گے کہ ہمیں پنجابی زبان پر عبور حاصل ہے۔ میں اس سلسلے میں مثال دوں گا کہ پنجاب بلکہ پورے برصغیر کے عظیم شاعر وارث شاہ نے بھی جو ہیر لکھی وہ بھی پنجابی میں لکھی تھی میرے خیال میں وہ شیکسپیئر سے بھی بڑے مفکر اور دانشور ہیں جنہوں نے ہیر وارث شاہ لکھی۔ اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ اس زبان کو پڑھنے کے لئے، اپنے مشاہیر کو اور اپنے ان دانشوروں کو پڑھنے کے لئے جنہوں نے پنجابی زبان جو کہ بڑی وسعت والی زبان ہے، پیار والی زبان ہے، پیار تقسیم کرتی ہے اور اتنی میٹھی زبان کو سرکاری سطح پر سکولوں میں نہ پڑھایا جانا یہ ہمارے بچوں پر اور ہم پر ظلم ہے۔ میں اپنے بھائی سے اور اپنی حکومت سے یہ درخواست کروں گا کہ اس سلسلہ کو ہمدردانہ دیکھتے ہوئے ہمارے بچوں کے لئے خصوصی طور پر اس چیز کا بندوبست کیا جائے کہ ہمیں اپنے اپنے سکولوں میں پنجابی زبان کی ترویج و ترقی کے لئے پڑھائی جانی ضروری ہے۔

محترمہ عابدہ جاوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

محترمہ عابدہ جاوید: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میرے بھائی نے ابھی پنجابی زبان کے لئے کہا کہ اسے لازمی قرار دیا جائے۔ ٹھیک ہے انہوں نے اپنے حساب سے بات کی ہے لیکن میں اس سے بھی زیادہ اہم بات کرنا چاہتی ہوں کہ آپ انگلش کو کہتے ہیں کہ لازمی کیا جائے، آپ یہ دیکھیں کہ عربی زبان جس میں ہمارا قرآن پاک ہے اور ہم اسے پڑھتے ہیں۔ وہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اس سے ہمیں اخلاق و کردار کا پتا چلتا ہے۔ اس میں وہ احکامات ہیں جس پر ہم نے چل کر اپنی دنیا و آخرت کو سنوارنا ہے۔ اس طرف تو کوئی نہیں آتا۔ اگر اخلاق و کردار ہوں تو یہ جو آج یہاں پر پرنسپل کے بارے میں اور بچی کے بارے میں بحث ہوئی ہے تو پھر یہ نہ ہوں اس لئے آپ لوگوں کو اور آپ کے توسط سے میں مرکز میں یہ بات پہنچانا چاہتی ہوں کہ عربی زبان کو لازمی قرار دیا جائے اور اس کو serious لیا جائے۔

جناب چیئر مین: محترمہ! آپ اس کے لئے کوئی تحریک لائیں۔

محترمہ عابدہ جاوید: ٹھیک ہے۔

محترمہ پروین سکندر گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، فرمائیں!

محترمہ پروین سکندر گل: جناب سپیکر! ایک mover کی قرارداد ہے جو کہ پنجاب کے بارے میں ہے اب ہم دوسرے ملک کی زبان لے لیں۔ بات تو اپنے صوبے کی ہو رہی ہے کہ صوبے میں یہ چیز آنی چاہئے۔ mover نے جو move کی ہے وہ بات اور ہے ہماری فاضل ممبر اس کو دوسری طرف لے کر جا رہی ہیں کہ جو سعودی عرب کی زبان ہے۔

جناب چیئر مین: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ جی، وقاص صاحب!

جناب محمد وقاص: شکریہ۔ جناب چیئر مین! سب سے پہلے تو میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کی زبان پنجابی یہ اولیاء کرام کی زبان ہے۔ اس میں ہمارا بہت بڑا سرمایہ ہے، صوفیانہ کلام ہے، بہت rich culture ہے اور ہم اس کے حق میں ہیں کہ پنجاب کے تمام لوگوں کو اپنی زبان بھی آنی چاہئے، اس کا لٹریچر بھی پڑھنا چاہئے اور اس کا پیغام بھی ہماری زندگیوں میں آنا چاہئے۔ جتنا rich culture اور جتنا rich literature پنجابی زبان کا ہے میرے خیال میں پاکستان میں کسی اور علاقائی زبان کا نہیں ہے اور جتنی اس میں آگے بڑھنے کی صلاحیت ہے یہ اپنی جگہ پر موجود ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اس کے لئے ہمیں ایک ایسا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہئے کہ پورے پنجاب میں کوئی اور فتنہ نہ کھڑا ہو جائے۔ اس لئے کہ اس وقت اگر یہ قرارداد اسی طرح جاری کر دی تو جو علاقہ خطہ پوٹھوہار ہے ان کی پنجابی اپنی ہے، آپ ان کو کون سی پنجابی پڑھائیں گے؟

وزیر زرعی مارکیٹنگ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، فرمائیں!

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب چیئر مین! راجہ شفقت عباسی صاحب کو تنبیہ کریں کہ یہ طریقے اور سلیقے سے بیٹھیں۔ یہ سو رہے ہیں اور گردن پر اس طرح ہاتھ رکھا ہے۔ اسمبلی اور کوٹلی ستیاں

میں بڑا فرق ہے۔ انہیں تاکید کریں کہ ٹھیک طریقے سے بیٹھیں۔

جناب چیئر مین: شکریہ۔ جی، وقاص صاحب!

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ پنجابی زبان ہمارا کلچر ہے، ہمارا ورثہ ہے لیکن اس کو لانے کے لئے کوئی سلیبس اور کوئی حساب ہونا چاہئے کہ جس طرح میں عرض کر رہا ہوں کہ عملاً on ground کیا complications ہوں گی کہ پوٹھوہار کے علاقے میں آپ کون سی پنجابی پڑھائیں گے، سنٹرل پنجاب میں آپ کون سی پنجابی پڑھائیں گے اور جنوبی پنجاب والے کہیں گے کہ سرائیکی پڑھائی جائے تو پھر ہم عملاً کسی ایک چیز پر متفق نہیں ہوں گے۔ یہ جو پرائمری کی سطح ہے یہ بہت چھوٹی سطح ہے۔ بچوں کو اس پر confuse نہ کریں ہاں سکینڈری سطح پر، مڈل کی سطح پر، میٹرک کی سطح پر اور کالجز میں ضرور پنجابی پڑھائی جانی چاہئے، پنجاب کا لٹریچر پڑھایا جانا چاہئے، صوفیانہ کلام پڑھایا جانا چاہئے تاکہ ہماری نوجوان نسل کے اندر ہمارے اسلاف کا ورثہ منتقل ہو لیکن اگر ہم پرائمری سطح پر اس کو رائج کریں گے تو ہمارے بچے confuse ہوں گے اور اس کے علاوہ بہت ساری قباحتیں پیدا ہوں گی اس لئے میں اپنے mover سے یہ گزارش کروں گا کہ اس میں تھوڑی سی amendment کر کے اس کو اچھے انداز سے پیش کیا جائے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ گزارش کروں گا کہ میرے بھائی نے جس طرح سے شمالی پنجاب، جنوبی پنجاب اور وسطی پنجاب کے حوالے سے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے۔ ہمارا پنجاب صرف ایک ہی ہے اور ہم اسی پنجاب کی نمائندگی یہاں پر کر رہے ہیں۔ جہاں تک ان کے علاقوں کی بات کا تعلق ہے کہ وہاں پر لہجہ اور ہے یا جنوب میں لہجہ اور ہے ہم ان سب کو اس سلیبس میں سمو سکتے ہیں۔ وہاں کے بچے وہ زبان بھی سیکھیں یہ بھی سیکھیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئر مین: چودھری صاحب! انہوں نے بات ٹھیک کہی ہے کیونکہ ملتان کی زبان اور ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب چیئر مین! زبان اور نہیں ہے زبان ہماری سب کی پنجابی ہے۔ وہ ہند کو پنجابی کہلاتی ہے وہ سرائیکی پنجاب کہلاتی ہے، ہم پنجابی کہلاتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر جنوبی پنجاب سے تعلق رکھنے والے کچھ اراکین کھڑے ہو گئے
اور پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کی اجازت طلب کرتے رہے)

جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ ہم سب کو سلیبس میں adjust کر سکتے ہیں لیکن مجھے تو ابھی یہ پتا نہیں ہے کہ میرے بھائی عمران مسعود صاحب اس سلسلے میں wind up کریں گے کہ اس کو کس طرح سے ایڈ جسٹ کر سکتے ہیں لیکن جہاں تک میرے بھائی نے بات کی ہے یہ صحیح بات ہے کہ پنجاب کے جتنے مشاہیر ہوئے ہیں، اولیاء کرام ہوئے ہیں ان سب کا کلام اس پنجابی میں لکھا ہوا ہے، پہلے فارسی میں تھا۔ بابا بلھے شاہ صاحب کا کلام ہے، خواجہ فرید صاحب کا کلام ہے، بابا فرید گنج شکر کا کلام پنجابی میں ہے ہمارے وارث شاہ کا کلام بھی پنجابی میں ہے۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں آپ مشورے کے ساتھ متفقہ قرارداد لائیں تو وہ بہتر ہو گی۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میں نے یہ کہا ہے کہ میرے بھائی عمران مسعود صاحب اس کو بہتر انداز میں کریں گے۔

جناب چیئرمین: آپ اس قرارداد کو withdraw کر لیں اور دوبارہ مشورہ سے لائیں جو متفقہ ہو۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! آپ عمران صاحب کی رائے تو لے لیں۔

جناب چیئرمین: جی، عمران مسعود صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! میں نے بھی اس کو oppose کیا ہے پہلے میری بات تو سن لیں۔

جناب چیئرمین: آپ کی بات بھی سن لیں گے۔ جی، عمران مسعود صاحب!

وزیر تعلیم: شکریہ۔ جناب چیئرمین! یہ قرارداد انہوں نے پہلے بھی دی تھی۔

جناب چیئرمین: اجلاس کا وقت مزید دس منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر جیل خانہ جات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

وزیر جیل خانہ جات: جناب چیئرمین! آپ رولز آف پروسیجر کو دیکھیں جو بھی آدمی کسی بھی قرارداد کو oppose کرے گا اس کا حق ہے کہ وہ اس پر بات کرے۔ کیونکہ وقاص صاحب نے اس کو

oppose کیا ہے تو ان کا رولز آف پروسیجر میں حق ہے کہ وہ اس پر بات کریں کیونکہ جو بھی oppose کرتا ہے اس کا حق ہوتا ہے کہ وہ اس پر بات کرے کیونکہ احسان اللہ وقاص صاحب نے اس کو oppose کیا ہے اس لئے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ رولز میں ان کا حق ہے۔

جناب چیئرمین: یہ سپیکر کے اختیارات ہیں کہ وہ کسی کو وقت دے یا نہ دے۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب چیئرمین! سپیکر کا اس طرح right نہیں ہے کہ وہ اس ہاؤس کو بلڈوز کرے۔ ہاؤس کی consent سے آپ کوئی کام کر سکتے ہیں۔ میں اس پر بحث نہیں کرتا لیکن Chair پر جو ہوتے ہیں وہ ہاؤس کی رائے کو بلڈوز نہیں کر سکتے۔ سپیکر ہاؤس کا Custodian ہوتا ہے اس لئے رولز آف پروسیجر اور اس کے rights کو protect کرتا ہے۔ آپ اس جگہ پر ہیں کہ آپ ہمارے rights کو protect کریں اور جو ہمیں right رولز آف پروسیجر نے دیا ہے آپ اس کا تحفظ کر کے ہمیں اسی لائن پر چلائیں۔ یہ بالکل رولز میں ہے اور یہ Chair کی discretion ہے کہ وہ کسی بات کو rule out کر سکتے ہیں لیکن ہم اس Chair کو اس ہاؤس کا Custodian بھی تصور کرتے ہیں کیونکہ وہ ہمارے rights کو protect کرنا بھی آپ کا فرض ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! ہمارے فاضل دوست نوانی صاحب بعض دفعہ بڑی خوبصورت بات کر جاتے ہیں اور یہ رولز اینڈ ریگولیشن اور رولز آف بزنس کے متعلق بڑی خوبصورت اور اچھی رائے دیتے ہیں لیکن اس وقت ان کا لب ولہجہ Chair کو مخاطب کر کے یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ یہ نہیں کر سکتے۔ میں انہیں کہتا ہوں کہ چیئرمین یا سپیکر کا استحقاق اور اس کا right بھی ہوتا ہے اور اگر وہ کچھ کرنا چاہے تو وہ کر سکتا ہے تو یہ ہاؤس اسے bound نہیں کر سکتا کہ وہ ہاؤس کے تابع ہو کر کام کرے بلکہ سپیکر کے تابع ہاؤس ہوتا ہے۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! ٹیپ نکال کر سن لیں کہ میں نے کہا ہے کہ یہ آپ کی discretion ہے لیکن ہمارے rights کو protect کرنا بھی آپ کا حق ہے اور چونکہ آپ Custodian of the House ہیں۔ میں نے اس لحاظ سے کہا کہ جہاں کسی ممبر کا right violate ہو رہا ہو تو اس کو آپ نے protect کرنا ہے۔ پورا ہاؤس آپ کے سہارے پر چلتا ہے اور

آپ کو یہ بات باور کرانی چاہئے کہ جہاں بھی کسی ممبر کا کوئی right violate ہو رہا ہے تو کئی دفعہ پتا نہیں ہوتا تو اس کے لئے آپ کو inform کرنا یا بتا دینا، میں تصور بھی نہیں کر سکتا کہ میں Chair کی تضحیک کروں یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور ہماری یہ سوچ ہی نہیں ہے کیونکہ یہ سپیکر کی Chair ہے اور سپیکر اس ہاؤس کا Custodian ہے اور آپ ہی کے سہارے ہم اپنے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کا ازالہ کرواتے ہیں تو میں تو وہ بات کر رہا تھا کیونکہ انہوں نے oppose کیا تھا اور شاید آپ کے نوٹس میں نہیں تھا تو میں نے یہ کہا کہ رولز میں ان کا right تھا اس لئے میں نے آپ کے نوٹس میں لانے کے لئے یہ بات کہی۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

سید احسان اللہ وقاص: میری گزارش یہ ہے کہ نوانی صاحب نے بہت درست بات ارشاد فرمائی ہے۔ مجھے آپ بے شک موقع نہ دیں لیکن سپیکر نہ صرف رولز آف پروسیجر بلکہ اس اسمبلی کے اندر سابق سپیکر کی قائم کردہ روایات کا بھی پابند ہوتا ہے اور یہ آپ کی dignity اور وقار کے منافی بات ہو گی کہ کوئی سپیکر رولز آف پروسیجر اور اس اسمبلی کے اندر مختلف سپیکر نے 70/75 سال کے دوران جو باوقار روایات قائم کی ہیں اور سپیکر انہیں مزید بہتر تو بنا سکتا ہے لیکن ان کے خلاف نہیں جا سکتا۔ مجھے آپ حکم دیں گے تو میں بالکل بات نہیں کروں گا۔ میں Chair کا احترام کرتا ہوں لیکن میں ان کی اس بات کی تائید کرتا ہوں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں اس بات کو نہیں مانتا کہ سپیکر رولز آف پروسیجر کو بھی ایک طرف ڈال دے اور اسمبلی کی روایات کی بھی فکر نہ کرے۔ شکریہ۔ جی

جناب چیئرمین: جی، وزیر تعلیم صاحب!

وزیر تعلیم: جناب چیئرمین! آپ کے ہوتے ہوئے کون رولز بلڈوز کر سکتا ہے ویسے بھی نوانی صاحب بڑے پرانے اور منجھے ہوئے پارلیمنٹیرین ہیں اور آپ بھی seasoned politician ہیں اور تمام لوگ ہی بہتر ہیں۔ چودھری جاوید احمد صاحب نے یہ قرارداد پہلے بھی پیش کی تھی لیکن take up نہیں ہو سکی اور آج پھر انہوں نے قرارداد نمبر 101 کے تحت اس چیز کی خواہش کی ہے کہ پنجابی زبان پرائمری یعنی کچی اور پہلی سے پڑھائی جائے۔ میری اکثر ان سے discussion بھی ہوئی اور ہاؤس کے اندر بھی تمام معاملات پر کچھ لوگ favour میں اور کچھ لوگ against ہیں۔

جناب سپیکر! پنجابی ہمارے ہاں ہائر لیول پر پڑھائی جاتی ہے اور پنجابی میں ماسٹر بھی ہے اور بیچلر بھی ہے اور ہم اس کو سیکنڈری لیول پر نویں جماعت سے as an elective subject پڑھاتے ہیں۔ اب یہ بحث ہو رہی ہے کہ نیچے کی سطح پر لینگوئج کو لازمی کر دیا جائے اور پنجابی کو as a compulsory subject پڑھایا جائے، شاید ان کی یہی مراد ہے۔ اب ہم پہلے ہی دو زبانیں لازمی پڑھا رہے ہیں۔ ایک انگلش جو چھٹی جماعت سے ہم نیچے لے آئے اور دوسری اردو پڑھا رہے ہیں۔ یہ پھر بتدریج اوپر تک لازمی مضمون چلتے ہیں۔ اب ہم تیسری میں اسلامیات لے آتے ہیں، عربی شروع ہو جاتی ہے اور بچہ عربی بھی پڑھتا ہے اور پھر اگر ہم چوتھی پنجابی ڈال دیں جو ہونی تو شاید چاہئے چونکہ یہ پنجاب ہے تو اس سے بچے تھوڑے سے کنفیوژن کا شکار ہو جائیں گے۔ پھر اوپر جماعتوں میں آپ جائیں تو فارسی آ جاتی ہے، اس کے بعد عربی ہے پھر دوسری زبانیں ہیں۔ میری ان سے یہ درخواست ہو گی چونکہ اس کو ہم پہلے ہی consider کر رہے ہیں اور پنجابی چونکہ ایک اہم زبان ہے اور ہمارا heritage اور ہمارا کلچر ہے اور اس heritage and culture اور پنجابی زبان کی اہمیت کو جانتے ہوئے چیف منسٹر پنجاب نے پنجابی انسٹیٹیوٹ آف لینگوئج آرٹ اینڈ کلچر کی قانون سازی کروائی اور پنجابی کلچر اور پنجابی لینگوئج کی ریسرچ اور تمام صوفیانہ کلام کے بارے میں پورا ایک ادارہ بنایا گیا اور پنجاب کی تاریخ میں پہلے کبھی بھی نہیں ہوا۔ یہ کریڈٹ بھی گورنمنٹ آف پنجاب موجودہ حکومت کو جاتا ہے کہ پنجابی کے فروغ کے لئے یہ چیز انہوں نے شروع کی تو میری ان سے یہ درخواست ہو گی کہ یہ اس پنجابی والے مسئلے کو press نہ کریں۔ ہم کوشش یہ کر رہے ہیں کہ early classes میں پنجابی as an optional subject take up کریں اگر آپ اس کو compulsory کریں گے تو پھر تمام پوٹھوہار کی لینگوئج، اب ہمارے ہاں پنجاب میں حضرو میں، یہ ہمارے خانزادہ صاحب بیٹھے ہیں تو وہاں پشتو بولی جاتی ہے۔ وقاص صاحب بھی پشتو بولتے ہیں تو پھر یہ بھی کہیں گے کہ پشتو بھی پڑھائی جائے لہذا قومی زبان اُردو کو ہم نے promote کیا جو کہ ہم پر binding بھی ہے اور بچوں پر بھی وزن پڑے گا لہذا ہم اس as an optional subject کو take up کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ نئی scheme of studies جو Inter Provincial Committee نے فیصلہ کیا ہے کہ صوبوں کو یہ اجازت ہو گی کہ اگر ان کے پاس capacity ہے

تو وہ ریجنل لینگوئجز پڑھائیں لہذا اگر ہمارے پاس ٹیچرز ہیں تو ہم ضرور پڑھائیں اس لئے پہلے ٹیچر create کرنے پڑیں گے، تیاری کرنی پڑے گی پھر نصاب بنانا پڑے گا پھر جا کر پنجابی ہو گی بہر حال optional subject ہم اسے take up کر رہے ہیں لہذا میری ان سے استدعا ہے کہ یہ اس کو press نہ کریں۔

جناب چیئر مین: جی، چودھری جاوید صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب چیئر مین! میرے بھائی نے بہت اچھے طریقے سے بتایا ہے کہ کس طرح سے ہماری علاقائی زبانوں کی ترقی و ترویج کے لئے کوششیں کر رہے ہیں اور ہماری حکومت بھی کر رہی ہے۔ میں ان کی بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ اگر فی الحال آپشنل کی سطح پر بھی یہ لے آتے ہیں تو آئندہ کوئی نہ کوئی ایسی سٹیج ضرور آئے گی انشاء اللہ کہ جب یہ پرائمری سطح پر شروع سے ہی پڑھائی جائے گی لیکن میں آخر میں اپنے پاکپتن کے ایک پنجابی شاعر کا ایک شعر ضرور ان کی نذر کرنا چاہتا ہوں کہ:

نت نت دے واورولیاں نال ہنیریاں گھل دیاں نئیں
سجن یاد رہندے گلاں بھُل دیاں نئیں

جناب چیئر مین: چونکہ محرک اس قرارداد کو press نہیں کرتے لہذا یہ dispose of کی جاتی ہے۔

سردار حفیظ اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، فرمائیں!

سردار حفیظ اللہ خان: جناب چیئر مین! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج سے سو سال پہلے سر سید احمد خان نے اسی قوم کے لئے پیغام دیا تھا۔۔۔

جناب چیئر مین: ہاؤس کا وقت مزید پانچ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

سردار حفیظ اللہ خان: انہوں نے اس وقت یہ فرمایا تھا کہ انگریزی زبان سیکھو کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آگے competition ہونا ہے۔ دنیا میں مقابلے کا رجحان ہے تو ہم اردو سے پیچھے پنجابی کی طرف آرہے ہیں۔ اس طرح تو پھر ہر علاقے کی اپنی زبان ہو گی۔ پوٹھوہار والے اپنی زبان کی بات کریں گے، ہم سرائیکی اپنی زبان کی بات کریں گے۔

جناب چیئر مین: آج کے اجلاس کا ایجنڈا ختم ہو گیا ہے۔اب اجلاس جمعرات 29۔جون2006 صبح دس بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔